بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان
درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت
اطہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی
المسمے بہ
سنہ ۱۹۰۷ء
دیوان فروغ
سنہ ۱۳۲۵ھ
مرتبہ
سید محمد ہادی نادر رضوی عفی عنہ بہزار حسن زیبائش
در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مولوی گنج مطبوع گردید

اب دیر نہ کیجیے — مایوسون کو مژدہ — جتنا زمانہ گذریگا مایوسی بڑھیگی

مایوسون کو مژدہ

نوٹ ناظرین اشتہاری حالت نے ایسی خرابی ڈال رکھی ہی اور ایسا جھوٹا بنا رکھا ہی کہ اگر کوئی اکسیر کی بھی اشتہار کے ذریعہ سے اشاعت کرے تو مشتہر جھوٹا اور اکسیر مٹی لیکن بھائیو بخدا میری غرض روپیہ پیدا کرنا نہین جو کہ آجکل ہمارے بھائی اشتہار والونکی حالت ہی مجکو تو اکثر بھائیونکی مایوسی کی حالت دیکھکر اور اُنکے بیحد اصرار سے اشتہاری دُنیا مین آنا پڑا ورنہ مین ہرگز اپنے کو مشتہر نکرتا اسی لحاظ سے یہ شرط ہی کہ اگر خدانخواستہ دوا نفع نکرے تو آپکی حلفی تحریر آنے پر دوا کی قیمت واپس۔

حضرات اگر اب بھی آپ بیخبر رہین اور اپنے موذی مرض کا علاج نکرین تو افسوس ہی بیجئے اب اپنے امراض کا جمیعی سے علاج کیجئے اسوجہ سے کہ ہمارے چار عدد **کباب** کھانے کے بعد آپ بغیر سوئے ہرگز نہین رہ سکتے ہمارا **حلوہ** اسقدر مقوی ہے کہ سوئے مادر زاد مردکے کیسا ہی مردہو تماشہ (مطلق) اُسکو مردمی عطا کریگا ہمارا **روغن ناسور** وہ نایاب روغن ہے کہ اگر ہڈی کا ناسور ہو تو اسکے استعمال سے شرطیہ فائدہ ہوگا اسکی قیمت تو ہزار روپیہ بھی تھوڑے تھے ہمنے محض نفع رسانی خلق اللہ کے ایک روپیہ رکھا ہی۔ اکثر بھائی ہاتھ کے ذریعہ سے حظ اُٹھاکر تمام عمر کو پریشانی وندامت کا سامنا کر لیتے ہیں رگون مین خمی آجاتا ہی بالکل بیکار ہوجاتے ہین ہمارا **طلا** اور **پٹی** اور **سینک** اسکے لئے بیحد مفید ہی آسانی سے اپنی رگونکا اکر میلی تو ہی کو دوبارہ قایم کردیتی ہی۔

دوا	قیمت
روغن برائے گٹھیا فی شیشی	عہ ر
کباب برائے قوت فی عدد	عہ ر
حلوہ مقوی قوت فی تولہ	۸ر
طلا برائے مجلوق فی شیشی	عہ ر
سفوف برائے رقت فی شیشی	عہ ر
طلا برائے ضعف قوت فی شیشی	۸ر
سفوف برائے جریان فی شیشی	عہ ر
مرہم آتشک قیمت	عہ ر
روغن برائے ناسور فی شیشی	عہ ر
دوائے دمہ سات خوراک	عہ ر
پٹی برائے مجلوق قیمت	عہ ر
سینک برائے مجلوق قیمت	۸ر
معجون برائے ضعف قوت جدید وکہنہ فی تولہ	عہ ر
سفوف دافع سستی فی شیشی	عہ ر
سفوف آتشک فی شیشی	عہ ر
جبوب سرفہ کہنہ وجدید فی شیشی	بہ ر

المشتہر نواب سید فخر الدین حسین جاعف نواب جانی مرزا لکھنؤ گولا گنج

بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان

بیت

دریں زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل
اطہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی
المسمی بہ

دیوان فروغ

سنہ ۱۳۲۵ھ

بحسن انتظام
و تصحیح سید محمد ہادی زار رضوی عفی عنہ

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مطبوع گردید

کلن عرف واجد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱ | ردیف الف | اشعار ۱۶

قدم تیرا عدم تیرا امکان و لامکان تیرا
زمین تیری فلک تیرے بشر تیرے جہان تیرا

کہین پر تو نہان تیرا کہین جلوہ عیان تیرا
دلون مین یاد تیری اور زبانون پر بیان تیرا

حسینون مین جھلک تیری ستارون مین چمک تیری
وہی نور اور وہی جلوہ یہان تیرا وہان تیرا

کیا جب ذکر تیرا آنکھ سے بہنے لگے آنسو
ہوا زخمِ محبت پر نمک شورِ بیان تیرا

بنی ہی سرمہ چشمِ مہر و مہ کا خاکِ در تیری
الٰہی سجدہ گاہِ انس و جن ہی آستان تیرا

محمد کا ہی تو عاشق محمد عاشقِ حیدر
ترے پیارے کا پیارا بھی نہو کیون رازدان تیرا

صدا آتی نہین یہ جنبشِ بادِ بہاری سے
چمن کا پتہ پتہ ہی خوشی مین مدح خوان تیرا

ترا دوزخ تری جنت ترا دین اور تری دنیا
ادھر تیرا ادھر تیرا یہان تیرا وہان تیرا

پڑھا کرتے تھے کلمہ حُسن کا تیرے کلیم اللہ
بھرا کرتے تھے دم عیسیٰ بھی ایجان جہان تیرا

ٹپکتی ہی گلون سے بنکے شبنم یاد اگر تیری
زبانون پر عنادل کی چمن مین ہی بیان تیرا

لب دریا پہ نکلے آبلے بنکر حباب آخر
نہ آبِ بحر مین بھی چھپ سکا سوزِ نہان تیرا

مصیبت مین تجھے مور و سلیمان یاد کرتے ہین
سہارا ڈھونڈھتا ہے ہر قوی و ناتوان تیرا

پہنچ آیا مہر پہلے آسمان پر روزِ عاشورہ
مگر اونچا سا اک یہ بھی تھا نازِ امتحان تیرا

سر طور آ کے بیہوشی نے اچھی پردہ داری کی
کلیم اللہ نے جلوہ بھلا دیکھا کہان تیرا

شبِ معراج کے جلوے رہے چشمِ تمنا مین
جو تیرا مہمان تھا بن گیا وہ میزبان تیرا

غزل ۲۲	فروغ زار پر کر رحم اُسی کا واسطہ مجھکو جو ہی پیارا ترا محبوب تیرا راز دان تیرا	اشعار ۱۲

قول ہے عیسے کا میرا پیشوا پیدا ہوا
خضر کہتے ہین ہمارا رہنما پیدا ہوا

واقفِ شانِ نزولِ ہل اتی پیدا ہوا
کاشفِ سرِ خفی انّما پیدا ہوا

شکل آئینہ رہے ہر صبح تا پیشِ نظر
آسمان پر اس لیے شمس الضحیٰ پیدا ہوا

حضرت نرجس پہ کچھ ظاہر نہ تھے آثار حمل
پردۂ غیبت مین یہ معجز نما پیدا ہوا

رونقِ تختِ خلافت وارثِ ختمِ رسل
مسند آرائے سریرِ اتقا پیدا ہوا

قائمِ آلِ محمد رونقِ دنیا و دین
یادگارِ خاندانِ مصطفےٰ پیدا ہوا

ڈوبتون کا ٹھکانا نا امیدون کی امید
بیسہارون کا جہان مین آسرا پیدا ہوا

روشنیٔ دیدۂ اسلام اب دوچند ہے
نورِ چشمِ خامسِ آلِ عبا پیدا ہوا

شرق سے تا غرب دینِ حق کو یہ دینگے رواج
آپ کیا پیدا ہوئے اب کفرا پیدا ہوا

غیبت حضرت سے پوشیدہ کیا دل کو لہو
سرخ باطن مین جب ہی رنگِ حنا پیدا ہوا

جس پہ صدقے ہو کے مرنا ہے حیاتِ جاودان
آج وہ سرچشمۂ آبِ بقا پیدا ہوا

غزل ۲۳	وارثِ ختم النبیین مہدیٔ دین اے فروغ بہترین خلق ختم اوصیا پیدا ہوا	اشعار ۲۴

کچھ نہین پروا جگر یا دل گیا
مل گئین نظرین تو سب کچھ مل گیا

اس خرام ناز سے کیا مل گیا
دی صدا تختون نے مرقد مل گیا

اٹھ کے پہلو سے جو وہ قاتل گیا
درد کو اُٹھنے کا پہلو مل گیا

ہاتھ خالی کب ترا سائل گیا
مانگنے والے کو سب کچھ مل گیا

یان محبت مین گرہ سے دل گیا
دھوم ہے دل مل گیا دل مل گیا

بہر گئی نظرون مین بیتابئے دل
جب ترے کانون کا بُندا ہل گیا

جان ان نیچی نگاہون پر نثار
وہ مرا کھویا ہوا دل مل گیا

تھا شبِ وعدہ ہی مرنا غیر کو
آج پھر اُن کو بہانہ مل گیا

کھل گئی چوری تری اے دلکے چور
سب پتہ نیچی نظر سے مل گیا

گریۂ بلبل پہ وہ بھی ہنس پڑے
باغ مین طرفہ شگوفہ کھل گیا

دو دو باتین حشر کے دن ہو گئین
دردِ دل کہنے کا موقع مل گیا

ہنستے ہنستے مجکو لوٹا یار نے
دل لگی ہی دل لگی مین دل گیا

اک وفا دشمن پہ ہم مرنے لگے
جان دینے کا بہانہ مل گیا

کھل گئی دل کی حقیقت کھل گئی
مل گیا تیرا ٹھکانا مل گیا

میری آہون پر خفا ہونے لگے
جب ہوا سے اُنکا آنچل ہل گیا

لب کو نالہ سر کو سودا دل کو درد
جو مناسب تھا جسے وہ مل گیا

کوئے جانان کی کشش رہبر ہوئی
ناتوان کھنچکر سوئے منزل گیا

ضعف مین کام آگئی دل کی تڑپ
کروٹین لینے کا پہلو مل گیا

روح کو تن سے محبت ہو گئی
طائرِ وحشی قفس سے ہل گیا

رشک آتا ہے دوپٹے پر ترے
ہاتھ پھیلا کر گلے سے مل گیا

پھیرتے خالی نہین دشمن کو ہم
بھر کے دامن خون سے قاتل گیا

درد دل سے [illegible]
[illegible] تڑپنے کا سہارا مل گیا

عید بھی اچھی کٹی گردن کیسا تھا | جھک کے وہ خنجر گلے سے ملگیا

غزل ۴۴ — اے فروغ اُنسے تمہارا حال بھی / خیر کھد سینگے جو موقع مل گیا — اشعار ۲۳

دل ہو یا غیر ہو کوئی بھی کسی کا نہوا | بھے ہمارا نہوا اور وہ تمہارا نہوا

کیا کہیں عشق میں ہم کیا ہوا اور کیا نہوا | جو نہ چاہا وہ ہوا اور جو چاہا نہوا

یوں تو ہونے کے لیئے دھر میں کیا کیا نہوا | غم مسرت نہوا درد تمنا نہوا

غم یہاں عیش وہاں واہ ری تاثیر فراق | حال بھی ایک مرا اور کسیکا نہوا

رنج اُٹھاتا ہی زمانے میں بشر بھی کیا کیا | غم کا پتلا ہے ہوا خاک کا پتلا نہوا

کچھ بھی ہو ضد ہی مگر میری تمنا سے اُنھیں | میں کہوں کیا مرا مرنا بھی گوارا نہوا

ضعف سے درد بھی اُٹھا نہ شب غم دلمیں | ہائے کروٹ بھی بدلنے کا سہارا نہوا

منہ کی کھائی طلب بوسہ پہ کیوں حضرت دل | ہمتو کہتے ہی تھے انکار ہوا یا نہوا

غیر سمجھے نہ بے رشک سے دل بھی میرا | اس لیئے وہ مجھے چاہیں یہ گوارا نہوا

ہو سکا جب نہ علاج اُنسے مریض غم کا | ہنس کے کہنے لگے اچھا ہوا اچھا نہوا

دلمیں دیتا ہوں ترے درد محبت کو جگھ | لطف ہی کیا جو کھٹکتا ہوا کانٹا نہوا

نارسائے مقدر کا گلہ کیا کیجے | ذکر بھی آپ کی محفل میں ہمارا نہوا

سرد مہری بتاں کا بھی اثر اُلٹا ہی | دل جلا اور کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہوا

اُن کے اس کہنے پہ مرنا ہی پڑا اب مجکو | جان پیاری ہوی میں جانسے بیدا نہوا

شوق کی کچھ نہ چلی ناز کے آگے شب وصل | ضد تو پوری ہوئی ارمان جو پورا نہوا

جس طرف دیکھ لیا آئی صدا اُف اُف کی | کوئی برچھی ہوئی آنکھوں کا اشارا نہوا

وعدہ کیوں یاد دلائے اُنھیں کوئی جو سنے | اک مصیبت ہوئی کمبخت تقاضا نہوا

رنگ چھوٹا ہی نکلتا ہی نقاب رُخ سے | لاکھ پردا کیا پر حسن کا پردا نہوا

چٹکیان ہمین لئے جاؤ تمہین کیا اس سے
دُکھ ہوا یا نہوا درد ہوا یا نہوا

جاؤ یون ہی سہی دونون کا ہی نقصان ہمین
تم مسیحا نہوئے ہین اگر اچھا نہوا

نہ بجھی دل کی لگی آنسوؤن سے بھی شب غم
لاکھ کمبخت کو چھینٹے دئے ٹھنڈا نہوا

پھر گئین آنکھین بھی کانون کی لوین بھی دم نزع
جب پڑا وقت تو پھر کوئی کسیکا نہوا

غزل ۵

چرخ نے اس کو بھی کاٹا ہی شب وصل کیساتھ
دلکا ارمان **فروغ** آپکا پورا نہوا

اشعار ۱۹

نالہ جو ہجر مین مرے منہ سے نکل گیا
غم اس کا ہی کسی کا کلیجا دہل گیا

کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی
یہ بھی ترا مزاج بھلا کیا جو بدل گیا

پروانہ ہائے آگ کو سمجھا نہ آگ بھی
وہ آگ شوق وصل کی بھڑکی کہ جل گیا

بدلا کرے جو رنگ بدلتا ہی آسمان
اپنا کبھی نہ رنگِ طبیعت بدل گیا

وہ ہائے تیغ اُٹھاتے تھے غصہ سے غیر پر
آنچل نے قہر ڈھایا کہ شانہ سے ڈھل گیا

گیسو بھی تو کسی بتِ کافر کا یہ نہ تھا
پھر کس لئے نہ میرے مقدر کا بل گیا

کرتا تھا مین گلہ ستمِ روزگار کا
کیون رنگِ رُخ کسیکا الٰہی بدل گیا

نقلِ مکان مریض کی خاطر ضرور تھا
اچھا ہوا لحد مین جو مین اے اجل گیا

تقلید آسمان کچھ اُنھین فرض تو نہ تھی
کس واسطے مزاج پھر اُن کا بدل گیا

کرنا مرا گلا وہ غم و رنج ہجر کا
کہنا کسیکا خوب ترا جی بہل گیا

اے دل عجب بلا کا ترا اضطراب ہی
دیکھ اک جگر بھی تھا کہ سنبھالا سنبھل گیا

ممکن نہین حضور جو بدلون مین اپنی وضع
بدلا کرے جو رنگ زمانہ بدل گیا

اے موت کچھ بتا کہ یہ کیا انقلاب ہی
پوشاک بھی بدل گئی گھر بھی بدل گیا

پروانہ سے وفا مین نہین شمع بھی ہی کم
یہ بھی تو جل گئی جو وہ کمبخت جل گیا

رنجِ فراق تو ہی مرا ایک حال پر
پھر مجھکو کیا جو رنگ زمانہ بدل گیا

کرنے کو تھا گلہ ستمِ آسمان کا مین | بیٹھے تھے وہ سمجھ کے مگر کچھ سنبھل گیا

ظالم نشان خار مژہ کھ رہے ہین صاف | کوی ضرور تلوون سے آنکھو نکو مل گیا

ڈھلتا بھلا حضور کا جوبن مجال تھی | یہ بھی ہمارے وصل کا دن تھا کہ ڈھل گیا

اشعار ۱۲	پڑھ اُس ردیف قافیہ مین اک غزل فروغ ہو کل گیا کہین تو کہین ہو نکل گیا	غزل عـ

غزل

مین آج جاؤن گا ترے گھر سے نکل گیا | وہ غیر تھا کہ تو نے نکالا نکل گیا

جوبن کسی کا یاد جو آیا فراق مین | سینہ سے بس تڑپ کے کلیجا نکل گیا

کرتے تھے مجھ سے وصل کا وعدہ غضب ہوا | اُن کی زبان سے نام عدو کا نکل گیا

بگڑے ہو عرض حال پہ عاشق سے کس لیئے | کیا حرفِ آرزو کوی منہ سے نکل گیا

اک آرزو ہماری جو نکلی نہ عمر بھر | اک حوصلہ رقیب کا تھا جو نکل گیا

جلدی تھی ہائے دونون کو صبح شب وصال | اُٹھکر اِدھر گئے وہ اُدھر دم نکل گیا

اے اضطراب وصل کی شب دل ہو یا جگر | یہ جانتے ہین کوی تڑپ کر نکل گیا

پچتاییے نہ عہدِ وفا کرکے اے حضور | کچھ شکوہ عدو نہین منہ سے نکل گیا

نقصان دو ہوئے مرے ایسے وصل مین | ارمان بھی نکل گئے دم بھی نکل گیا

تھا حرفِ وصل کا نہ محل عرضِ حال مین | کیا کہہ رہا تھا کیا مرے منہ سے نکل گیا

اللہ موت کیون مجھے آئی شب وصال | کیا دم ہی ساتھ آرزوؤن کے نکل گیا

اشعار ۲۶	کس بات پر وہ روٹھ گئے مجھ سے اے فروغ کیا غیر کا کلام مرے منہ سے نکل گیا	غزل عـ

غزل

غیر کیون پکڑے ہی دامن اُس بتِ سفاک کا | بس یہی تو اک ٹھکانا ہی ہماری خاک کا

تان کر سینہ وہ چلنا اُس بُتِ سفاک کا

کم نہین خنجر سے وہ سُرمہ کا دُنبالہ مجھے

بعد مرنے کے لیئے پھرتی ہی اپنے دوش پر

جا بجا سے قبر کیون شق ہو گئی ہی بعدِ مرگ

جتنے نازک جا ہین جام اس کے بنا ہین کوزہ گر

غیر بھی اک حال پر رہتا نہین میری طرح

شمع کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی رو دئے

رُخ ہی گرد آلود کسکو دفن کر کے آئے ہین

کس طرح مجھ ناتوان و زار و لاغر سے اُٹھے

اشک تھمتے ہی نہین گو لاکھ کرتا ہون مین ضبط

اور کس کام آئے گی میری سیہ بختی بھیج

رشک تو شرکت گوارا کرنے دیتا ہی نہین

بھی رکھتے ہو کسی شے مین اثر باقی نہین

ہی فلک پر اک زمین پر تو ہزارون جا بہ جا ہین

کاش یہ کہد و کہ اس پر دُکھین کرتا ہون مین ظلم

رحم کے قابل نہ رکھا تم نے آنسو پونچھ کر

کروٹین لیتا ہون مین فرقت کی شب کیا جلد جلد

کہیا اب ہم رقیبونکو بھی رکھ سکتے نہین

تم ہماری قبر سے اُٹھے تو دامن جھاڑ کر

غیر کی رنجیدگی سے وہ بھی کچھ چپ سے ہین

پوچھتے ہو مجھ سے کیا دوران سر کا میر حال

دل پکڑ کر بیٹھ جانا وہ کسی غمناک کا

وہم ہوتا ہی مرے دل کو عدو کی خاک کا

ہی ادب اتنا ہوا کو بھی ہماری خاک کا

دے رہی ہی یہ نشان میرے دلِ صد چاک کا

یہ اثر دیکھے کوئی مجھ ناتوان کی خاک کا

کیون نہ پھر ممنون ہون مین گردشِ افلاک کا

رنج دیکھا ہی نہین جاتا کسی غمناک کا

چہرۂ روشن پہ غازہ ہی یہ کس کی خاک کا

ظلم اُن کا رشک غیرون کا ستم افلاک کا

آبلہ پھوٹا کوئی شاید دلِ غمناک کا

کاش کاجل ہی نہ ہے اُس دیدۂ نمناک کا

ظلم مین اُنکے اُٹھاؤن یا ستم افلاک کا

پھر گلہ بھی کرتے ہو آہِ دلِ غمناک کا

فیض ہی یہ نقشِ سُمِّ توسنِ چالاک کا

پھر تو خوش ہو کر اُٹھاؤن مین ستم افلاک کا

گھٹ گیا رتبہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

میرا سینہ ہی کہ گہوارہ دلِ غمناک کا

کیا کرین منہ ہی کسی کے دیدۂ بیباک کا

واہ پاس اچھا کیا تم نے ہماری خاک کا

یہ اثر اچھا ہوا آہِ دلِ غمناک کا

کیا نہین دیکھا تماشہ کوزہ گر کے چاک کا

دکھیو اے زاہد مجھے چشمِ حقارت سے نہ تو
مین اگر مجرم ہون تو اپنے خدائے پاک کا

اسکو تاکا اِس کو مارا اُس کو گھائل کر دیا
قتل کرنا ہی تھا یہ عالم اُس بتِ سفاک کا

کیا سبک رفتار ہی نقشِ قدم پڑتے نہین
ہی عجب نقشہ تمہارے توسنِ چالاک کا

اشعار ۹	بزم مین دیکھو سوال بوسہ کر بیٹھا فروغ منہ لگانا فرض کیا تھا تم کو اُس بیباک کا	غزل ۸

غزل

نہ چھین قبر مین سنگِ لحد سے دم بھر تھا
جنون کے عشق کا چھاتی پہ میری پتھر تھا

رہے اگر مرے دل مین تو آپ کا گھر تھا
خدا کے واسطے احسان پھر یہ کس پر تھا

وہ اضطرابِ شبِ ہجر کا معاذ اللہ
کہ ایک ہاتھ کلیجہ پہ ایک دل پر تھا

وہ ایک غیر کی تقدیر جو بگڑ کے بنی
وہ ایک ہم کہ جو بگڑا ہمارا مقدر تھا

کبھی فراق مین مانا تمام عمر رہی
جدا رقیب کی قسمت سے تو مقدر تھا

شبِ وصال سے کچھ روزِ قتل کم نہ رہا
گلے سے ملنے کو گر وہ نہ تھے تو خنجر تھا

عدو کی ضد سے مرے پاس آئے تھے شبِ وصل
تمھین بتاؤ کہ احسان پھر یہ کس پر تھا

ہمارے قتل کی خاطر نہ تھی یہ عریانی
خوشی مین جامہ سے خنجر بھی اُن کا باہر تھا

اشعار ۱۸	نہ کس طرح سے اٹھاتا فراق کے صدمے دلِ فروغ بتون کی طرح سے پتھر تھا	غزل ۹

غزل

ہوا ہجر مین حال ابتر کسی کا
چھٹا ہم سے گیسو بکھر کر کسی کا

وہ ہنس ہنس کے ذکرِ عدو میرے آگے
چبھوتا وہ رہ رہ کے نشتر کسی کا

نہین سخت جان ہم نہین لوٹتے ہین یان
جو رک رک کے چلتا ہے خنجر کسی کا

مرے دل پہ کر رحم اے سوزِ فرقت
ارے جل نہ جائے کہین گھر کسی کا

مری جاتی ہی اٹھائے سخت جانی
کہ منہ موڑے لیتا ہی خنجر کسی کا

کلیجہ تڑپ کر جو آتا ہی منہ کو
اگر نام آیا زبان پر کسی کا

وفا وعدہ اب بھی جو کرنا ہو کیجے
کہ ہوتا ہی وعدہ برابر کسی کا

محبت مین ہین شمع و پروانہ یکسان
کوئی جل گیا کٹ گیا سر کسی کا

برا کیا کہین اُس کو ہو جس سے اُلفت
گلہ کیا کرین روز محشر کسی کا

کہے شمر گر قطع اُلفت نہو گی
یہ مانا کہ ہی تیز خنجر کسی کا

ارے لے لیا ناز اُٹھانے کا بدلا
یہ قضا مری لاش اُٹھا کر کسی کا

ذرا حسرت دید تھم تھم کے نکلے
چلے کاش رک رک کے خنجر کسی کا

ترے کوسنے کا اثر کچھ نہو گا
ہی برگشتہ ظالم ستمگر کسی کا

قیامت کی گرمی تھی محشر مین یا رب
ہوا دے گیا دامن تر کسی کا

اُبھار اُس دوپٹے سے ظاہر ہی کیون ہو
کہ جوبن ہی جامہ سے باہر کسی کا

ہٹا عکس اُن کا تو آئینہ بولا
زمانے مین اُجڑے نیون گھر کسی کا

کسی کی وہ شوخی کسی کا وہ جوبن
مٹانا کسی کو اُبھر کر کسی کا

غزل عـ۱۰	نہین رحم گر اے فروغ ان بتون مین خدا تو ہی اے بندہ پرور کسی کا	اشعار ۹

غزل

شب ہجر درد دل کو نہ مرا خیال ہوتا
کہ پڑا تھا وقت کیونکر نہ شریک حال ہوتا

مرے غم مین مر گیا ہی یہ اُنھین خیال ہوتا
مین عدو کو کوستا بھی تو مجھے ملال ہوتا

ہی عیان مری نحافت تری گردش نظر سے
کہ نہ آنکھ پھیرتا تو نہ مین پائمال ہوتا

شب غم ترے تصور نے عجب مزے دکھائے
یہ کہان سے لطف اُٹھتے جو ترا وصال ہوتا

نہ وہ میرے گھر پر آتے نہ عدو کو ساتھ لاتے
یہ خوشی اگر نہوتی تو نہ وہ ملال ہوتا

دلِ تنگ عاشقی میں یہ سمائیں دونوں کیونکر
مری دشمنی نہ ہوتی جو ترا خیال ہوتا

جو ذرا اثر دکھاتا غمِ عشق اے حسینو
تو عیاں تمہارے چہرے سے مرا ملال ہوتا

یہ عدو کی بیقراری ہے دلیل قطعِ الفت
کہ ضرور دل بہلتا جو ترا خیال ہوتا

غزل ۱۱	کبھی حالِ دل نہ کہتا تو فریق ان بتوں سے ارے اپنی جان کا کچھ جو تجھے خیال ہوتا	اشعار ۲۴

غزل

جو سلے ہیں پہ بھی پھٹا پڑتا ہے جوبن کیسا
رنگ لایا ہے جوانی میں لڑکپن کیسا

مہرباں مجھ پہ کوئی ہوتا ہے اس کی ضد سے
غیر تو دوست سے بھی بڑھ کے ہے دشمن کیسا

میں تو سمجھا تھا کہ مجھ پہ انھیں رحم آئیگا
ان کو ہے وہم کہ یہ نالہ و شیون کیسا

اثر الٹا کیا آہوں نے پسِ مرگ بھی کیا
جھلملاتا ہے چراغِ سرِ مدفن کیسا

اب کسی بات کا ان کو نہیں ہوتا ہے یقین
منفعل میری عداوت سے ہے دشمن کیسا

غیر کے حال پر افسوس مجھے آتا ہے
آپ جب خوش ہوں تو پھر نالہ و شیون کیسا

کہیں اس کو بھی ہوئی ہو نہ کچھ امید سے رشک
شادی ہے میری شبِ وصل یہ دشمن کیسا

کون روتا ہے بناوٹ سے مرے ماتم میں
ہنس رہا ہے یہ چراغِ سرِ مدفن کیسا

آج کیا کھلتی ہیں شرمائی نگاہیں ان کی
آج خوش پھرتا ہوا اے رشک یہ دشمن کیسا

رحم آیا انھیں کیا آبلہ پائی پہ مری
دشت میں خار پکڑ لیتے ہیں دامن کیسا

دل بجھا کر نہ ہوا ہائے کلیجہ ٹھنڈا
اب بجھاتے ہو چراغِ سرِ مدفن کیسا

منتقل اس پہ ہوئی مشقِ جفا بھی مرے بعد
بد دعا کرکے بھی نادم ہوا دشمن کیسا

شاد ہوں ہم کہ ستم آمیز کرم بھی ان کا
رات دن وردِ لبِ غیر ہے شیون کیسا

اسی انداز نے مارا تھا مجھے اے ظالم
منہ کو اب ڈھانک کے رونا سرِ مدفن کیسا

تیری باتیں نہیں نشتر سے ہیں کم اے ناصح
تو اگر دوست ہے تو ہوتا ہے دشمن کیسا

بدگمانی سے تری اور گھٹا جاتا ہون / بات بھی مین نہین کر سکتا ہون شیون کیسا

شمع کو دیکھ کے وہ طنز سے فرماتے ہین / یہ دھوان جن کے اڑا جاتا ہی جوبن کیسا

کم سنی کی ہر ادا جان لیے لیتی ہے / یہ سبھی ہوش کی باتین ہین لڑکپن کیسا

ضعف سے پڑتی ہی ایک چوٹ کلیجہ پہ مرے / کر دیا ہی اثر الٹا مرا شیون کیسا

مرنے والو یہ ادا خوب نہین وقت سفر / پھیرنا آنکھ کا سب سے دم مردن کیسا

آنکھ پاس سے لازم ہی تمھین بھی ڈرنا / اٹھ کے دیکھو تو ہی دیوار مین روزن کیسا

نہ سہی غیر کا غم سن سے منہ ڈھانپا تھا / یہ تو فرمائیے پھر تر ہی یہ دامن کیسا

دل کے ناسور کا اب تک یہ پتا دیتا ہی / جانتے بھی ہو لحد مین ہی یہ روزن کیسا

اشعار ۲۰	اس زمانہ مین بھلا کس کا کرے کوئی فروغ دشمنی دوست بھی اب کرتے ہین دشمن کیسا	غزل ۱۲

غزل

حوصلہ دل کا شب وصل جو نکلا ہوتا / پھر نہ منت کش آغوش تمنا ہوتا

خوف کچھ بھی جو ترے تیر نظر کا ہوتا / آئینہ مین نہ ترا عکس بھی ٹھہرا ہوتا

وہم ہی آئے ترا نام مرے نام کے ساتھ / موت کا کاش کوئی اور بہانا ہوتا

اور دم بھر جو نہ آتا ترا پیکان دل مین / داغ زینت وہ آغوش تمنا ہوتا

جان سی چیز مین یون ہجر کی شب کیون دیتا / نہ اگر موت مین انداز مسیحا ہوتا

ضعف مین مجھ سے نہ سنبھلا دل بیتاب کبھی / اک ذرا دیر ہی نے اٹھ کے سنبھالا ہوتا

پائے مین جان سے بھی بڑھ کے سمجھتا تھا تجھے / خیر اگر اس پہ نہ تھا ان پہ بھروسا ہوتا

آپ کے تیر نظر سے مجھے خوف آتا ہی / آنکھ بھر کر نہ سوئے آئنہ دیکھا ہوتا

کچھ تقاضا ہی قضا کا کچھ ادا کا دم نزع / کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے ہی اشارا ہوتا

غیر اسی مین ہو ہی ظالم کہ ستمگر نکلا / ورنہ عاشق ترا پھر ایک زمانا ہوتا

ہو گا دشمن جو مرا دوست تم اُسکے ہو گے — یہ سمجھتا تو عدو آپ مین اپنا ہوتا

ہنس کے کہہ دیتا ہون مین دعوے یکتائی پر — قہر ہوتا جو کوئی اور بھی تم سا ہوتا

وعدۂ غیر اُنھین ہم یاد دلاتے توبہ — رکھتے ہین مُفت مین احسان کسی کا ہوتا

اب جدا ہونگے بھلا دست تمنا میرے — کاش پہلے ہی گلے سے نہ لگایا ہوتا

طپش دل کسی کوچہ مین گرا ہی دیتی — گر نہ یارون نے جنازے کو سنبھالا ہوتا

تم جو آئے بھی تو بے چین کسی شوق مین ہم — تم نہ آتے بھی تو بیتاب کلیجا ہوتا

لن ترانی کی صدا طور پہ موسیٰ نے سُنی — دیکھتا دل ہی مین گر دیکھنے والا ہوتا

نہ ہم سے تو رُکے یا نہ رُکے تیر نظر — دیکھتے ہم نگہ یاس سے تو کیا ہوتا

داغ دل ہی ہے مرا پستی طالع کی دلیل — اک ذرا اور اُبھرتا تو یہ چھالا ہوتا

اب بُرا ہون تو کچھ اچھا بھی سمجھتے ہین فروغ
کہتے کچھ لوگ بُرا بھی اگر اچھا ہوتا

غزل

غزل ۱۳ — اشعار ۱۷

ایسی ہی باتون سے تو ٹوٹ گیا دل اپنا — جو رقیبون کا ہے قاتل وہی قاتل اپنا

داغ دل اُبھرے ہین اے قافلۂ رنج و الم — دیکھ خود اُٹھ کے نشان دیتی ہے منزل اپنا

کوئی بتلائے کہ ناصح کا اجارہ کیا ہے — جان اپنی ہے جگر اپنا ہے اور دل اپنا

نامہ بر کو مین وہان بھیج کے پچھتاتا ہون — کل جو تھا دوست وہی آج ہے قاتل اپنا

بے تکلف ہے ادا نیند کی ڈھاتی ہے ستم — کام ہر وقت کیا کرتا ہے قاتل اپنا

یاد نے کشمکش غم مین پھنسایا مجھکو — ناز اُن سے بھی سوا کرنے لگا دل اپنا

ہو جو لیلیٰ پہ ذرا بھی اثر گریۂ شوق — اُلٹے اے قیس وہ خود پردۂ محمل اپنا

کر گئی لطف وہ غصہ کی بناوٹ مین ادا — ہنس دیا دیکھ کے مُنہ تیغ مین قاتل اپنا

جان بیچین ہے دل شوق ہے کلیجہ بیتاب — حال کیا اب بھی نہین رحم کے قابل اپنا

دل کے ٹھہرانے سے تسکین ذرا ہوتی ہے
دیکھنا کاسۂ خالی ہی جو سائل اپنا

حسرت قتل ہی مین جان کو ہم نے دیتے
کیا کرین اسپہ بھی راضی نہین قاتل اپنا

فرقت یار مین ہی جان نہین تن پر اپنی
حال اب ہوگیا تسکین کے قابل اپنا

اُسکو یہ ضد کہ نہو آئینہ دم بھر بھی جدا
شکوہ یہ رشک نہو جائے وہ مائل اپنا

تیلے حشر کے دن داد الٰہی ہم کو
وہی قاتل ہی رقیبون کا جو قاتل اپنا

کون دریا مین نہایا کہ اسے شرم آئی
منہ ہی دامن سے چھپائے ہوے ساحل اپنا

گند خنجر سے کیا ذبح ستمگر نے فروغ
کوئی ارمان بھی جو نکلا تو مشکل اپنا

غزل ۱۷ — غزل — اشعار ۱۹

کچھ ڈھنگ نرالا ہی تمہاری ہر ادا کا
انداز تغافل مین بھی ہی شرم و حیا کا

ماتم مین اُٹھاین ہوش نہین کچھ سر و پا کا
اے رشک مقدر یہ مرے اہل عزا کا

کچھ شغل تھا وہ بھی نہ رہا مشق جفا کا
کس درجہ وہ دشمن ہی مگر اہل وفا کا

سب کہتے ہین کشتہ مجھے اُس تیغ ادا کا
مین کھتا ہون اک یہ بھی بہانا تھا قضا کا

بس چپ بھی رہو نام نہ لو ترک جفا کا
نازک ہی بہت دل مرے جان اہل وفا کا

آئے بھی تو منہ ڈھانک لیا لاش پہ میری
سمجھا ہی مقدر بھی مرے اہل عزا کا

لگاوٹ مین غضب کرتی ہین وہ نیچی نگاہین
کچھ شوخیون پر بس نہین چلتا ہی حیا کا

آنکھین جو پھرین میری دم نزع تو بولے
بس آج سے لینا نہ کبھی نام وفا کا

لیتے نہین شب تک ہو کوئی رہتا ہی بیٹھا
کمبخت مرا دل بھی ہے بیچین بلا کا

اٹھتی نہ اُٹھین کی مین خوشامد کرون یا رب
شرمندہ ہون کیون مفت مین تاثیر دعا کا

دل دیدیا لو جان بھی حاضر ہی حسینو
اب ہم سے تقاضا نہین اٹھتا ہی وفا کا

ہنستا ہی عدو طول شب ہجر پہ میرے
کمبخت کو کچھ خوف نہین روز جزا کا

وہی ہین اگر گالیان سے لینے دو بوسے — کرنے دو خطا بھی جو ارادہ ہی سزا کا

بولے وہ مری لاش پہ اُٹھین نہ جفائین — آئے تو لگاتے ہوئے الزام وفا کا

وہ ٹھوکرین ہنس ہنس کے لگانا ترا ظالم — وہ کانپنا رہ رہ کے مزار شہدا کا

ہین جان سے بیزار اُنھین موت سے سودا — شاید کچھ ابھی حوصلہ باقی ہی جفا کا

پھر کیون یہ اشارون مین جو شاہد ہی کہ بیٹھے — تم کو تو ذرا خوف نہ تھا روز جزا کا

ہاتھون مین مرے سُرخ نزاکت سے ہین اتنے — دھوکا کہین پھیرون کو نہ ہو رنگ حنا کا

گر ترک فروغ اب ہی محبت کو بتون کی
کچھ شرم بھی کمبخت کہ بندہ ہی خدا کا

غزل

غزل ۱۳ — اشعار ۱۱

کسے بگاڑے گا بنایہ خوش جمالون کا — ارادہ کیا ہی الٰہی سنورنے والون کا

ہوا بلند یہ فرقت مین شور نالون کا — کہ خواب اُڑ گیا راتون کو سونے والون کا

شب وصال بکھرتا وہ رخ پہ بالون کا — وہ دو گھڑی مین بگڑنا سنورنے والون کا

وہ سو کے صبح شب وصل آپ کا اُٹھنا — وہ روپ چاند سے چہرے پہ بکھرے بالون کا

خدا کی شان عدو جان آپ پر دینگے — حضور بس یہ کلیجہ تھا مرنے والون کا

ہمارے قتل سے انکار پیش داور حشر — وہی ہی حال یہان بھی مکرنے والون کا

رہے تھے کونسے بیدرد کے یہان شب کو — حضور دیکھئے حال آئینے مین گالون کا

وہ ہون مین کشتۂ حسرت کہ دل بھر آتا ہے — مری لحد کی طرف سے گزرنے والون کا

نہ روئیے نہ پریشان کیجئے زلفین — یہ غم ہے رنج مین قربان مرنے والون کا

اُنھین کی خاک اُڑاتے ہین کرتے ہین بادِ — پھر اُس پہ ضد بھی کہ ماتم ہو مرنے والون کا

نہ جائے شمع بھی مقتل فروغ محفل مین
کہ بزم عیش مین کیا کام رونے والون کا

غزل ۱۶ | **غزل** | اشعار (۱۱)

دل مکدر ہے اُس ستمگر کا
رُکنا بیجا نہیں ہے خنجر کا

گھٹ کے مرجاؤں کیوں اے شبِ غم
لوں جو احسان کسی کے خنجر کا

ناز اُدھر شوخیوں کا وصل کی رات
شوق اِدھر میرے قلبِ مضطر کا

صدقے ہیں ان نشیلی آنکھوں کے
ساقیا کوئی دور ساغر کا

ہیں ہنسا سِن غیر پر تو کہا
کیوں ہمارا ہی دل ہے پتھر کا

وعدہ دید اور قیامت پر
کچھ نہیں دھیان اہلِ محشر کا

ہاتھ میں لوں نہ کیوں قلب کا پر دل
کہ پتا ملگیا ترے گھر کا

تم تلاشِ عدو میں پھرتے ہو
پھیر ہے یہ مرے مقدر کا

کیوں نہ تڑپے فراقِ جسم میں روح
چھٹ گیا ساتھ زندگی بھر کا

چاہیے داستانِ اُلفت کو
ہجر کی رات روزِ محشر کا

منہ چھپاتے ہیں وصل میں وہ **فروغ**
دھیان بھی کچھ ہے روزِ محشر کا

غزل ۱۷ | **غزل** | اشعار (۱۶)

خیال چشم تصور میں ہو جو گلشن کا
ملے قفس میں اسیرِ غمزدہ نشیمن کا

ہوا مفید مرے حق میں فعل دشمن کا
بنی چراغ چمک برق کی نشیمن کا

بس فنا بھی اثر ہے سرد آہوں میں
بجھا ہے دل کی طرح سے چراغ مدفن کا

نہ دشمنی سے بھی اُس کی مجھے ہو کیونکر رشک
کہ ہے تو دل میں کسی کے خیال دشمن کا

اڑے خزاں میں جو تنکے تو اوج اور ملا
گیا دماغ فلک پر مرے نشیمن کا

تمہیں تو ہوش سر و پا کا میرے غم میں نہیں
عدو میں ساتھ بجھا دو چراغ مدفن کا

نہ لے زمانہ کا عریانیتی میں بھی احسان
اشارہ ہے عقلا سے یہ چشم سوزن کا

ہوا کے جھونکون سے یہ پوچھے یہ کون بعد فنا
کہان چلی ہو بجھا کر چراغ مدفن کا

فنا و مشکل نہ اللہ اہل ماتم کی
مرے جنازے پہ مجمع ہی دوست دشمن کا

شب وصال کی باتون کا دھیان آہی گیا
وہ ہنس رہے ہین بجھا کر چراغ مدفن کا

کہم ان کے عشق سے بغض رقیب دل مین نہین
خیال دوست سے بڑھکر ہی مجکو دشمن کا

عجب طرح سے وہ اظہار رنج کرتے ہین
مری لحد پہ ہی دھوکا عدو کے مدفن کا

وہ میری قبر پہ ہنستے ہین منہ جدھر کر کے
کہین وہی تو نہ رخ ہو عدو کے مدفن کا

اگر ہزار قفس ہون تو کیا ہین اے صیاد
اب اور کچھ ہی تقاضا بہار گلشن کا

اگر گلا ہی مجھے تجھسے تو یہی اے ہجر
جو حال میرا ہی ظالم وہی ہی دشمن کا

پس فنا بھی عجب حال سوز دل ہی فروغ
شرار آہ پہ دھوکا ہی شمع مدفن کا

غزل

غزل ۱۶ — اشعار (۱۵)

مہربان غیر پہ وہ ہین ترا احسان ہوتا
انقلاب اب اگر اے گردش دوران ہوتا

چھوڑ کر تجکو مرے دل مین نہ پنہان ہوتا
تجھسے عاجز جو نہ ظالم ترا پیکان ہوتا

پھول بھی تمنے اٹھائے نہ مرے خوب کیا
کچھ نہوتا تو نزاکت ہی کا احسان ہوتا

مین نے توبہ جو نہ کی خوب ہوا اے زاہد
پھر ہوتا جو مین توبہ سے پشیمان ہوتا

نہوئے ناز اٹھانے کے مزے سے واقف
ہی جو حسرت مجھے تمکو وہی ارمان ہوتا

کیون زمانے مین نہ چرچا ہو وفا کا میری
کچھ ترا جور نہین تھا کہ جو پنہان ہوتا

کچھ تو باعث ہی جو پیری مین جھکا جاتا ہون
کاش گردن پہ جوانی کا نہ احسان ہوتا

خاک مین ملگئے اب میری وفا کے دعوے
کاش جلاد جفا سے نہ پشیمان ہوتا

ڈھانکتے منہ تو جنازے پہ جو روتے نہ حضور
غم مرا شرم کے پردے مین نمایان ہوتا

آگ مین بھی جو دکھاتا ترا لطف اپنی بہار
ہر شرر نار کا اک سرو گلستان ہوتا

آپ کی جان جو وہی تو مری جان ہین آپ
بد دعا کرکے مجھے غیر پشیمان ہوتا

نالہ و آہ پہ غیر دن کی اُنھین رحم آیا
کاش اے ضعف نہ مین بے سر و سامان ہوتا

یہ تو ظاہر ہی کہ ہوتا مری خواہش کے خلاف
مجکو اے کاش ترے ہجر کا ارمان ہوتا

لب سے لب ہون نہ جدا وصل حبیب مین اسلیے تھا
پہلوئے ہجر نکلتا جو مین خندان ہوتا

دیر مین دیکھ کے کہتے ہین یہ سب مجکو فروغ
کاش کہنے کو نہ کمبخت مسلمان ہوتا

غزل ۱۹۱ — غزل — اشعار (۲۴)

وصل کا گر نہ سہارا شب ہجران ہوتا
کیا کہون خیر جو ہوتا وہ مری جان ہوتا

راز دل سے مرے واقف اگر ایجان ہوتا
جو نگہبان ترا میرا نگہبان ہوتا

دھوپ کا بھی نہ گذرا سے مہ تابان ہوتا
گر نہ غافل ترے کوچہ کا نگہبان ہوتا

شوق دیدار جو یوسف پہ نمایان ہوتا
چشم یعقوب ہر اک روزن زندان ہوتا

سینہ داغون سے جو وحشت مین گلستان ہوتا
آبجو اشکون سے ہر چاک گریبان ہوتا

ہائے جی بھر کے نہ غصہ کی ادائین دیکھین
گُندا اے کاش ترا خنجر بُرّان ہوتا

جان میری جدا دائین نہ کسی کی لیتین
موت کا مُفت مین شرمندہ احسان ہوتا

دیکھکر جس کو مری جان مین جان آجاتی
میرے حق مین تو وہی عیسیٰ دوران ہوتا

عشق سے حسن کہین آنکھ ملا سکتا ہی
ورنہ پھر شرم کے پردہ مین پنہان ہوتا

ضد سے دشمن کی نہ آئے مرے گھر خوب کیا
کہ گوارا نہ مجھے غیر کا احسان ہوتا

ہوکے بیتاب نہ آنا تھا دم نزع مجھے
مین جو مرتا بھی تو کیا تھا ترے قربان ہوتا

تمکو تھا ناز جفا پر تو وفا پر مجکو
تم پشیمان نہوئے اور مین پشیمان ہوتا

رشک میرا نہ مجھے آنکھ اٹھانے دیتا
گر ترے حسن کا ظالم مین نگہبان ہوتا

یون نہ آئے تھے اگر خواب مین آئے ہوتے
آپکے سر کی قسم مفت کا احسان ہوتا

ناز ہی اپنے گناہون پہ مجھے اے حسرت
یون میسر نہ ترا گوشۂ داماں ہوتا

اذن نالون ہی کا دیتے وہ مجھے وصل مین کاش
جو مرے دل سے نکلتا وہی ارمان ہوتا

نہ لیا ہاتھ مین ظالم مرا دل خوب کیا
یہ بھی کمبخت مری جان کا خواہان ہوتا

مین نکرتا کبھی اے دستِ جنون تجھسے عزیز
گر ہر ایک تارِ نفس تارِ گریبان ہوتا

غیر کی لاش اُٹھانے کی ضرورت کیا تھی
کام وہ آپ کو کرنا تھا جو شایان ہوتا

ہاتھ ملتا ہون نہ کیون حشر مین مجرم ٹھرا
دستِ نازک مین ترے میرا گریبان ہوتا

شبِ وصل آپنے افشان نہ چُنی زلفون پر
لطف صبح وطن و شام غریبان ہوتا

گرتے کچھ ذرے ہی افشان کے ہوا سے جھٹ کے
تم جو آتے مری تربت پہ چراغان ہوتا

بوے غنچہ کی طرح وصل کی شب ارمان بھی
میرے دل سے جو نکلتا تو پریشان ہوتا

غزل ۲۰ — اشعار (۱۱)

بدگمانی سے تعلق ہی محبت کا فروغ
ورنہ پھر مجھسے کوئی عہد نہ پیمان ہوتا

غزل

نازک نہ تھا وہ شوخ کہ مین سخت جان نتھا
خنجر کا امتحان تھا مرا امتحان نتھا

چمکی تھی کس کی برقِ نگہ یہ نکچھ کھلا
چھپکی جو آنکھ خرمنِ تاب و توان نتھا

وہ پوچھتے ہین درد کی جا ہمسے روزِ وصل
دل کو کہین جگر کو بتائین کہان نتھا

اگلے حسین طرزِ جفا جانتے نتھے
یا مجرمِ وفا کوئی اے مہربان نتھا

ذکرِ عدو سے نیچی نگاہین ہین کس لئے
سچ کہئے گا غلط تو ہمارا گمان نتھا

لو ہو گیا یقینِ محبت غضب ہوا
تھا اک پیامِ موت مرا امتحان نتھا

تقدیر سے جو پھولی پھلی تو وہ بہار مین
جس شاخ پر چمن مین مرا آشیان نتھا

قاتل نہ میرے آنسوؤن مین کیون بچھالیا
تھا غیر سخت جان ترا خنجر روان نتھا

اتنو ستم اُٹھانے کی خُو دل کو ہو گئی
وہ اور مہربان ہون کبھی یہ گمان نتھا

تم نے سُنی عدو سے مری داستانِ عشق
قصہ وہی تھا ہائے یہ میرا بیان نہ تھا

غزل نمبر ۲۱ — اشعار (۱۱)

ہم کیا ثنا ئے خواجۂ آتش کریں فروغ
ایسا کوئی زمانے میں آتش زبان نہ تھا

غزل

دیوانہ رشکِ ماہ کا کب آسمان نہ تھا
دامن کا چاک تھا یہ خطِ کہکشان نہ تھا

اُس کا ستم دلیلِ محبت ہی اے رقیب
کب مہربان مجھپہ وہ نامہربان نہ تھا

مجھسے کھنچے تھے کیون جو کشاکش مین پڑ گیے
کچھ جرم جذبِ دل کا تو اے مہربان نہ تھا

اب ہم سے یہ حجاب جب آئے تھے جو ہمین
پردہ بھی تو حضور کوئی درمیان نہ تھا

یہ بدگمانیان تو وہان مجکو لے گئین
منظور مر کے بھی مجھے جانا جہان نہ تھا

کس کی بلائین لیتی تھین جھک جھک کے ڈالیان
وہ گلبدن جو باغ مین اے باغبان نہ تھا

اللہ اعتبارِ وفا بھی نہین رہا
کیا لائقِ جفا بھی مین اے مہربان نہ تھا

اب غم نے داغِ عشق بھی دلسے مٹا دیا
اللہ یہ چراغ کبھی بے مکان نہ تھا

عارض ترا وہ آئینہ جس مین نہ تھا غبار
مینی تری وہ شمع کہ جس مین دھوان نہ تھا

یارب وہ رشکِ ماہ تو ہمسے نہ رُوٹھتا
اچھا یہ آسمان نہ تھا مہربان نہ تھا

غزل نمبر ۲۲ — اشعار (۱۲)

تھے نزع مین بھی قبر مین بھی آپ اے فروغ
نورِ رُخِ امام کا جلوہ کہان نہ تھا

غزل

کیون ہر اے موت تری گرمیِ بازار کیا
جان دے دیگے ہین سب تیرے خریدار کیا

اب یہ ظلم اور یہ ستم اور یہ جفائین ظالم
پہلے وہ قول وہ عہد اور وہ اقرار یہ کیا

کیا ترے دلمین ابھی تک ہی رُکاوٹ ظالم
رُک کے چلتی ہی مرے حلق پہ تلوار یہ کیا

سرد آہون نے مری خوب اثر دکھلایا
ہوگئی اور تری گرمیِ بازار یہ کیا

تیری حسرت نے اشارے کئے کیا ای مالک
خوش ہیں کیوں روزِ جزا تیرے گنہگار یہ کیا

ہمنے تو حشر میں فریاد بھی نالے بھی کئے
بخت خوابیدہ نہ پھر بھی ہوا بیدار یہ کیا

ہتکنڈے وہ مری بیتابیٔ دل کے شبِ وصل
اور کہنا وہ جھجک کر ترا ہر بار یہ کیا

ہائے باندھے گئے ہیں کفن سے پسِ مرگ
نہ چھٹے مر کے بھی الفت کے گنہگار یہ کیا

دامنِ گرد میں منہ نقشِ قدم ڈھانپتے ہیں
آج تھمتی ہی حیا سے تری رفتار یہ کیا

گدگداتی ہیں تری کون ادائیں ظالم
منہ ترا دیکھ کے ہنس دیتے ہیں اغیار یہ کیا

بلبل و گل میں تو چشمک نہ کہیں ہو جائے
ہیں اشارے ترے اے نرگسِ بیمار یہ کیا

غزل ۳۳

فقط اک لفظِ تمنا پہ وہ بگڑے ہیں فروغ
اتنی سی بات پہ ٹھہرا ہیں گنہگار یہ کیا

اشعار (۱۴)

غزل

فرقت میں تری ضبطِ فغاں ہو نہیں سکتا
تالو سے لگے منہ میں زباں ہو نہیں سکتا

ظالم اثرِ ضعف نہاں ہو نہیں سکتا
آنسو بھی اب آنکھوں سے رواں ہو نہیں سکتا

میرے جگر و دل کی تو ہے خیریت اے آہ
جب تک نہ لگے آگ دھواں ہو نہیں سکتا

رکھیں نہ وہ کیوں حشر پہ دیدار کا وعدہ
پردہ کسی صورت سے وہاں ہو نہیں سکتا

وعدہ کو وفا کر کے دکھا دو تو یقیں ہو
عادت کے خلاف ای مری جاں ہو نہیں سکتا

آتا نہیں اب دل کو یقیں بات کا تیری
دی ہو نہ رقیبوں کو زباں ہو نہیں سکتا

کیا دل میں ترے رازِ محبت کو چھپاؤں
جو رُخ سے ہے ظاہر وہ نہاں ہو نہیں سکتا

رحم اُن کا مرے صبر کے دعوے نہ مٹا دے
اندوہِ شبِ غم کا بیاں ہو نہیں سکتا

دیتا ہے مزا وصل سے انکار تمہارا
ہاں یوں ہی سہی جاؤ کہاں ہو نہیں سکتا

مجبور کئے ہے مرا ضعف اُن کی نزاکت
ظاہر اثرِ آہ و فغاں ہو نہیں سکتا

کچھ بھی نہیں ہے دلِ بے قدر ہمارا
اک بوسہ پہ پھر بھی تو گراں ہو نہیں سکتا

پردہ جو ترے تیر کو منظور ہے دل میں — کیا درد کی صورت یہ نہاں ہو نہیں سکتا

ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ چھپتے ہیں وہ مجھ سے — آنکھوں میں کوئی رہ کے نہاں ہو نہیں سکتا

غزل	یہ عہد شکن وعدے پہ آئیں کہ نہ آئیں کچھ دل کو فروغ اور گماں ہو نہیں سکتا	اشعار (۲۵)

غزل

میں سمجھتا تھا تمھیں زینت پہلو اپنا — کر لیا تمنے تو دل پر مرے قابو اپنا

ناتوانی سے کسی پر نہیں قابو اپنا — اب رواں آنکھ سے ہوتا نہیں آنسو اپنا

دم زیب آئینہ کی کیا ہے کسی کو حاجت — دیکھ لیتا ہے کوئی چاند سا زانو اپنا

میرے اعضا ہی مرے بس میں نہیں آپ تو آپ — ناتوانی سے کسی پر نہیں قابو اپنا

اک ذرا تھم کے چل اے تیغ رواں حلق پہ تو — کوئی رکھے ہے مرے سینہ پہ زانو اپنا

آگئی میری خوشامد سے مروت اُن کو — چل گیا وصل میں ان آنکھوں پہ جادو اپنا

اب تری آنکھوں میں کس طرح حیا آئیگی — پھیل کر سرمہ کیے لیتا ہے قابو اپنا

آتی ہے آنکھوں میں جب حسرتِ دیدار تری — پیشوائی کو نکلتا ہے ہر آنسو اپنا

غیر کی لاش اُٹھا کر نہ کہیں آئے ہوں — مجھسے دھلواتے ہیں از رشک وہ بازو اپنا

چرخ پر برق چمکتی ہے گھرا ہے بادل — اک ذرا تم بھی ہنسو کھول کے گیسو اپنا

شاد ہوں خیر شبِ ہجر کچھ آنسو تو بچے — درد ہی سے سہی آباد ہے پہلو اپنا

کھیل تلوار کا ہر وقت نہیں اچھا ہے — تم نہ دیکھا کرو آئینے میں ابرو اپنا

سیکھے ہیں میری طبیعت کے سب انداز اُسنے — نہیں رُکتا ہے تجھے دیکھ کے آنسو اپنا

کیا صبا لائی چمن میں ترے گیسو کی شمیم — دامنِ گل میں ہے منہ ڈھانکے ہوئے بو اپنا

دل کا جب نام کوئی لیتا ہے میرے آگے — ہائے رو دیتا ہوں میں دیکھ کے پہلو اپنا

بوجھ سنبھلیگا نہ دوہرا کمرِ نازک سے — لاش اُٹھاؤ نہ مری کھول کے گیسو اپنا

دیکھکر بزم مین اتنا بھی نہ پوچھا تم نے
کیون یہ بیٹھا ہی دبائے ہوئے پہلو اپنا

غم سے بچنے کی سکھاتا ہی ہمین بھی راہین
اس لیئے خاک مین ملتا ہی ہر آنسو اپنا

چاندنی ہی شب غم بار تن لاغر کو
وسے وہ پٹہ کوئی ہلکا سا ہمین تو اپنا

چٹکیان لیتی ہین دل مین تری نیچی نظرین
شوخیان بھی ہین دبائے ہوئے پہلو اپنا

میرے رونے سے وہ سمجھے مرے دل کا مطلب
سامنے اُن کے زبان بنگیا آنسو اپنا

پڑتی ہین آئینہ مین پیار کی نظرین کس پر
نہین عاشق اگر اے رشک قمر تو اپنا

آپسے بڑھکے خیال آپ کا ہی مجکو عزیز
آپ ہر زور نہین اسپہ ہی قابو اپنا

نکلے دب کر کوئی حسرت نہ کہین ذبح کیوقت
میرے سینہ سے اُٹھا لیجیے زانو اپنا

غزل ۲۵	عشق مین ہوگیا کیا حال بتا کچھ تو فروغ دیکھ آئینہ مین چہرہ تو ذرا تو اپنا	اشعار (۱۳)

غزل

ہائے تیرے ناز اُٹھانے پر انھین بھی ناز تھا
ناز برداروں کا بھی تیرے عجب انداز تھا

لاش پر میری نہ آنا بھی اک انداز تھا
جائیے بھی بیٹھیے قربان اچھا ناز تھا

تجکو دیکھا اور چھپا دل مین مرے پیکان رشک
کس بلا کا غیر بھی کمبخت تیر انداز تھا

مشفق من کیا جفاؤن کا اُٹھانا سہل ہی
مرگیا غیر آپ سے کہتے ہین بڑا جانباز تھا

غیر کے مرنے پہ اُن سے ہنس کے یہ کہنا مرا
بس یہی کمبخت کو اپنی وفا پر ناز تھا

ہم گنہگارون سے وجہ جرم سُن اے بے نیاز
سُن لیا تھا تیری رحمت کو بس اسپر ناز تھا

بگڑے بیٹھے ہین اُٹھایا کیون نہ لاشہ غیر کا
آپ اتنا بھی نہ سمجھے کیا ہمارا ناز تھا

ملتی جلتی ہی نزاکت ناتوانی سے مری
اس ادا کو بھی تری مجھ ناتوان سے ساز تھا

میری تربت کے سوا کیا اور کوئی جا نتھی
مینے مانا گر تمھین شوق خرام ناز تھا

ہین رقیبون کو سمجھکر اپنے دل مین شاد ہون
وہ جو کہتے ہین مزاج دشمنان ناساز تھا

بات کے ہمراہ فانوسِ گلو روشن ہوئے | لو تھی شمع نور کی یا شعلۂ آواز تھا
ہاتھ بند ھنے کا سبب کھلتا نہیں کچھ وقتِ ذبح | طائر رنگِ حنا کیا مائل پرواز تھا

غزل ۲۶ | پھر بجا یا جان و دل کس کس سے کوئی فروغ / ہر ادا میں یار کی سو سو طرح کا ناز تھا | اشعار ۲۰

غزل

روزِ جزا بھی تجھکو نہ اے بُت طلب کیا | ہمنے کہان کہان ترا پاس ادب کیا
تیجی نظر نے تیری غضب پر غضب کیا | جب دل کو تیرے جُھکی تو جگر کو طلب کیا
آخر سب ہی ہمارے جنازے کیساتھ تھے | تم گھر سے سر کھلے نکل آئے غضب کیا
پچتاوُ گے ضرور مجھے دیکے اذن آہ | دل تھام کر کہو گے ارے کیا غضب کیا
یکر ڈرے ہین عرض حال کو شکوہ سمجھکے وہ | ہمنے زبان ہلانیکا بھی عہد اب کیا
فرقت مین ضعف اور تڑپنے نہ دے ہمین | ہمنے تمہاری یاد کا پاسِ ادب کیا
جب مین گیا بگولے اُٹھے آندھیان اُٹھین | دشتِ جنون نے بھی مرا پاسِ ادب کیا
ہر اے تصور اُن کو جو آنیکی ضد تو ہو | ہمنے تو جس گھڑی جسے چاہا طلب کیا
ہم مرمٹون کی خاک ہی بیکار ہو گئی | آنکھون مین تمنے سُرمہ لگایا غضب کیا
قاتل ہے جھجک گیا جو قریبِ رگِ گلو | خنجر نے بھی کسی نہ کسی کا ادب کیا
اب دل کے اضطراب کی بھی کچھ دوا کرو | تمنے تو ہاتھ رکھ کے جگر پر غضب کیا
خاطر سے اُن کی بڑھکے ہی کیا کوئی آرزو | ہمنے دعا کو ہاتھ اُٹھایا غضب کیا
دیکھو تمہارے آتے ہی اُٹھی ہماری لاش | ہمنے تمہارا مر کے بھی پاسِ ادب کیا
واعظ نکر نا تھا مئے کوثر کا تجھکو وصف | لے پھر بدل گئی مری نیت غضب کیا
ہین ہجر مین پڑا رہون بستر پہ چین سے | کمبخت ضعف نے مجھے رخصت طلب کیا
ہین منفعل ہون چھیڑ کے بھی اپنی داستان | کہتے ہین اہل حشر ارے کیا غضب کیا

بیتاب دل نہین ہی خفا ہو نہ رکھ کے ہاتھ
چھپا لیے بھی میرے دل کے نہ تیکھین غضب کیا

کس سے اُٹھائے جاتے تمکلے اپنا زِ اضطراب
تمنے گلے سے اور لپٹ کر غضب کیا

بیچتا ہے ہین کر کے وعدہ این شبِ فراق
کین اُتنی منتین نہ اُنھین کی غضب کیا

غزل ۲۷

کیا کیا حسینؑ سے اُمّت نے اے **فروغ**
افسوس کچھ نہ سبطِ نبی کا ادب کیا

اشعار (۱۲)

غزل

ہاتھ او چھا سا تو خنجر کا نہ مارا ہوتا
کاش پورا ہی ارمان ہمارا ہوتا

کچھ تو ان نیچی نگاہون سے اشارا ہوتا
کچھ تو میرے دلِ مضطر کو سہارا ہوتا

ہو چکا تھا مرا دل جب ہدفِ تیرِ نظر
میری ہمت نے نہ کلیجے کو اُبھارا ہوتا

مجکو نظرون سے گراتے نہ احبابِ مرگ
کاش لاشے کو نہ کاندھے سے اُتارا ہوتا

جان سے بڑھکے مرے دلکو سمجھتے کیا خوب
بنکے دشمن بھی مرا آپ کا پیارا ہوتا

لبِ دریا نہ حبابون کو دکھائی تھی آنکھ
تمنے بھی سینہ کو تن تن کے اُبھارا ہوتا

ہنس کے کھتے ہین نزاکت یہ نہ حرف آجاتا
کچھ بھی مضبوط اگر عہد ہمارا ہوتا

مجھ سے رو کر یہ کہا میرے عدو کے غم مین
رنجِ دشمن بھی نہین مجکو گوارا ہوتا

مرنے دیتی نہین ظالم مجھے امیدِ وصال
ورنہ جیتا کسے فرقت مین گوارا ہوتا

جان دینا تو مری جان کوئی چیز نہ تھا
جو ذرا بھی ترے آنے کا سہارا ہوتا

سُن جو پایا ہی کہ جنت مین ملین گی حورین
میرا مرنا بھی نہین اُن کو گوارا ہوتا

غزل ۲۸

گو کہ تھا قابلِ دوزخ ہی **فروغِ** مجرم
کس طرح یہ تری رحمت کو گوارا ہوتا

اشعار (۱۴)

غزل

صدقے ہونے کا یہ مر کر بھی اشارا ہوتا
تمنے خود لاش کو تربت مین اُتارا ہوتا

غیر کیا لطف جو ہم پر بھی تمھارا ہوتا
ہم سے بڑھکر کوئی دشمن نہ ہمارا ہوتا

پھیر کر آنکھونکو جاتا ترا صبح شب وصل
ملک الموت کو گویا کچھ اشارا ہوتا

خاک مین حشر کے دن خون کا دعوی کرتا
اُن کا آنا مجھے مجمع مین گوارا ہوتا

قہر و رحمت کی کشاکش مین پڑے ہین مجرم
کچھ اُدھر سے کچھ اِدھر سے ہی اشارا ہوتا

حسن ہی کاش شب وعدہ یہ احسان کرتا
تیرے جوبن کیطرح تجکو اُبھارا ہوتا

ہائے کل تھین وہی آنکھین مری قابل رشک
آج اُنھین سے ہی رقیبونسے اشارا ہوتا

کیون خوشامد ملک الموت کی کرنا پڑتی
کاش مجکو ترے ملنے کا سہارا ہوتا

زندگی تو ہی مرے منہ سے یہ نکلا تھا کبھی
اپنا مرنا مجھے پھر خاک گوارا ہوتا

بچھ کے رہتا مرے دلمین جو ترا تیر نظر
اک ذرا درد کے اُٹھنے کا سہارا ہوتا

آنکھین میری جو پھرین نزع مین ہنسے ہنسکر
ہے مرے سامنے حورونسے اشارا ہوتا

غم تو اس کا ہے کہ اب تجکو عداوت بھی نہین
کچھ بھی ہوتی تو مرے دل کو سہارا ہوتا

ہے عصا سرمہ کا دنبالۂ گردش چشم
کیون نہ بیمار کو چلنے کا سہارا ہوتا

غزل ۲۹	مشکلین حل ابھی ہوتین سبھی دم بھر مین فروغ گر ذرا بھی مرے آقا کا اشارا ہوتا	اشعار (١٠)

غزل

جو دم بھر کے لئے تکلیف فرماتے تو کیا ہوتا
دل بیتاب کو تسکین دیجاتے تو کیا ہوتا

دلاتا کسطرح مین یاد اُن کو وصل کا وعدہ
سمجھکر گر تقاضا وہ بگڑ جاتے تو کیا ہوتا

نہ آئے نزع مین اچھا ہوا میری عیادت کو
ابھی نام خدا کمسن ہین ڈر جاتے تو کیا ہوتا

تمھارے پاؤنکی اے یار کچھ مہندی نہ چھٹ جاتی
ہمارے گھر بھی دم بھر کو چلے آتے تو کیا ہوتا

نکیرین آئے دم بھر جی بہل جائیگا باتونمین
کہ تنہا تھے لحد مین ہم جو گھبراتے تو کیا ہوتا

ہمارے دل سے کیا دیدار کی حسرت نکلجاتی
اگر تربت پہ وہ بعد فنا آتے تو کیا ہوتا

کبھی آتے نہ تم کل کی طرح سے اپنے وعدہ پر
مرے سر کی قسم گر آج بھی کھاتے تو کیا ہوتا

اثر ہوتا نہ ہرگز اُس بُتِ بیرحم کے دل میں
اگر ہم صورتِ ناقوس چلاتے تو کیا ہوتا

ہیں کیونکر آہیں کرتا ہجر میں ہمراہ آہونکے
جو ارمان بھی مرے دلکے نکل جاتے تو کیا ہوتا

فروغ اُبھرے ہوئے سینہ پہ بھی اُنکے نظر اپنی
اگر بیتاب ہوکر ہم لپٹ جاتے تو کیا ہوتا

غزل ۳۰ — اشعار (۱۵)

غزل

ہوا بسمل نگاہوں سے جو تیری وہ مرا دل تھا
نشانہ بھی یہ اے بیدرد انھیں تیر نگہ کے قابل تھا

شبِ غم ضعف سے یہ حال اے زہرہ شمائل تھا
کہ اُٹھنا درد کو اور بیٹھنا دل کو بھی مشکل تھا

خدا جانے اثر کیا تھا تری جادو نگاہوں میں
کہ ہاتوں سے کلیجا تھامنا بھی مجھکو مشکل تھا

وہ دیوانہ ہوں اے وحشت صدائے سنگ سنتے ہی
میں اپنے گھر سے باہر مثلِ آوازِ سلاسل تھا

کیا بے قدر اسے داغِ الم تو نے ستم ڈھایا
کبھی جسپر حسین بھی ناز کرتے تھے یہ وہ دل تھا

ہیں کیا تحریر کرتا خط میں خود بالِ کبوتر سے
ہویدا اس پہ حالِ سینۂ مجروح بسمل تھا

جفائے چرخ رنجِ ہجر رشکِ غیر اُٹھے کس سے
تھے میری جان کتنی میرا کلیجا تھا مرا دل تھا

پھریں آنکھیں گرا دامن پہ طفلِ اشک مژگاں سے
اسے کب جنبشِ گہوارہ سے آرام حاصل تھا

تمہاری اک نزاکت نے ہمیں عیسیٰ رونکے جاتی تھی
مری اک ناتوانی ہوش میں آنا بھی مشکل تھا

انا میں سمجھ تھا آرام میں گردش میں تھے دانے
کہ سو دل مضطرب تھے چین اگر اک دل کو حاصل تھا

ترے تیرِ نظر کے خوب روکے وار کیا کہنا
نہ تھا کم تجھ سے آئینہ میں جو تیرے مقابل تھا

ہوئے وہ بدگمان کچھ اور رکھکر ہاتھ سینہ پر
بُرا ہو اس وفورِ شوق کا کیوں مضطرب دل تھا

جگر کو داغ دل کو غم سرِ شوریدہ کو سودا
محبت نے دیا اسکو وہی جو جسکے قابل تھا

حیا نے اور وفورِ شوق نے کی وصل میں آفت
فروغ اُن کی طرح قابو میں میرے کب مرا دل تھا

غزل ۳۱	غزل	اشعار (۱۵)

زمانہ سے نرالا تیرا ہر انداز قاتل تھا
نزاکت یہ نئی ہی سخت پتھر سے سوا دل تھا

وہ بیکس اے وفا دشمن ترس کھانیکے قابل تھا
وفورِ ضعف سے فریاد کرنا جسکو مشکل تھا

تمھین دریا یہ بھی جاکر حجاب آیا نہ شرم آئی
وفورِ شوق سے کھولے ہوئے آغوش ساحل تھا

ہٹا یا رُخ سے پردہ گو نگاہِ شوق نے میری
مگر کوئی نہ کوئی پھر بھی میرے اُنکے حائل تھا

ہوئی سب بزم برہم لیگیا رونق مگر کوئی
کسیکا رنگِ رُخ بھی کیا شریکِ رنگِ محفل تھا

انھین نالونپہ غیرونکے ترس آیا تو کب آیا
وفورِ ضعف سے جب لب ہلانا مجکو مشکل تھا

خیال آہی گیا تھا مہمان سکے رُوٹھ جانیکا
اُٹھا تھا درد جب میرے جگر مین مضطرب دل تھا

ترقی پر تھا بحرِ انتظارِ یار فرقت مین
کہ وا آغوش میرا صورتِ لبہائے ساحل تھا

عبث تھا وصل مین انکار آغوشِ تمنا سے
یہ سمجھو تو کہ تم تھے دلمین پہلو مین کہ دل تھا

نزاکت سے ہوئین مجبور غصہ کی ادائین بھی
انھین تو وصل کی شب آنکھ دکھلانا بھی مشکل تھا

وہ میرا حالِ فرقت جو کہین تھا وصل سے بہتر
جسے تم خود سمجھتے ہو ترس کھانیکے قابل تھا

کیا تھا ناتوانی کے اثر نے رحم کو بیچین
کہ جینا بھی مجھے دشوار تھا مرنا بھی مشکل تھا

قیامت وصل مین چینِ جبینِ یار نے ڈھائی
کسیکا شوق بھی کمبخت پابندِ سلاسل تھا

کیا تھا خواب مین آنیکا وعدہ اُس ستمگر نے
وفورِ شوق مین کمبخت نیند آنا بھی مشکل تھا

غزل ۳۲	شبِ ہجر اٹ گیا تھا گردِ غم مین ای فروغ ایسا لحد مین کوئی مردہ تھا کہ سینہ مین مرا دل تھا	اشعار (۱۱)

غزل

حال کھلجائے گا سب پر آپ کی بیداد کا
ناتوانون کو اگر موقع ملا فریاد کا

تو نہ ہوتا خلق تو پیدا نہوتے عرش و فرش
باعثِ ایجاد ہے تو عالمِ ایجاد کا

موسمِ گل مین چٹکتے ہین جو غنچے ہر طرف
شور ہے صحنِ گلستان مین مبارکباد کا

بات کرنا بھی مجھے مشکل ہے ابتو ضعف مین / آہ کی طاقت کہان یارا کہان فریاد کا

مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہزارون ہر طرف / بلبلو گلشن سے بہتر ہے مکان صیاد کا

میرے مرنے کی ہوئی ہے اسقدر شادی اُسے / غل ہے گھر مین آج قاتل کی مبارکباد کا

رخصت اے زندان کہ دیوانے بہت گھبرائے ہین / ہو گیا ہے قصد صحرائے جنون آباد کا

بے ستون پر بے سبب لالہ نہین روئیدہ ہے / گل کھلا کرتا ہے خون سر فرہاد کا

حسرت و رنج و الم گھیرے ہوئے ہین چار سمت / کس طرح نکلے کوئی ارمان دل ناشاد کا

خاک و باد و آب و آتش سے بنایا ہے اسے / حق نے مجمع کر دیا انسان مین اضداد کا

غزل ۳۳	مجھ کو کچھ موزون جو کرنا آگیا ہے اے فروغ / ہے فقط یہ فیض صحبت حضرت استاد کا	اشعار (۱۵)

غزل

کچھ بھی اثر غم شب ہجران نہین دیکھا / اے صبح ترا چاک گریبان نہین دیکھا

دیکھون گا تمہین چھیڑ کے غصہ کی ادائین / مدت سے وہ انداز مری جان نہین دیکھا

رہتے ہین مصیبت مین ترے دیکھنے والے / اچھا رہا جسنے تجھے اے جان نہین دیکھا

بیوجہ نتھا درد کا اٹھ اٹھ کے ٹہلنا / تکلیف مین کس کو شب ہجران نہین دیکھا

کیونکر مین کہون تم کو نہین خوئے محبت / دشمن کو کسی نے کبھی نالان نہین دیکھا

آنکھون سے ٹپکتی ہے محبت تری ظالم / پردون مین بھی اس شوخ کو پنہان نہین دیکھا

ہے سہل ہر اک امر مگر قید ہے مشکل / دنیا مین کسی کام کو آسان نہین دیکھا

ضائع نہوا جذب محبت سے لہو بھی / کیا دامن قاتل کو پر افشان نہین دیکھا

اے ضبط انہین رحم آگیا رونے پہ عدو کے / افسوس مجھی کو کبھی نالان نہین دیکھا

یارب کوئی حد بھی ہے مری تنگئی دل کی / انبوہ الم سے بھی پریشان نہین دیکھا

ڈھاتا ہے قیامت تری رفتار کا رندانہ / کس نے تری خلخال کو نالان نہین دیکھا

اے دوست ذرا حشر کا دن اور بڑھا دینے
جی بھر کے ابھی تجھکو مری جان نہیں دیکھا

وہ جلوہ ترا جس سے کہ موسیٰ ہوئے بیہوش
ہمنے نہیں دیکھا ترے قربان نہیں دیکھا

ہے پاس حیا آرزوئے قتل کا قاتل
ہمنے ترے خنجر کو بھی عریان نہیں دیکھا

غزل ۱۴۴

دشمن جو ہوا امید فروغ اس سے وفا کی
کمبخت کوئی تجھسا بھی نادان نہیں دیکھا

اشعار (۲۰)

غزل

تم نے جو ہاتھ سینہ پہ رکھا ستم ہوا
دل کی تڑپ تو بڑھ گئی گو درد کم ہوا

کیون رو رہے ہین آپ یہ طرفہ ستم ہوا
کیا دشمنون کو بھی مرے مرنے کا غم ہوا

کمسن جو تھے تو غیر سے ڈر کر لپٹ گئے
یہ جانتا تو نالے نہ کرتا ستم ہوا

کھلتا وہ انکا وصل مین لپٹا کے سینے سے
کمبخت ابتو درد ترے دل کا کم ہوا

کاٹون مین تیغ رشک سے اب اپنا دست شوق
پھولون کے ہار سینہ سے لپٹے ستم ہوا

چھڑکے میری لاش پہ آکر چلے گئے
سونے دو نیند آئی ہے کچھ درد کم ہوا

نیچی تو آنکھ ہوگئی گو شرم سے سہی
اب چرخ اور ناز کرے گا ستم ہوا

تیوری سہی چڑھا تو گئے کچھ مزار پر
اچھا ہے اب بھی آپ کا غصہ نہ کم ہوا

یہ تو سوال وصل عدو کا نہ تھا جو اب
آنکھین حیا سے تم نے جھکا لین ستم ہوا

دل دیکے تم کو مول لئے سیکڑون الم
مین خوش ہوا تھا ایک ہی دشمن کم ہوا

رفتار کو اب اور سکھائے گی شوخیان
ظالم تری نگاہ جھکی کیون ستم ہوا

دنیا کو چین آپ کو راحت رہے نصیب
مین مر گیا بلا سے وہ غصہ تو کم ہوا

یہ تو کسی کی یاد کی رہنی کی ہے جگہ
کیون غم سے دل ہمارا ابھر آیا ستم ہوا

کیا جانتا نہین ہین تمہارے مزاج کو
میری بلا کو غیر سے ملنے کا غم ہوا

مین زندگی سے تنگ تھا رحم آگیا حسین
میرے لئے تو ذبح نہ ہونا ستم ہوا

ورنہ ہمارا کوچہ کہان اور یہ کہان
غیرون کا راہبر ترا نقشِ قدم ہوا

اب تو کچھ اور دل کی امیدون کا رنگ ہی
سنتا ہون اُن کو غیر کے مرنے کا غم ہوا

چہرے کے تمتمانے سے رنگ اور کھل گیا
آخر شریکِ حسن اثر سوزِ غم ہوا

بیٹھے ہین دل کو تھام کے بیدرد اب ہی کون
نالہ بھی میرا اُن کے لئے اک ستم ہوا

غزل ۱۵

دلبر بھی اعتبار نہین مجکو اے فروغ
جھوٹھی کسی کا وعدہ کسی کی قسم ہوا

اشعار (۱۳)

غزل

لکھا ہی ہمنے مضمون اُنکے گیسوئے پریشان کا
بہت دشوار ہوگا جمع ہونا اپنے دیوان کا

کیا ہی وحشتِ دل نے مجھے سلطان بیابانکا
ملا طبل آبلہ کا اور عَلم خارِ مغیلان کا

سگِ جانان کا وہ حق ہی تو یہ حصہ ہی دیوانکا
نہ مجکو فکر دامن کی نہ اندیشہ گریبان کا

مین کھینچون صفحۂ قرطاس پر نقشہ جو مژگانکا
سرِ تنکا بھی نعرہ بنے شیرِ نیستان کا

مین لیکر روح کو ہمراہ کیونکر جاؤن تربت مین
نہین مجکو گوارا قید ہونا اپنے مہمان کا

گلے کو کاٹکر اپنے اگر مین آپ مرجاتا
اٹھاتا بار پھر کیون خنجرِ قاتل کے احسان کا

نحیف و ناتوان وہ ہون نہ سلواؤنگا زخمونکو
نہ لونگا اپنے سر پر بار مین سوزنکے احسان کا

دعائے وصل اگر مانگون فراقِ یار ہو حائل
اگر مین عیش چاہون سامنا ہو غمکے سامان کا

مین وہ غم دوست ہون اس عالمِ ایجاد مین جسکو
خیال آتا ہی روزِ وصل بھی شبہائے ہجران کا

اُنھین ملتی ہی کب فرصت جھلا زلفین بنانیسے
خیال آتا ہی کب اُنکو مرے حالِ پریشان کا

نشانہ مجکو تیرون کا کرے وہ حور اگر اے دل
گلِ فردوس سے بڑھکر ہر اک غنچہ ہو پیکان کا

ترے قد سے اکڑنا سرو نے سیکھا گلستان مین
اُڑایا طرز سنبل نے تری زلفِ پریشان کا

فروغ اکثر امور ایسے ہین ہم مجبور ہین جنسے
وگرنہ قصد دل مین اب مصمم ہی خراسان کا

غزل ۳۶ — مغزل — اشعار (۱۴)

زمانہ ہجر کا گردش سے بھی بدل نہ سکا
فلک کا روز بھی قسمت کے آگے چل نہ سکا

تری نظر نے کچھ ایسا گرا دیا ظالم
سہارا درد کا بھی پاکے دل سنبھل نہ سکا

ہمارے دل کا محبت میں ہی خدا حافظ
ذرا سا تم سے دوپٹہ بھی جب سنبھل نہ سکا

سرِ غرورِ شبِ وصل جھک گیا آخر
مگر حیا سے تمہارا بھی زور چل نہ سکا

مری طرح سے ہی مہتاب کے بھی دل میں داغ
تری نگاہ سے بچکر کوئی نکل نہ سکا

گھٹا یہ وصل کی شب حسرتوں کی چھائے ہی
کہ رنگ چار پہر آسمان بدل نہ سکا

مٹایا پاسِ ادب نے اثر بھی نالوں کا
ذرا سا اُنکا کلیجہ بھی تو دہل نہ سکا

مری فنا کا سبب ہو گئیں مری آہیں
ہوا کے جھوکوں سے آخر چراغ جل نہ سکا

بچایا ضعف نے الزام بیوفائی سے
گلا بھی تیر ازبان سے مری نکل نہ سکا

وہی فراق ہے دنیا کے انقلاب میں بھی
ترا مزاج زمانے سے بھی بدل نہ سکا

نکالنا ہی رہا یاد اپنے گھر سے مجھے
مرا خیال تو دل سے ترے نکل نہ سکا

اُٹھائیے گا مری لاش بیٹھے بیٹھے بھی حضور
ذرا سا دل تو مرا آپ سے سنبھل نہ سکا

کسی نے ہجر کی شب آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا
ہوا یہ خوف کہ رنگ آسمان بدل نہ سکا

فروغ آگئی موت اور نہ آیا خط کا جواب
لکھا ہوا تھا جو قسمت میں وہ بدل نہ سکا

غزل ۳۷ — غزل — اشعار (۱۳)

میں نے پوچھا دیر کیوں کی کیا سبب تاخیر کا
بولے باعث تھا تمہاری خوبیٔ تقدیر کا

آ گئے اُس گلرو کے نہ کچھ موقع ملا تقریر کا
بنگیا بلبل میں گویا گلشنِ تصویر کا

جرم ہم نے زاہدا اُس کی رحیمی پر کئے
ہمکو شوقِ عفو میں موقع ملا تقصیر کا

سرنوشتِ غیر میں لکھا مرے دھوکے نے وصل
واہ اچھا سہو تھا یہ کاتبِ تقدیر کا

شمع کا سر خود قلم کرتے ہین وہ الصدرے ظلم — شغل بھی اُن کو پسند آیا ہی تو گل گیر کا

خون میرا قابضِ ارواح کی گردن پہ ہی — زھر کھا لینا سبب تھا موت کی تاخیر کا

کوی اے قاتل ترا زخمی بچے ممکن نہین — جادۂ راہِ فنا ہی دم تری شمشیر کا

بے بُلائے آپ آئین یا نہ آئین میرے گھر — خوش ہون نالہ میرا منت کش نہو تاثیر کا

آپ کے آگے زبانِ شمع کی اُس نے قلم — حکم ہو جائے تو کاٹون سر ابھی گل گیر کا

پھول سے رخسار اے گل غنچۂ سوسن ہنین — لون تصور مین اگر بوسہ تری تصویر کا

اے مریجان دونون ہاتون سے کلیجہ تھام لو — تم کبھی سن لو اگر نالہ کسی دل گیر کا

اے حسینو عاشقونکے طائرِ دل کے لئے — ہی عجب پھندا تمہاری رشتۂ تقریر کا

اشعار (۱۳)	میرے گھر پر آکے وہ پھر جائین سچ ہے اے فروغ زور کچھ تقدیر پر چلتا نہین تدبیر کا	غزل ۳۳

غزل

وہ ظالم مہربان ہم پر ہوا ایسا ہو نہین سکتا — جو قاتل ہی ہمارا وہ مسیحا ہو نہین سکتا

جفا تیری فلک کا ظلم رشکِ غیر سے بہتر — گوارا ہی مجھے سب یہ گوارا ہو نہین سکتا

قسم بھی کس کی میری جان کی وعدے پہ کھاتے ہو — وہی کمبخت جس پر خود بھروسا ہو نہین سکتا

تمہارے ہی اشارے پر فلک ہر وقت چلتا ہی — اگر تم دوست ہو دشمن زمانا ہو نہین سکتا

ادھر دیکھو کوی ہو ہمین ہین ہون غیر تو تم ہو — برا سب جسکو کہتے ہین وہ اچھا ہو نہین سکتا

ہماری لاش پر غیرون کیساتھ اچھا نہین ہنسنا — کسی مظلوم کا دنیا تماشا ہو نہین سکتا

وہ اپنے چاہنے والیکو چاہین غیر سے بگڑین — زمانہ بھی اگر پلٹے تو ایسا ہو نہین سکتا

بھروسا ہی ہمین وعدے پر اور وعدہ بھی انکا ہی — وفائے عہد کا جن سے تقاضا ہو نہین سکتا

ادا ہی ایک یہ بھی ورنہ حاصل منہ چھپانے سے — رہو تم جس کے دلمین اُس سے پردا ہو نہین سکتا

دعا دون غیر کو کوسون جو اپنے دلکو تو کیا ہو — مری ہر بات پر کہتے ہو ایسا ہو نہین سکتا

بھلا ہو ناامیدی کا بڑی تسکین ہے ہم کو
ترا بیمار اچھا ہے کہ اچھا ہو نہیں سکتا

مری نظروں میں رہکر تم مجھی سے چھپ گئے ہو
پہچان جاتے ہو ایسے پردہ ہو نہیں سکتا

مرے دلمیں نہیں [illegible]
کسی کا اور اسمیں گھر [illegible] ہو نہیں سکتا

غزل

نرالے کرشمے دکھانا کسی کا
خدائی کسی کی زمانا کسی کا

یہ حسرت بھرا دل ٹھکانا کسی کا
ٹھکانے لگا دل لگانا کسی کا

وہ آنکھیں جھکانا کہ ملنے نہ پائیں
محبت کے پہلو بچانا کسی کا

چمک برق نے دردِ دلمیں بڑھا دی
ستم کر گیا مسکرانا کسی کا

ارے جس کا تو دوست ہو اسکو غم کیا
بلا سے ہو دشمن زمانا کسی کا

کوئی دیکھتا ہے تڑپنا نہ اے دل
کہ خالی نجائے نشانا کسی کا

ادھر کوسنا بدگمانی سے ان کا
دعا کو ادھر ہاتھ اٹھانا کسی کا

کچھ ایسی ہوا حسن کی بندھ گئی ہے
کہ دم بھر رہا ہے زمانا کسی کا

مرے دشمنوں پر بھی بجلی نہ ٹوٹے
نہ ڈھائے غضب مسکرانا کسی کا

نکل کر نہ تم دلسے اٹھیں وہ نظریں
کہیں چھپ نجائے نشانا کسی کا

وہ آئینہ کو دیکھ کر ناز کرنا
[illegible] نظر میں سمانا کسی کا

فلک نے کسی کی جفاؤں کو سیکھا
قضا نے اڑایا بہانا کسی کا

وہی بیوفائی وہی کج ادائی
ہے معشوق شاید زمانا کسی کا

چھپا کر نہ رکھا ہو دشمن کو دلمیں
قیامت ہے آنکھیں جھکانا کسی کا

بہت ڈھونڈ کر اسکو پایا ہے دلمیں
ملا ہے بمشکل ٹھکانا کسی کا

شگفتہ نہو غیر کا دل الٰہی
کھلائے نہ گل مسکرانا کسی کا

آنکھ قاتل کی جو ہوتی مرے دل کی طالب
دامن تیغ نظر دامن سائل ہوتا

وہ نہ آتے جو دم نزع قیامت ہوتی
جان دینا تو کسی اور کو مشکل ہوتا

یہ سمجھکر نہ ارادہ ہو چلے جانے کا
دم اٹھتا بھی تو بیچین میرا دل ہوتا

تیرے ابرو پہ نہ بل آئے یہی خوب ہوا
ورنہ غصہ ترا پابند سلاسل ہوتا

تجکو جو امر ہے مشکل وہی ہوتا آسان
مجکو جو کام ہے آسان وہی مشکل ہوتا

باتین غیرون کی اُٹھاتا ہے تو ورنہ ظالم
نازکی مین نہ کوئی تیرے مقابل ہوتا

جسکو تو چاہتا ہے تجھ سے بھی اچھا ہوگا
کاش ظالم مرا دل غیر پہ مائل ہوتا

دیکھتا کوئی تڑپنے کا تماشہ اُس کے
تری بیچین نگاہون سے جو بسمل ہوتا

رہگئی بات دم نزع تم آتے بھی تو کیا
ہونے والا تھا جو اے حور شمائل ہوتا

گرد غم حسرت مردہ کا جو بنتی مدفن
گنبد قبر مرا آبلۂ دل ہوتا

موت کو جان مین دیتا نہ اگر تم لیتے
کہ بہر طور جو مطلب تھا وہ حاصل ہوتا

تیغ ہوتی مجھے بے تیرے اگر موج بہا
دے لگے زخمون پہ نمک شور عنادل ہوتا

چھوڑ کر تجکو نہ کرتا مرا پہلو آباد
تجھ سے راضی جو ترا تیر بھی قاتل ہوتا

مٹگئے سارے نزاکت کے بھی دعوے شب وصل
ورنہ یون آنکھ جھکانا بھی تو مشکل ہوتا

غزل ۲۲	ہون وہ خم دوست کہ رہتا ہون ... فروغ چین کب ہے نہین بے چین اگر دل ہوتا	اشعار (۱۷)

غزل

حشر تک ہوش نہیں موسیٰ سے نہ اٹھایا جاتا
تیرا جلوہ جو سر طور دکھایا جاتا

غنچہ ظاہر مین تو وہ توڑتے ہین گلشن مین
دل ناشاد ہے در پردہ دکھایا جاتا

تم جو اظہار محبت کا گلہ کرتے ہو
عیب تھے کوئی نہین تھا کہ چھپایا جاتا

ہجر کی آگ تھی وہ آگ جو ہوتا معتوب
تو اسی آگ مین دوزخ بھی جلایا جاتا

سرچڑھاتے نہ بھلا غیر کو اور محفل میں	کیا وہ میں تھا کہ جو نظروں سے گرایا جاتا
بیحجاب اُن کو جو یوں بیٹھنا تھا محفل میں	کاش پردہ کے عوض غیر اُٹھایا جاتا
دردِ دل کو مرے کس طرح سے کرتے باور	وہ جو کہتے کہ میں دیکھوں تو دکھایا جاتا
گالیاں کھائیں اگر غیر نے اچھا کھائیں	یہ کوئی زہر نہ تھا جو کہ نہ کھایا جاتا
آنکھ غصّے سے بگڑ کر تو دکھاتا وہ شوخ	ہنسی گر رخِ خندان نہ دکھایا جاتا
سینہ وعدے پہ وہ آتے بھی تو اے سوزِ دروں	تو ہی بتلا اُنھیں سینہ سے لگایا جاتا
سادگی پر تری مرتا نہ عدو رشک یہ ہی	سوگ میں میرے جو زیور نہ بڑھایا جاتا
ہمنے مانا کہ نہیں تم کو دماغِ فریاد	تمھیں بولو ہمیں پھر کیوں ہی ستایا جاتا
جان کے غیر ہی وہ کاش چھپاتی ہر بات	ذکر غیروں کا تو مجھکو نہ سُنایا جاتا
نقشِ پا بنکے بھی رہتا جو تری کوچہ میں	یہی کاوش تھی تو چل پھر کے مٹایا جاتا
دیکھتا آئینہ جب تو وہ ترا عکس سہی	ہمنے مانا یہ مقابل ترے آیا جاتا

غزل ۴۳ — پند ناصح سے برافروختہ دل ہوتا فروغ / اور بھی شعلہ بھڑکتا جو بجھایا جاتا — اشعار (۱۴)

غزل

کیا ترا عکس بے حجاب ہوا	کیوں پھر آئینہ آب آب ہوا
دلمیں بھی کب رہے وہ بے پردہ	دودِ آہِ جگر نقاب ہوا
حسن چھپ کر نقاب سے نکلا	پردے پردے میں بیحجاب ہوا
پھر کے آتا نہیں ہی قاصد بھی	وہ بھی خط کا مرے جواب ہوا
دل جو تڑپا تو زلزلے آئے	ساری دنیا کو اضطراب ہوا
لی نہ بیمار نے ترے کروٹ	ایک دنیا کو انقلاب ہوا
بدگمانی سے تیری ڈر ڈر کے	تیرا عاشق نہ محو خواب ہوا

برق پر کب نظر ٹھہرتی ہے — تیرا جلوا تری نقاب ہوا
میرے دل میں لہو کی بوند نہ تھی — کیا ترے تیر سے حجاب ہوا
طلب بوسہ پر زبان کاٹی — پھر مری بات کا جواب ہوا
کیا تڑپ کر عدو کے گھر وہ گئے — کیوں مرے دل کو اضطراب ہوا
تاب لائے نہ دیکھنے والے — شوق خود حسن کی نقاب ہوا
تری نیچی نظر نے مارا تیر — کشتۂ ناوکِ حجاب ہوا
کھل گیا حال طولِ حشر کا — اک ہمارا فقط حساب ہوا
دامنِ شوق دید وصل کی شب — آپ کے چہرے پر نقاب ہوا
لاش اٹھا کر کہا یہ چپکے سے — ناز اٹھانے کا یہ جواب ہوا

غزل ۱۴۴ — لب دریا فروغ آئے جو وہ / چشمِ مشتاق ہر حباب ہوا — اشعار (۱۳)

غزل

سرخ چہرہ دمِ عتاب ہوا — رنگ بدلا بھی تو نقاب ہوا
عکس نکلا نہ آئینہ سے کبھی — تم سے بڑھ کر اسے حجاب ہوا
شعلۂ آتشِ جمال ترا — پھیل کر حسن کی نقاب ہوا
لب دریا فراقِ ساقی میں — جامِ معکوس ہر حباب ہوا
برق تڑپی تو دل کا حال کھلا — جو سکون تھا وہ اضطراب ہوا
حسن شوخی سے چھوٹ کر نکلا — کب یہ پنہان تہِ نقاب ہوا
وہ تو وہ میرے کان تک نہ گیا — میرا نالہ نفیرِ خواب ہوا
کیوں کوئی بیوفا کہے جو سنے — یہ بھی کیا آپ کا شتاب ہوا
دیکھ کر آئینہ چڑھی تیوری — کون یہ موردِ عتاب ہوا

[illegible] تو غیرون مین قصے ڈھانک لیا
میرا غم بھی تری نقاب ہوا

[illegible] منہ سے یون دم زیر لب
اب کہو کون بیحجاب ہوا

[illegible] تیری نگاہ بیٹھ گئی
یہ مری آہ کا جواب ہوا

غزل ۱۴۵ — جسکو دیکھا وہ بیوفا ہی فروغ / وہ ہوئے یا مرا شباب ہوا — اشعار (۱۳)

غزل

[illegible] حال مجھے کیا ضرور تھا
اے دوست تو تو عالم ما فی الصدور تھا

زاہد کو بھی تو عشق کسی کا ضرور تھا
مین عاشق پری تھا وہ شیدائے حور تھا

جب اختیار مین نہ دل ناصبور تھا
پھر آپ ہی کہین کہ مرا کیا قصور تھا

گذری ہی بعد مرگ بھی عاشق کی چین سے
تکیہ کی جا مزار مین زانوے حور تھا

رو رو کے اور روح کو اک رنج دیگئے
آنا مری لحد پہ تمہین کیا ضرور تھا

مین خاک ہو کے بھی نہ سمایا نگاہ مین
سرمہ تھا اور دیدۂ جانان سے دور تھا

مانا کہ تم نے اس کی مذمت ہی کی مگر
کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا

پروانہ تھا تو شمع کی قربت تھی نصیب
بلبل جو تھا تو صحن گلستان سے دور تھا

[illegible] دل تو ہمارا اشنا کئے
دیتے جواب بھی ہے انھین کیا ضرور تھا

دین اپنے ہاتھ سے وہ سزا کس امید پر
جس کی خطا ہو لکھتا ہون میرا قصور تھا

[illegible]ن کے عشق کا جو کیا تم نے تذکرہ
ہنسکر کہا دماغ مین اس کے فتور تھا

دامن سے غیر ہی کے اگر پوچھنا تھے اشک
رونا ہی میرے غم مین انھین کیا ضرور تھا

غزل ۱۴۶ — مانا کہ رحم یار کو آیا نہ اے فروغ / پر اپنا حال دل تمہین لکھنا ضرور تھا — اشعار (۱۲)

غزل

جو مقابل اُس کے ظالم نہ مرا شباب ہوتا
تری ہو وفا طبیعت کا نہ پھر جواب ہوتا

مرے رنگ کو تغیر جو دمِ عتاب ہوتا
ترے رخ پہ ہلکی ہلکی وہی اک نقاب ہوتا

نہیں یوں بھی تو جو جاتا اُسے لاکھ گو چھپایا
پہ سحر کو تیری آنکھوں سے عیاں وہ خواب ہوتا

وہی ایک شعلہ ظالم ترے حسن برق میں ہے
نہ چھپا سحاب میں جو وہ تہِ نقاب ہوتا

شبِ وصل یہ تجاہل بھی عجیب لطف دیتا
مرا بخت جاگ اٹھتا جو وہ محو خواب ہوتا

جو شبِ وصال آتی تو عجب مزے دکھاتی
کہ بلائیں کوئی لیتا کوئی محو خواب ہوتا

کوئی عرش پر جو چھپتا میں تڑپ کے واں پہنچتا
یہی تھا تو کاش اپنا مجھے اضطراب ہوتا

نہ میں خوابگہ تک آتا تو میں لطف کچھ اٹھاتا
جو مرا خیال ظالم تجھے وقتِ خواب ہوتا

ترا حسن اے ستمگر ہوا جامہ ہی سے باہر
نہ یہ پھوٹ کر نکلتا جو ابھی حجاب ہوتا

وہ نگاہ تھی جو تجلی تو مقابلے پر آتی
جو سکون تھا مرے دل کا وہی اضطراب ہوتا

مری آنکھ میں نہ کیونکر ہو وقارِ حسن تیرا
ہے شکوہِ بحر زیرِ لفظِ حباب ہوتا

تری یاد تیری حسرت کو وہ ہوتا مہدِ راحت
مرے دل کو اور فرقت اگر اضطراب ہوتا

وہ عدو پہ مہرباں ہیں یہ دل و جگر تپاں ہیں
عجب اتفاق ہوتا جو اب انقلاب ہوتا

تری بدگمانیوں سے نہیں اور چین آتا
جو مجھے قرار ہوتا تجھے اضطراب ہوتا

تو اُدھر جو تیغ اٹھاتا تو ادھر میں سر جھکاتا
وہ ترا سوال ہوتا یہ مرا جواب ہوتا

نہیں مجھ میں اتنی طاقت کہ میں جھٹ سے بدلوں کروٹ
مجھے کیا برا تھا ظالم اگر اضطراب ہوتا

غزل ۴۲	شبِ وصل کی سحر کو یہ مزے فروغ ہوتے کبھی ادھر خیال ہوتا کبھی اُدھر حجاب ہوتا	اشعار (۱۱)

غزل

قافلہ دل میں جو آیا مرے ارمانوں کا
درد اٹھا کہ ادب جاتے مہمانوں کا

کیوں بگڑتا ہے اگر مصحفِ رخ چوم لیا
ارے کافر یہ تو شیوہ ہے مسلمانوں کا

مختصر کر نہ شبِ وصل عریبان اے چرخ
حیا چاہئے کچھ تو تجھے دھیان عریانون کا

بے بلائے مری محفل مین چلا آئے رقیب
جان پہچان مگر ہے ترے دربانون کا

روح کا تن سے نکلنا تو بہت آسان ہے
دیکھئے مشکل ہے نکلنا مرے ارمانون کا

وصل کی رات ہے للہ نہ سیلئے مینہ ہی
دیکھئے خون ہوا جاتا ہے ارمانون کا

بزم مین دو دسر شمع سے روشن ہے کہ شمع
بال کھولے ہوئے غم کرتی ہے پروانون کا

وصل مین مجکو وہ لپٹا کے گلے سے بولے
ہم بھی دیکھینگے نکلنا ترے ارمانون کا

حکم ہے تخلیہ مین شمع نہ آنے پائے
ساتھ اک جمِ غفیر اسکے ہے پروانون کا

کہین ڈھلجائے دوپٹہ نہ دمِ قتل رقیب
تیغ اٹھانے مین ذرا دھیان ہے شانون کا

غزل ۴۸	لوٹون کانٹون پہ نکلیون تو گلشن مین قمرؔ پرورش یافتہ ہون پھولونکے دامانون کا	اشعار (۱۸)

غزل

حشر کی چال سے تو قبر پہ آنا ہی نہ تھا
ابھی سویا تھا ابھی مجکو جگانا ہی نہ تھا

ان سے پیر جمیونکا بھی نہ رہا اب الزام
آپ مین بیخودئے دل ہمین آنا ہی نہ تھا

بڑھ گئی اور تڑپ اے دل مضطر تیری
تجکو ان شوخ نگاہون مین سمانا ہی نہ تھا

نہ رہا ہائے مرا ضعف بھی اب لائق رحم
اب مین سمجھا کہ ترا ناز اٹھانا ہی نہ تھا

وعدۂ غیر کے اظہار کی حاجت کیا تھی
تمکو جانا تھا تو کیا اور بہانا ہی نہ تھا

بدگمان ہوکے وہ اب قیس کا دیتے ہین خطاب
نام لیلیٰ کا زبان پر ہمین لانا ہی نہ تھا

ناز کی ہاتھ لگانے نہین دیتی اب اور
اسکو اے جذبۂ دل کھینچ کے لانا ہی نہ تھا

سب ہی بیٹھے ہین جو روتے ہین تو منہ ڈھانپ کے روئین
گر یہی تھا تو مری لاش پہ آنا ہی نہ تھا

اتنے سے رحم نے ہی کر دیا غیرون کو نڈر
قتل کرکے مجھے منہ پھیر کے جانا ہی نہ تھا

جان دینی بھی تھی اے غیر تو ان کے در پر
ارے کمبخت کوئی اور ٹھکانا ہی نہ تھا

حسن تو غرور ہی کچھ کو نہ ٹھہرنے دیتا
رخ روشن تمہیں پردے میں چھپانا ہی نہ تھا

اہلِ ماتم کی نگاہیں تو غضب ڈھاتی ہیں
میرے لاشہ پہ تمہیں آنا ہی نہ تھا

بعد مدت کے ذرا سی مجھے نیند آئی تھی
تم تھیں مرے شانہ کو ہلانا ہی نہ تھا

مری جان اور بھی اب کچھ ہیں ادا دے لگے
وصل میں مجھکو مجھ سے لگانا ہی نہ تھا

خیر اب ضد و نزاکت کا بھی جھگڑا نہ رہا
آپ کو میرے لاشہ تو اٹھانا ہی نہ تھا

وصل کی شب جو ضد ہیں مری آپ آنکی
میرے دل میں مری نظر میں سمانا ہی نہ تھا

شب وصل انکے بجا نیند حرف کیا
ہمیں جو کہے ہم ہیں تو تمہیں ہی نہ تھا

چھوڑ کر خلد جہنم میں تم آئے ہو فروغ
کربلا جا کے سوئے ہند پھر آنا ہی نہ تھا

غزل

کبھی اُن تلووں نے آنکھوں کو بھی ملنے نہ دیا
کوئی ارمان نزاکت نے نکلنے نہ دیا

ہائے فقرہ تو بھی پڑھ کے ہوگا ہمیں رنج
میرے لاشہ کو بھی کوچہ سے نکلنے نہ دیا

ہاتھ سے دینے کے وقت ہی نہیں تھی پیچ
کبھی دل کھو کے ہاتو نکو بھی ملنے نہ دیا

ہائے ابھرا ہوا جوبن وہ کسی کافر کا
جس نے سینہ پہ دوپٹہ کو سنبھلنے نہ دیا

طپش دل کا بھلا ہو کہ بدل لی کروٹ
ہو بُرا ضعف کا پہلو بھی بدلنے نہ دیا

مجکو ہر روز نکالا کئے اپنے گھر سے
میرے دل سے کبھی حسرت کو نکلنے نہ دیا

رہ گیا پرتوِ رخ دل میں تصور ہو کر
عکس کو آئنہ سے ہمنے نکلنے نہ دیا

دیکھکر ناز سے چلنا کسی متوالے کا
میں تو سنبھلا تھا طبیعت نے سنبھلنے نہ دیا

اُس طرف شرم تری اسطرف ارمان میرا
اُسنے تجکو تو اسے تو نے نکلنے نہ دیا

تیرے بیمار نے چاہا تھا کہ جائے سوئے قبر
ہائے اس ضعف نے تو گھر بھی بدلنے نہ دیا

ہمنے چاہا تھا کہ مر جائیں تری فرقت میں
خواہش وصل نے تو دم بھی نکلنے نہ دیا

غزل بند ۵

دیکھکر رات کو جلوہ لب بام اسکا فروغ
شرم نے چاند کو گردون پہ نکلنے نہ دیا

اشعار (۲۵)

غزل

نازکی مین کوئی اس دل کے مقابل نہوا
بات کا بھی ہے کسی کی متحمل نہوا

ہائے جی بھر کے نظارا مجھے حاصل نہوا
کند قسمت سے مری خنجر قاتل نہوا

چشم الفت کا بھی ان سے متحمل نہوا
ناتوانی مین کوئی دل کے مقابل نہوا

کاش اے رشک نہ محشر مین الٹتی وہ نقاب
کون تھا جو نگہ ناز سے بسمل نہوا

مسکراہٹ نے دم وعدہ قیامت ڈھائی
کوئی فقرہ ترا تسکین کے قابل نہوا

انکو یہ دھیان ہے غیرون کی سزا خوش ہے
مجکو یہ رنج مین تعذیر کے قابل نہوا

یاد گیسو نے بھی فرقت مین مدد میری کی
مین وہ مجرم ہون کہ زنجیر کے قابل نہوا

تجھ سے بڑھکر نہ ملا مجکو زمانے مین کریم
مین سوا تیرے کسی کا کبھی سائل نہوا

امتحان میری وفا کا ابھی کچھ باقی ہے
قتل پر میرے جو راضی مرا قاتل نہوا

پھر نہ آیا کبھی جسدن سے گیا تیر خیال
جب سے اجڑا ہے آباد مرا دل نہوا

ناتوانی نے مری مجکو مٹایا افسوس
مین ترے سایہ دیوار کے قابل نہوا

رک گیا دیکھنے کو چاند سی صورت اسکی
میری گردن پہ رواں خنجر قاتل نہوا

چشم انصاف سے دیکھا جو نہ اے اہل سخن
کیا کوئی شعر مرا صاد کے قابل نہوا

بیگناہ ہون یہ تو محشر مین ترس آتا ہے
ہائے انہین سے کوئی رحم کے قابل نہوا

پھر تو غیرون کا مزاج آپ اٹھا کر نہ کہین
کہ نزاکت مین کوئی میرے مقابل نہوا

غیر کے نالو نپہ سنتا ہون انھین رحم آیا
ہائے لے ضعف مین فریاد کے قابل نہوا

غیر کے سوگ مین کاجل بھی لگائی تھے نہ وہ
خیر ضایع مرا دود جگر و دل نہوا

خندۂ برق پہ بیجا نہین کچھ گریۂ ابر
کچھ بجز رنج ہنسی مین کبھی حاصل نہوا

اور شوخی نے بڑھایا مری بیتابی کو — کچھ لگا ہوں میں سمانے سے بھی حاصل نہوا
مجھ سے ہر بات میں اک ضد ہے خوشی ہو کہ ملال — اُسنے جی بھر کے مجھے رنج بھی حاصل نہوا
خواب میں بھی نہ تری چاند سی صورت دیکھی — نیند آنیسے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا
حسن کا رعب تھا شوق مرے دل کا بڑھا — اور کچھ آپکو اس شرم سے حاصل نہوا
آپ میں ہائے مجھے شوق نے رہنے نہ دیا — وصل کا لطف مجھے وصل میں حاصل نہوا
ہائے منہ سے کبھی مرنیکو بھی تم نے نہ کہا — زندہ رہنے سے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

غزل ۵۱

ٹیکیاں اُسنے کلیجہ میں نہ لیں پہر فروغ
دل لگا نیکا جو تھا لطف وہ حاصل نہوا

اشعار (۱۳)

غزل

نہ سہی گر کسی لایق نہ مرا دل نکلا — پر ترے ناز اُٹھانے کے تو قابل نکلا
توڑ کر غنچہ کو کیوں پھینکدیا کہیے تو — کسی ناشاد کا ارمان بھرا دل نکلا
لذت ذبح سے تو مجکو نہ رکھا محروم — شکر صد شکر کہ بیرحم وہ قاتل نکلا
آتش حسن سے جلجائے کہیں پردہ رخ — کہ یہ کمبخت شب وصل بھی حائل نکلا
وہ اندھیری شب فرقت کی وہ ہو کا عالم — مونس اُس وقت میں نکلا تو بس اک دل نکلا
سچ تو ہے رات کے کل چار پہر ہوتے ہیں — خاک پھر وصل کی شب حوصلہ ایدل نکلا
نہ سُنی پر نہ سُنی ہائے کوئی بات مری — بیوفا یار سے بھی بڑھ کے مرا دل نکلا
چرخ پر ابر سمجھتا تھا جسے قیس غریب — وہی لیلی کا سراپردہ محمل نکلا
کم نہیں طول سے اُسکے بھی درازی اسکی — روز فرقت شب گیسو کے مقابل نکلا
ہم سمجھتے تھے کہ فرقت میں ہی جینا دشوار — خواہش وصل میں مرنا بھی تو مشکل نکلا
شب کو وعدہ پہ نہ آئے نسہی کیا شکوہ — پھر بھی اک ذکر میں ذکر اے مرے قاتل نکلا
ایسے کیا کیجیے کٹتا ہی نہیں روز فراق — پھر بھی کمبخت مرا حوصلہ دل نکلا

غزل ۵۲

بات بھی کوئی کسی کی نہیں اٹھتی ہے فروغ
نازک اُن سے بھی زیادہ یہ مرا دل نکلا

اشعار (۱۷)

غزل

عدوے طالبِ دیدار نہ اک میرے دلبر تھا
نقاب اٹھا بھی تو تیرا گیسو تیرے مُنہ پر تھا

رہِ اُلفت میں کیوں یا رب مرے پاؤنکو چکر تھا
نہ ساغر تھا نہ گردون تھا نہ عاشق کا مقدر تھا

وہی ہیں ہجر کی باتیں وہی جھگڑے وہی قصے
نہ ہم کو وصل کی شب بھی مگر آرام دم بھر تھا

نقابِ رُخ سے کب چھپتا تھا نورِ عارضِ تابان
مگر اے ماہ تیرا حُسن بھی جامے سے باہر تھا

خدا بخشے عجب دیدار کی حسرت تھی بسمل کو
نظر اُسکی رُخِ قاتل پہ تھی گردن پہ خنجر تھا

وہ بولے آرزو دیکھی نہ دلمیں غیر کے کوئی
کہا مینے یہ ویرانہ کسی کمبخت کا گھر تھا

ہوئی تسکین تو میرے اضطرابِ دلکو تھوڑی سی
دروغِ مصلحت آمیز وعدہ تیرا دلبر تھا

کلیجا کانپتا ہے جب شبِ غم یاد آتی ہے
خدا ہی جانتا ہے بس جو صدمہ میرے دل پر تھا

ازل سے یار نسبت عاشق و معشوق مین اک ہے
مری تقدیر مین بل تھا ترے گیسو مین گھونگر تھا

مرے دلسے نکالے وصل کی شب حسرت و ارمان
اُسے اے بُت کیا ویران جو اللہ کا گھر تھا

نہ جبتک اے شبِ فرقت درازی تیری دیکھی تھی
مرے دلکو نہ تھا علم الیقین طولِ محشر تھا

بھلا کیا مُنہ لگاتا جام مے کو بزمِ عالم مین
کہ مین مستِ شرابِ اُلفتِ ساقیِ کوثر تھا

مین سمجھا کچھ عداوت مجھسے تھی پر یہ بری خو ہی
وہ ظلم اورون پہ اب مین دیکھتا ہون جو نہ مجھپر تھا

شکایت ہائے وہ کرنا مرا وعدہ خلافی کی
اور اُن کا ناز سے کہنا کسی کا کوئی نوکر تھا

غرض تھے عاشق و معشوق دونون ایک حالت مین
اِدھر لوہے کا زیور تھا اُدھر سونیکا زیور تھا

مؤذن مین تو زندہ ہو گیا صبحِ شبِ فرقت
صدائے عیسوی جو نعرہ اللہ اکبر تھا

نہین کچھ اور واقف پر فروغ اتنا تو واقف ہین
کہ محفل مین کسی کی تذکرہ تیرا بھی اکثر تھا

غزل ۵۳ — غزل — اشعار (۱۷)

اے موت مری جان پہ بیداد نکرنا
ظالم مجھے منت کش جلاد نکرنا

پتھریاں بھی ہوان نیچی نگاہوں سے چبھوتے
اور بھی کہے جاتے ہو فریاد نکرنا

رہ رہکے اشارے ہین یہی ضبط کی مجھسے
گھٹ گھٹ ہی کے مرنا کبھی فریاد نکرنا

کیا کیا ہین مجھے خوف تغافل سے تمہارے
مرنے پہ تو مٹی مری برباد نکرنا

ہاتون کو مرے منہ پہ وہ رکھکے دم نزع
کہتے ہین کہ میری کہین فریاد نکرنا

اس سے تو بہت کچھ ہی سہارا مرے دل کو
بیداد ہی میرے لیئے بیداد نکرنا

ڈھ ہی نہ کہین حوصلہ بیداد کا پھر ہو
اُجڑے ہوے دل کو مرے آباد نکرنا

تم شاد اگر ہو تو مین ناشاد نہین ہون
ہین شاد اسی مین ہون مجھے شاد نکرنا

محشر ہی تو کیا ہی تم اسی طرح ہنسے جاؤ
اب کیون یہ اشارے ہین کہ فریاد نکرنا

کس روز مرے قلب کو پہونچائی ہی راحت
کس منہ سے یہ کہتے ہو کہ فریاد نکرنا

مجھ زار سے تو رشک کے طعنے نہ اُٹھین گے
للہ مرے دلکو بھی تم شاد نکرنا

برباد رہے دل مرا اچھی یہ ضدین ہین
آئینہ کے بھی گھر کو پھر آباد نکرنا

دشوار ہی تاب نگہ یاس غریبان
فریاد کہین تم دم بیداد نکرنا

مجھ زار سے کھتی ہی شب ہجر یہ تاثیر
بیدل کے سنبھالے ہوئے فریاد نکرنا

چپ رہنے کی کیا جلد مجھے داد ملی ہی
ظالم کو مرے بھا گیا فریاد نکرنا

مجھ زار کو ہچکی کا بھی دشوار ہی صدمہ
للہ دم نزع مجھے یاد نکرنا

ہو خاک شفا خاک فروغ اے مرے مولا
اس ہند مین مٹی کہین برباد نکرنا

غزل ۵۵ — اشعار (۲۴)

غزل

اس سرگرم مین اُس کی نظر و مین ہی جلوہ آپکا
اور کو پوچھا تھا ہی کب آشنا سا آپ کا

گر زبان خلق پر ہوتا اجارا آپکا
نام بھی پھر ساتھ کیون آتا ہمارا آپکا

کوزہ دریا نہین کہین ہے کوزے مین دریا کہین
آپکے جلوے مین دل ہے دلمین جلوا آپکا

پھیر کر منہ روتی ہے مشکل مری آسان ہوئی
موت بھی کیا خوب سمجھی ہے اشارا آپکا

مرنے والے قبر مین بھی چین پاینگے نہین
نیچی نظرون نے کیا ظاہر ارادا آپکا

جذبِ الفت نے کیا گورِ غریبان مین اثر
بنگیا تعویذ ہر نقشِ کفِ پا آپکا

شکوۂ دشمن سے بدگوئی بھی باطل ہو گیا
ہم سمجھتے تھے دلون پر ہے اجارا آپکا

باندھکر تیغ آئے ہین کرنے علاجِ دردِ دل
نام رکھتا ہے بھلا کس نے مسیحا آپکا

کم نہین بارِ محبت سے حیا کا بوجھ بھی
اُٹھ نہین سکتا اُٹھائے سے بھی پردا آپکا

منہ سے بھی نکلے اور آغوشِ سماعت تھامون
آپ سے کیا نام بھی کچھ کم ہے پیارا آپکا

نزع مین سب سمجھے پوچھے کیون خفا ہوتی ہین آپ
آنکھین جو رو سنے بھی پھیرے کیا یہ شیدا آپکا

حضرت موسیٰ ہوئے بیہوش کوہِ طور پر
دیکھنے والے نے دیکھا دلمین جلوا آپکا

اک نظر ہی دیکھئے دلمین بھی آجائین حضور
ڈھونڈھتا ہے درد اُٹھنے کو سہارا آپکا

منہ تک آتی ہے دعا ہو کر شکایت آپکی
لب تک آکر شکر بنجاتا ہے شکوا آپکا

سینہ پر شوخی دوپٹہ سے جو کرتی ہے صبا
نیچی نظرین جھک کے کرلیتی ہین پردا آپکا

جھوٹے وعدونکے سہارے پر کوئی کبتک جئے
حشر ہی مین خیر اب دیکھینگے جلوا آپکا

جوشِ الفت مین ہے کسکو دوست دشمن کی تمیز
ویسے مین اکثر کیا کرتا ہون شکوا آپکا

دل ادھر تڑپا ادھر نظرین تڑپین کی طرف
کوئی آہٹ شکوہ ہو دیتی ہے دھوکا آپکا

آنکھ ملتے ہی نظر نے جھک کے سب کچھ کہدیا
جھوٹ سچ سب کھل گیا آخر ہمارا آپکا

ہوتی ہے بے قصد بھی ظاہر بگڑنے کی ادا
رہگیا تصویر مین بھی کھنچ کے نقشا آپکا

دلکی رونق کون ہے زینت زبان کی کون ہے
یاد کس کی آپ کی مذکور کس کا آپکا

قہر تھا وہ رحم سے منہ پھیر لینا وقتِ ذبح
مر گیا خنجر بھی پاتے ہی اشارا آپکا

تیوریان کیون چڑھ گئین دل لیجیے دل لیجیے | ناتوان ہون اٹھ نہین سکتا تقاضا آپکا

غزل ۵۵	اس فروغِ حسن کا باعث ٹھہرا ہی فروغ اسکی الفت سے ہوا دنیا مین شہرہ آپ کا	اشعار (۱۲)

غزل

معشوقونکو مرنے کا مرے غم نہین ہوتا | غم بھی مرا منت کشِ ماتم نہین ہوتا

کس دل سے لگاتے ہو کلیجے سے مجھے تم | کچھ خاک مرا دردِ جگر کم نہین ہوتا

وہ رنج اٹھائے ہین کہ غیرون کا تو کیا ذکر | خود اپنی مصیبت کا مجھے غم نہین ہوتا

کرتی ہی صبا آپ کی زلفونکو پریشان | اس پر بھی مزاج آپکا برہم نہین ہوتا

کب شرم سے چلتا ہی حسینون کا تکبر | کیا صبحِ شبِ وصل بھی سرخم نہین ہوتا

کس شب نہین رہتے تھے یہ ہاتھ انکے گلے مین | کس دن اب انھین ہاتونسے ماتم نہین ہوتا

جب صبح کو دیکھا اسے ہنستا ہوا پایا | گل پر اثرِ گریہ شبنم نہین ہوتا

عزت وہ گھٹائے تو کبھی بڑھ نہین سکتی | رتبہ وہ بڑھائے تو کبھی کم نہین ہوتا

غصہ بھی محبت کا سبب ہوتا ہی خوش ہون | غیرو سے مزاج انکا جو برہم نہین ہوتا

بیساختہ ہنسنے مین نکل پڑتے ہین آنسو | کب مجھپہ خوشی مین اثرِ غم نہین ہوتا

گھیرے سے مجھے رہتے ہین غم و رنج ہمیشہ | یہ مجمعِ احباب کبھی کم نہین ہوتا

غزل ۵۶	ہی ایک ترقی پہ فروغ آپ کی وحشت ایک انکا ہی غصہ جو کبھی کم نہین ہوتا	اشعار (۲۲)

غزل

گو اسیرون کو رہا اسے ستم ایجاد کیا | قیدِ احسان سے نہ پھر بھی مگر آزاد کیا

رحم جب کچھ نہ بتون نے دمِ بیداد کیا | اپنے اللہ کو ہمنے بھی بہت یاد کیا

واہ اچھا یہ سلوک اے دلِ ناشاد کیا | خود بھی برباد ہو مجھکو بھی برباد کیا

تو نے خود حشر بپا اے ستم ایجاد کیا
مجھسے چپ ہو کے مجھے مائلِ فریاد کیا

پوچھتے ہیں سبب خانہ خرابی مجھسے
کس کی طاقت جو کہے آپنے برباد کیا

حسرتیں قید ہیں مدت سے ہمارے دل میں
ان اسیروں کو نہ تمنے کبھی آزاد کیا

زور ہی حشر میں بھی اُنکی حکومت کا ہے
بند ہا تونے مرا مُنہ دمِ فریاد کیا

قسمت اُلٹی ہے زمانہ کی ہوا اُلٹی ہے
وہ مجھے بھول گیا مینے جسے یاد کیا

دل کا مالک ہی بنا ہے کہ بگاڑے وہ حسین
خود ہی آباد کیا آپ ہی برباد کیا

پھر کبھی عرضِ تمنا کیلئے بھی نہ کھلا
بند اسطرح سے ہمنے لبِ فریاد کیا

رحم بھی ظلم کے پہلو کو دبائے نکلا
درد اُٹھا کسی بیدرد نے جب یاد کیا

ناز کرتی ہے قضا بھی کوئی جاتا ہے جب اسے
مُفت کمبخت نے منت کشِ جلاد کیا

بیوفا ہیں سہی کیوں چھپتے ہیں آپ حضور
پھر تو فرمائیے کیا آپ نے ارشاد کیا

آنکھ سفاک نگہ شوخ ادا آفتِ جان
ہائے کھلتا نہیں کس نے مجھے برباد کیا

خالِ عارض کی محبت بھی بہت کام آئی
ہجر میں ضبط نے مہرِ لبِ فریاد کیا

مسکراتے ہیں وہ گردوں کیطرف دیکھ کر آج
پھر ہو ظلم نیا پھر کوئی ایجاد کیا

میں بھی تھا خواب پریشان کہ حسینوں نے مجھے
اسطرح دل سے بھُلایا کہ نہ پھر یاد کیا

خوب جی بھر کے سنا ذکر وفائے اغیار
خوش ہو جانے والے کو بہت شاد کیا

ہچکیاں لینے لگے نزع میں مرنیوالے
موت نے تم جنھیں بھولے ہوئے تھے یاد کیا

بیوفا شکوۂ اغیار پہ بگڑے معشوق
جو میں کہتا تھا وہی آپنے ارشاد کیا

محفلِ غیر کا ذکر اور یہ اُس پر طُرّہ
ہائے کمبخت بہت ہمنے تجھے یاد کیا

غزل ۵۷	قبر ٹھکرا کے مری ناز سے بولے وہ فروغ خانہ برباد ترا اب یہ گھر آباد کیا	اشعار (۲۴)

غزل

غزل

غزل ۵۴

ہائے دل پر دوست کے دشمن کا قابو ہوگیا
ہر جگہ پر حسن کا کھل بل کے قابو ہوگیا

جان عاشق ہوتے ہی جانِ جہان تو ہوگیا
ہجر مین راتین ترے گھائل کی اچھی کٹ گئین

کھول کر آغوش یون لپٹا وہ خود بین وقتِ زیب
وہ نگاہین مجھسے رم کرنے لگین مثلِ غزال

دلمین گھٹ گھٹ کر رہی آہِ شرر افشان مری
ہاتھ پھیلائے ہی لینے کو بلا مین حسن کی

منہ رکھے گو لبِ فریاد اُنکے سامنے
اپنے دلپر زور ہو تو دوسرے پر بس چلے

اپنے مطلب سے ہی مطلب غمزدونکو ہجر مین
ہر جگہ رنگت جما ہی سوادِ حسن بھی

میرا دل لیکر تمھین زیبا نہین اتنا غرور
جب نہ آئے یہ شبِ وعدہ جلا دل اور بھی

سخت جانی تھی مری دشمن کے آڑے آ گئی
اک نیا بھروپ بدلا ہر جگہ اس عشق نے

بات ہم عاشق مزاجون کی یہان بھی چلگئی
کیا تماشا ہی کہ سحر اعجاز دکھلانے لگا

اب اسی کروٹ ذرا آرام ملتا ہی ہمین
ضبط پھانسی دیگا کیا پھندا گلے مین ڈالکر

اشعار (۲۴)

جو نہونا تھا وہ اے چرخ جفا جو ہوگیا
زلف مین بل رخ پہ نور آنکھون مین جادو ہوگیا

ایک دل سے زور سے دنیا پہ قابو ہوگیا
دلکے زخمون کی چمک سے گرم پہلو ہوگیا

اُف ری بیدردی کہ نیلا اُن کا بازو ہوگیا
کاجل آنکھون کا سوادِ چشمِ آہو ہوگیا

ہو بھلا اے ضبط تیرا گرم پہلو ہوگیا
چھا منہ سے عارض پہ دستِ شوق گیسو ہوگیا

صد زبانِ شکوہ پر ایک ایک آنسو ہوگیا
دل پہ جب قابو ہوا دلبر پہ قابو ہوگیا

درد ہی سے ہو مگر آباد پہلو ہوگیا
چاند پر کالی گھٹا عارض پہ گیسو ہوگیا

کیا ہوا گر ایک سب پے قابو پہ قابو ہوگیا
سرد مہری سے تمھونکی گرم پہلو ہوگیا

کُند خنجر مضمحل قاتل کا بازو ہوگیا
لب پہ نالہ دل مین درد آنکھون مین آنسو ہوگیا

تکیہ سر قبر مین حورون کا زانو ہوگیا
پھیل کر سرمہ تری آنکھون مین جادو ہوگیا

تکیہ پہلو ہمارا دردِ پہلو ہوگیا
اسقدر آنسو پئے پینے کہ اچھو ہوگیا

کہتے ہین بیمار کی حالت نہ دیکھی جائیگی
طرزِ رحم اُن کا دل آزاری کا پہلو ہوگیا

دستِ قاتل سے لپٹکر روک لیتا ہی یہی
حرزِ جانِ عاشقان تعویذِ بازو ہوگیا

جب بڑہا دردِ محبت مل گیا لطفِ وصال
دل جو ہاتونسے دبایا گرم پہلو ہوگیا

بارِ اُلفت کے اُٹھانیکی جو عادت تھی فروغ
پھول سینہ پر مرے قاتل کا زانو ہوگیا

ردیف باے موحدہ

غزل ۵۵ — **غزل** — اشعار (۱۰)

گوشِ گل تک کب پہونچتی ہی صداے عندلیب
آسمان سر پر اُٹھاتی ہی اُٹھاے عندلیب

گر مرے غنچہ دہن کو دیکھ پاے عندلیب
پھر تو پھولون کا چمن مین منہ چڑہاے عندلیب

میرے نالون سے ڈرو دیکھو گلِ صد برگ کو
ٹکڑے ٹکڑے دلکو کرتی ہی صداے عندلیب

گل کی شب ہو جو خواب ناز مین وہ رشکِ گل
باغبان کہدے نہ آتا غل مچاے عندلیب

دامن کو صبا نے پھولونکی چادر کر دیا
جال یہ اچھا بچھایا ہی براے عندلیب

عشق کیسا ہر گلِ تر اُسکی نظرونسے گرے
باغ مین تجھ کو جو اے گل دیکھ پاے عندلیب

مین بغیر اُس گلبدن کے باغ مین جاؤن اگر
شاخِ گل پر بیٹھکر مجھکو جلاے عندلیب

باغ مین اے گل اگر تو ہو خرامان ناز سے
فرشِ گل کیا ہر قدم آنکھین بچھاے عندلیب

مسکراتے ہین گلونکے ساتھ وہ بھی باغ مین
اُڑ رہے ہین کیا ہنسی مین نالہ ہاے عندلیب

گفتگو سن لی جو اُس غنچہ دہن کی اے فروغ
باغِ عالم مین نہ گل کو منہ لگاے عندلیب

ردیف بائے فارسی

غزل نمبر ۵۹

غزل

اشعار (۱۲)

ہر مرتبہ جو کرتے ہین مجھپر جفائین آپ
اک بار کیون نہ خاک مین مجکو ملا ئین آپ

تمہید اسکو سمجھین گے اظہار عشق کی
ہم اپنا حال دل اُنہین کیونکر سنا ئین آپ

سینہ سے دل تڑپ کے نکل جائیگا ابھی
پہلو سے میرے اُٹھکے نہ للہ جا ئین آپ

الزام اپنے عشق کا مجکو نہ دیجیے
دلبر ہو اختیار کسی کا بنا ئین آپ

غیرون سے اور آپ سے ہو گی نہ رسم و راہ
ہان ہان مجھے یقین ہے قسمین کھا ئین آپ

تکلیف آپ کی نہین منظور بعد مرگ
ہین بار تو نہ پھول بھی میرے اُٹھا ئین آپ

تاثیر جذب عشق دکھاؤن تو یہ حسین
محفل اُٹھ کے مجکو گلے سے لگا ئین آپ

بھرتا ہی سرد آہین کوئی سوختہ جگر
چلتی نہین ہوا تو انکو ٹھنڈی ہوا ئین آپ

قصہ شب فراق کا چھیڑا جو رات کو
بولے بگڑ کے نیند نہ میری اُڑا ئین آپ

مدت سے انتظار ہے اس بات کا مجھے
آنکھوں سے آؤن گر مجھے جھوٹون بلا ئین آپ

آخر زبان منہ مین ہے کب تک سنے کوئی
مشفق ہنسی ہنسی مین خفا ہو نجا ئین آپ

غزل نمبر ۶۰

کیا کیا نہ رنج اٹھائے محبت مین اے فروغ
کیونکر کسی حسین سے اب دل لگا ئین آپ

اشعار (۱۲)

غزل

شرم سے ہوتی ہے نیچی وہ نظر آپ سے آپ
نازکی ہے کہ لچکتی ہے کمر آپ سے آپ

درد کی ہوک اٹھی دل مین اُدھر آپ سے آپ
آگیا غم سے ادھر منہ کو جگر آپ سے آپ

موت سے کم نہین کچھ اُنکے بگڑنے کی ادا
اک چھری پھیر کے پھرتی ہے نظر آپ سے آپ

دست گستاخ کا ہے جرم صبا کا نہ قصور
بل کی لیتی ہے تری زلف و کمر آپ سے آپ

غل ہے رند و ممین کہ گلشن میں بہار آ پہنچی
مشتعل ہو بلبل رہی ہے خبر آپ سے آپ

آج آئیگا مقرر کوئی خورشید جمال
کچھ نظر آتا ہے روشن گھر آپ سے آپ

خود بخود کوئی کلیجہ کو ادھر ملتا ہے
اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں ادھر آپ سے آپ

قاصد اُسنے مرا دُکھ درد نہ تو کچھ کہا
ہوتی ہے دلکی اسے دلکو خبر آپ سے آپ

خاک کیوں ڈالتے ہو جذبِ محبت پہ مرے
کبھی اور آئے بھی تم میرے گھر آپ سے آپ

گر نہیں چاہنے والا کوئی آئینہ تو ہے
کیا لڑاکا ہے کہ لڑتی ہے نظر آپ سے آپ

ناتوانی میں بھی جاری ہے نشست و برخاست
دل جو بیٹھا تو اُٹھا دردِ جگر آپ سے آپ

دل پریشان ہے تو گیسو بھی پریشان ہیں فروغ
جب محبت ہو تو ہوتا ہے اثر آپ سے آپ

ردیف تائے فوقانی

غزل نمبر ۶۱

غزل

اشعار (۱۴)

تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات
آیا وہ ماہ رو نہ مرے گھر تمام رات

رویا کیا میں باغ میں شبنم کی طرح سے
آیا نہ جب وہ رشکِ صنوبر تمام رات

افشان کے ذرہ گر کے بچھونے پہ یار کے
چمکا کئے بصورت اختر تمام رات

اے دل جو پاس اپنے وہ آرام دل نہو
سوؤں بغیر اُسکے میں کیونکر تمام رات

بوس و کنار کا جو مزا وصل میں ملا
سویا لپٹ کے وہ دلبر تمام رات

جانے دیا نہ گھر میں جو دربان نے بے طلب
بیٹھا رہا میں یار کے در پر تمام رات

ساقی بھی تھا شراب بھی تھی ابر بھی تھا
کیا کیا چلا ہے بزم میں ساغر تمام رات

کمسن تھا خوفِ وصل جو دلمیں سما گیا
آئی نہ نیند یار کو دم بھر تمام رات

نکلا نہ شرم سے مہ تاباں کہ وصل میں
الٹے نقاب وہ رُخِ انور تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا آیا نہ وہ مگر
چمکا نہ میرے بخت کا اختر تمام رات

افشاں گری جبین قمر سے جو چھوٹ کر
چمکی جھپک کے صورتِ اختر تمام رات

اڑتی ہے نیند اور مری اس خیال میں
سوتا ہے کوئی چین سے کیونکر تمام رات

غصہ ہے سب کو شیفتہ چشم ناز پر
آنکھیں دکھایا کرتے ہیں اختر تمام رات

آرائش ان کو مد نظر ہے جو اے فروغ
زلفیں بنایا کرتے ہیں دن بھر تمام رات

ردیف تائے ہندی

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۹)

دلپر پڑی جو میں نے بچائی جگر کی چوٹ
خالی گئی ہے کب تری ترچھی نظر کی چوٹ

زخم بدن بھلے ہیں تو اچھی ہے سر کی چوٹ
ظالم بہت بری ہے یہ دل کی جگر کی چوٹ

دلکو قرار ہے نہ جگر کو قرار ہے
دشمن پہ بھی پڑے نہ الٰہی نظر کی چوٹ

تقدیر میں لکھا ہے کہ سر سے پھوڑوں سر
کس کو نصیب ہے یہ کہ دیوار و در کی چوٹ

ہم خاک میں ملے بھی تو لگتا نہیں ہے چین
اب روکنا پڑی تری نیچی نظر کی چوٹ

داغوں کی انتہا ہے نہ ہے آبلوں کی حد
کیا کیا ابھر رہی ہے ہمارے جگر کی چوٹ

تیری نگاہ ہے جگر و دل کی تاک میں
کب تک کوئی بچائے ادھر اور ادھر کی چوٹ

کھینچی جو آہ سرد تو درد اور بڑھ گیا
ٹھنڈی ہوا کے کھلنے سے ابھری جگر کی چوٹ

اب آنکھ سے مقابلہ ہے دل کا اے فروغ
ہر وقت کی لڑائی ہے شام و سحر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیا سبب وہ جو نہ آئے مرے گھر کیا باعث
میرے نالون کا ہوا کیون نہ اثر کیا باعث

اے قمر کون بتائے ہمین کس سے پوچھین
نہین ہوتی شبِ فرقت کی سحر کیا باعث

ہم اسی فکر مین معدوم ہوئے جاتے ہین
تری ثابت نہین ہوتی ہے کمر کیا باعث

جانِ جان کیون رخِ روشن ہے نہان زلفون مین
آج روپوش ہے بدلی مین قمر کیا باعث

شاید آیا ہے کسی کے درِ دندان کا خیال
ہے گہربار جو یہ دیدۂ تر کیا باعث

اے نسیمِ سحری آئی جو تو گلشن سے
لائی اُس غیرتِ گل کی نہ خبر کیا باعث

شام ہی سے شبِ فرقت مین خیال آتا ہے
بولتے کیون نہین مرغانِ سحر کیا باعث

چمن کوچۂ دلدار مین سنتے ہین ہم
نہین ہوتا ہے ہوا کا بھی گذر کیا باعث

خیر تو ہے کہو کس نے تمہین بھڑکایا ہے
کس لیے رہتے ہو آمادۂ شر کیا باعث

راہ اک روز تو درپیش عدم کی ہے قمر
پھر فراہم نہ کیا زادِ سفر کیا باعث

ردیف جیم عربی

غزل ۶۴ — غزل — اشعار (۹)

چھلونکی گل کے عشق مین ہر تن کو احتیاج
پھولون کی ہے بہار مین گلشن کو احتیاج

مشعل کی روشنی نہین درکار ماہ کو
کیا شمع کی ترے رخِ روشن کو احتیاج

ابرو ہین یا کھینچی ہوئی ہین دو سروہیان
شمشیر کی نہین تبتِ پُرفن کو احتیاج

مشاطہ سے ہی حسن کی آرائش اے پری
ہی باغبان کی زینتِ گلشن کو احتیاج

زنجیر بھاری چاہیئے سودائے زلف مین
طوقِ گران کی ہی مری گردن کو احتیاج

مجھ سخت جان کی فکر ہی شمشیرِ یار کو
شاید ہوئی ہی سنگ کی آہن کو احتیاج

جوشِ جنون مین مجکو ہی صحرا کی جستجو
ہی خارِ دشت کی مرے دامن کو احتیاج

زینت سے فائدہ نہین مٹی کے ڈھیر کو
کیا شامیانے کی مرے مدفن کو احتیاج

غزل ۶۵ — اشعار (۱۳)

ہی خودبخود روان فرسِ عمر اسے فروغ
مہمیز کی نہین اسی توسن کو احتیاج

غزل

آئے اثر تو نالو مین اتنا کہین سے آج
کمبخت آسمان کو ملا دون زمین سے آج

ڈوبین فلک پہ تا یو ہین تارے شبِ وصال
افشان چھڑا رہے ہین وہ اپنی جبین سے آج

آیا ہی کون میری لحد پر پسِ فنا
جاتی ہی خاک چرخ پہ اُٹھکر زمین سے آج

مین اور خدا نخواستہ دشمن کو دون دعا
مطلب نکالنا ہی تمھاری نہین سے آج

پردہ مین درد کے اُسے دلمین بلائینگے
ہم بھی ملین گے یون کسی پردہ نشین سے آج

جھک کر کمان پہنچگئے ٹوٹین یہ دستِ شوق
مجکو بھی رشک ہی نگہہ شرمگین سے آج

لذت سوالِ وصل کی کردے گی منہ کو بند
نکلے گی بات بھی نہ لبِ نازنین سے آج

کاٹون گا اُس کے آگے اسی تیغ سی گلا
نکلے گا کام یار کی چینِ جبین سے آج

لی تھین جنھون کل جگر و دل مین چٹکیان
دُکھ درد کھ رہے ہین ہم اپنا انھین سے آج

منہ ڈھانک نکلتے ہین دوست کفن سے جو بعد مرگ
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

دلبر تو جو ہی وہ ہی اُن کی چال سے
گذری ہی اُس پہ کیا کوئی پوچھے زمین سے آج

ہنس ہنس کے کوئی کرتا ہی اقرار اس طرح
یہ تیری ہان بھی کم نہین ظالم نہین سے آج

غزل ۲۶

شانہ ہلا رہے ہین وہی قبر مین فروغ
کمبخت سابقہ ہی یہان بھی انھین سے آج

اشعار (۱۳)

غزل

سوسن خجل ہی برگ گل یاسمین سے آج
مسی چھٹی ہوئی ہی لب نازنین سے آج

نکلیگا اب زبان سے کیا دل کا مدعا
لکھا ہی حالِ دل کسی پردہ نشین سے آج

محشر مین بھی کسی سے کہین گے نہ حالِ دل
فریاد ہم تمھاری کرینگے تمھین سے آج

تمنے مجھے گلے نہ لگایا تو کیا ہوا
لپٹی ہین حسرتین دل اندوہگین سے آج

صدمے سے میری قبر کے ہو اس کا دل بھی چاک
لون خاک مین ملانیکا بدلا زمین سے آج

دل سے ہمارے نکلا ہی ارمان شبِ وصال
اُٹھا ہی اس جہاز کا لنگر یہین سے آج

بڑھتا ہی اور شوق جو میرا شب وصال
محجوب وہ بھی ہین نگہ شرمگین سے آج

ایسی ڈری ہی آپ کی ترچھی نگاہ سے
فریاد جا کے لپٹی ہی چرخ برین سے آج

آنکھین جھپک کے تارونکی جھلکین
آنچل سرک گیا جو رخ مہ جبین سے آج

دیکھی کوئی حضور کی ترچھی نظر ہوئی
کیون آپ ڈر گئے نگہ واپسین سے آج

سمجھا ہے بات حسن کی آنکھین جھکی ہین
شوخی کی ضد ہی یہ نگہ شرمگین سے آج

الفت مین بے سبب کی یہ خود رفتگی نہین
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

دھر سے چلے دیکھتا ہی فروغ آسمان کو
ملنے کا وعدہ ہو نہ کسی مہ جبین سے آج

ردیف جیم فارسی
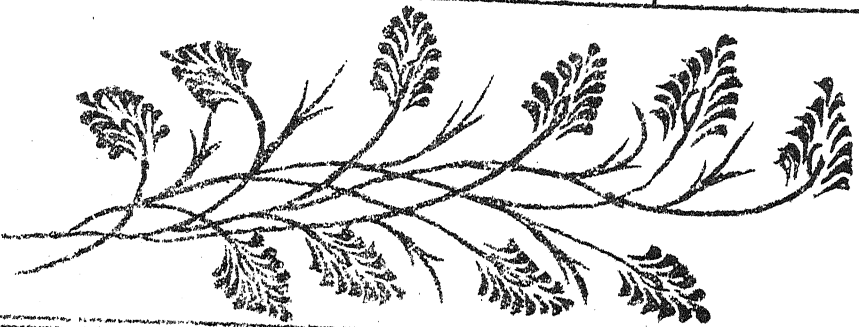
غزل ۲۶ — غزل — اشعار (۱۲)

نہ اتنا تو اپنے کو اے یار کھینچ
اگر کھینچنا ہی تو تلوار کھینچ

کہاں روزِ محشر کہاں ہیں ضعیف
نہ اتنا بھی اے شوقِ دیدار کھینچ

اری یہ تو بیٹھا ہی حسرت کیطرح
مرے دل سے ظالم نہ سوفار کھینچ

لٹکنے دے میری لحد پر ذرا
نہ دامن کو تو وقتِ رفتار کھینچ

مرے ہجر کے دن کو بھی کاٹ دے
صفائی دکھا اپنی تلوار کھینچ

نہ اے دل تو کر یادِ گیسو میں آہ
نہ زنجیر کو اے گنہگار کھینچ

مصور ہی جب لطفِ تصویرِ یار
کچھ انداز رفتار و گفتار کھینچ

نہ کر اُنکے مژگان کا اے دل خیال
نہ کانٹوں میں تو مجکو ہر بار کھینچ

کہانتک اُٹھائے کوئی رنجِ ہجر
ہے مشکل کٹے تو جو تلوار کھینچ

لگا دیگا آگ اور سونے درون
نہ اے دل اب آہ شرربار کھینچ

ثمرہ پہ نہ رکھ انکو اے ضبطِ عشق
نہ سولی پہ اشکو نکو ہر بار کھینچ

ہی تصویرِ دشمن کے پاس اے فروغ
تصور میں تو صورتِ یار کھینچ

ردیف حائے مہملہ

غزل ع ۶۸ — غزل — اشعار (۱۳)

توڑینگے ای جنون در زندان کسطرح
دیکھینگے چلکے سیر بیابان کسی طرح

چھوڑیگا تو نہ الفت جانان کسی طرح
مانیگا تو نہ ایدل نادان کسی طرح

ٹلتی نہین ہی آفت ہجران کسی طرح
ہوتا نہین ہی وصل کا سامان کسی طرح

روٹھا رہا وصال مین بھی یار رات بھر
نکلے ہمارے دلکے نہ ارمان کسی طرح

کھولے ہوے وہ بالون کو پھرتی ہین اسلیے
منظور ہی کہ ہون مین پریشان کسی طرح

گھٹتا ہی دم نہ وصل کے وعدے پہ چپ رہو
للہ اب تو منہ سے کہو ہان کسی طرح

بڑھکر ہلال عید سے بھی ہمکو ہو خوشی
دیکھین جو تیغ یار کو عریان کسی طرح

محفل مین ہو ترا رخ روشن جو بے نقاب
پروانہ ہون نہ شمع پہ قربان کسی طرح

دیتا ہون طول روز قیامت کا واسطہ
للہ کم ہوا ے شب ہجران کسی طرح

چبھتے ہین خار غم مرے دل مین ہزارہا
جاتی نہین تصور مژگان کسی طرح

کیونکر بھلا وہ جائینگے صبح شب وصال
مین ہاتھ سے نہ چھوڑونگا دامان کسی طرح

برباد کرنہ میری جوانی کو عشق مین
اب بھی سمجھ تو ایدل نادان کسی طرح

غزل ع ۶۹ — مشکلکشا کا وسیلے مین بندہ ہون ای فروغ
مشکل مین بھی نہونگا ہراسان کسی طرح — اشعار (۲۲)

غزل ع ۶۹ — غزل

ملتے بھی ہو جو ہمسے تو جلاد کیطرح
چلتے بھی ہو تو خنجر فولاد کی طرح

اب مرہی کے اٹھینگے تمھاری گلی سے ہم
اب بیٹھ ہی گئے دل ناشاد کی طرح

بیداد دوست سے ہمہ تن شکوہ ہم ہوئے
ہر زخم تن ہی ہوا لب فریاد کی طرح

مایوس زندگی سے بھی ہو ہمین شب فراق
پھر بھی وفا کرے کی نہ جلاد کی طرح

مدت سے جھلملا ہی رہا تھا چراغ زیست
آخر کو بجھ گیا دل ناشاد کی طرح

سمجھا ہو تجکو رحم کے قابل نہ یار نے
نالے عدو کے ہین مری فریاد کی طرح

خنجر نے رحم مین بھی دیا ساتھ وقت ذبح
پھر بھی پلٹ گیا رخ جلاد کی طرح

محفل مین انکو دیکھ کے پہلو مین غیر کے
بیٹھا تو ہین مگر دل ناشاد کی طرح

تمنے کیا جو منع تو ضد ہی یہ غیر کو
کمبخت بات کرتا ہی فریاد کی طرح

ہے شاد شوق دید مین وہ شوق قتل مین
بشاش دل بھی ہی رخ جلاد کی طرح

دیکھو نہ مجکو دیکھ کے محفل مین سوئے غیر
پھیرو نہ آنکھ خنجر بیداد کی طرح

کیا پوچھتے ہو تم شب وعدہ کا تجھسے حال
آنکھین بھی وا رہین لب فریاد کی طرح

آپ اپنی نازکی کی طرف کیجیے خیال
کیون عہد توڑیے دل ناشاد کی طرح

آسرے ہو وقت نزع تو دلکو سنبھال لو
پردرد ہچکیان بھی ہین فریاد کی طرح

ہے فکر آب و دانہ عنادل کو باغ مین
حاجت کہان ہی خانۂ صیاد کی طرح

عشق مژہ بدن مین جو دوڑے لہو کیساتھ
کھٹکے رگون مین نشتر فصاد کی طرح

یہ کون میری قبر پہ محو خرام ہی
تجنے صدا جو دیتے ہین فریاد کی طرح

شاکی ہی کس کے جور کا شمشاد باغ مین
ہے کیون بلند ہو مری فریاد کی طرح

دیکھون تو کس طرح نہین سنتا وہ بیوفا
اظہار راز دل بھی ہو فریاد کی طرح

کیا انکو روکتا کوئی صبح شب وصال
قابو ہی مین نہ تھے دل ناشاد کی طرح

اظہار جور ہے ہی مرا صبر بھی دلیل
ہین طور خامشی کے بھی فریاد کی طرح

ایذا ہنوز رونا اسیری کی ہے فروغ
کیا تنگ ہی قفس کف صیاد کی طرح

ہی عید مین وعدہ جو گلے ملنے کا اُسنے
آتا ہی مجھے اسلیئے ماہِ رمضان یاد

ہو جہہ نہین ہچکیان آتی ہین چمن مین
بیشک سبب مجھے کرتا ہی کوئی غنچہ دہان یاد

ہی وصل تصور سے مجھے ہجر کہان ہے
پاتا ہون وہین یار کو کرتا ہون جہان یاد

ہو جاتے ہو کیون چُپ طلب بوسہ لب پر
تمکو نہ نہین یاد ہی اے یار نہ ہان یاد

وہ ابر وہ ساقی وہ چمن وہ مئے خوشرنگ
آتا ہی مجھے فصل بہاری کا سمان یاد

مین عرض جو کرتا ہون کہ وعدہ پہ نہ آئے
کس ناز سے فرماتے ہین تھا ہی کہان یاد

جب دیکھتا ہون باغ مین غنچہ کو مین اے گل
آتا ہی ترا پھول سا وہ تنگ دہان یاد

گرتی ہی شب ہجر مین بجلی مرے دلبر
ہنسنا ترا آتا ہی جو اے جان جہان یاد

کیونکر ہو بھلا ہوش مجھے جان کا اپنی
رہتی ہی محبت مین کوئی بات کہان یاد

کیا ہون مین فرغ اُسنے بھلا وصل کا سائل
اُنکو بجز انکار ہی اقرار کہان یاد

ردیف ذال

غزل [illegible] — **غزل** — اشعار (۹)

ترے سینے سے لپٹ کر ترا پیارا تعویذ
شوق کو میرے بھی دیتا ہی سہارا تعویذ

تم شب وصل اُتارو جو گلے سے اپنے
صدقے ہونیکا کرے مجھکو اشارا تعویذ

سر چڑھانا تھا نہ اتنا بھی مری جان اسے
کاکلون سے اب اُلجھتا ہی تمہارا تعویذ

جب ہی رہتے ہین یہ سینہ پہ کسی کمسن کے
دینگے جوبن کو اُبھرنے کا سہارا تعویذ

تیغ وہ مجھپہ اُٹھاتے ہین بچانیکو مرے
اُنکے بازو سے ہی لپٹا ہوا پیارا تعویذ

نقش جب ہی کسی کافر پہ نہین چلتا ہی
نہ اثر ہجر مین کرتا ہی ہمارا تعویذ

دل بیتاب جو ٹھیرے یہ اثر مجھ مین کہان
مری تربت کا یہ کرتا ہی اشارا تعویذ

فرقت غیر مین تسکین کی حاجت تو نہین
رشک کے تیر لگاتا ہی تمہارا تعویذ

اُن کے سینہ سے لگا رہتا ہی ہر وقت فروغ
ہائے کس چین سے کرتا ہی گزارا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

غزل

غزل ۳۷ — اشعار ۱۱

رشک اور مار ڈالے گا اتنا خیال کر
اے درد ہجر تھم نہ مرا غیر حال کر

آنکھین نہ دشمنون نے بچھائی ہون راہ مین
رکھتے ہین کیون قدم وہ زمین پر سنبھالکر

برباد کر نہ دلکو ٹھکانا ہی یہ ترا
میرا خیال اگر نہین اپنا خیال کر

حسرت یہی ہین جو دل سے نکالو تو لطف ہی
کیا شاد ہوتے ہو مجھے گھر سے نکال کر

پردہ نشین ہین آنکھ مین آنکھون مین ہی مژہ
رہتے ہین سات پردون مین چلمن کو ڈال کر

دے اس ادا پہ جان نہ کوئی تو کیا کرے
تلوار اُٹھا رہے ہین وہ پٹکا سنبھال کر

تو نازنین ہی یار تو نازک چھری بھی ہو
مجھ ناتوان کو نیچی نظر سے حلال کر

خنجر پھرا ہی حلق پہ کس بیگناہ کے
نادم ہی اپنے منہ کو گریبان مین ڈال کر

کانٹا ہی پھول مین کہین ہاتھون مین چبھ نجائے
دل لیجیے حضور یہ حسرت نکال کر

ظالم جفا شعار ستمگار بے وفا
کہتا ہون سب کچھ اُنکو زمانے پہ ڈال کر

ٹھیرا ہی مشکلون سے دل مضطرب فروغ
احباب لے چلین مری میت سنبھال کر

غزل

جو علیؑ کا ہی عدو ہی وہ محمدؐ کا عدو — ہوگا دشمن کا یقین دوست کو بھی دشمن پر

جوہر اس آئینہ مین ہوتے ہین پیدا کیا کیا — بال آتے ہین جو اُٹھ اُٹھ کے رخ روشن پر

اثر افسردہ دلی کا یہ پس مرگ بھی ہے — شمع بجھ جاتی ہے جو روشن ہو مرے مدفن پر

کشتۂ نیم تبسم ہون یہین تا ثابت ہو — رکھتے ہین پھولونکی کلیان وہ مرے مدفن پر

ہین جو تھا عاشق قامت تو قیامت پس مرگ — ناز کرتی ہوئی آئی ہی مرے مدفن پر

طلب بوسہ پہ دل پھیر کے بولے وہ **فروغ** — ایسے اوچھون کا ہوا احسان مرے دشمن پر

غزل [?]

غزل

اشعار

قہر ہی جان مین دون جلکے رخ روشن پر [?] — وہ کبھی شمع جلائین نہ مرے مدفن پر

صاف یہ دود سر شمع سے روشن ہی کہ شمع — بال کھولے ہوئے روتی ہی مرے مدفن پر

صاف دل جو ہین کسی پر نہین کرتے سبقت — تیرتے آب کو دیکھا نہ کبھی روغن پر

حشر مین کہتے ہین تھی خواہش وصل آپ ایسے — خون بھی رکھتے ہین میرا وہ مری گردن پر

زندگی مین تو نہ الفت ہوئی لیکن پس مرگ — پڑھتے ہین سورۂ اخلاص مرے مدفن پر

بیکسی پر مری رو رو کے بہاتا ہی یہ اشک — ابر تھم تھم کے برستا ہی مرے مدفن پر

وہم آتا ہی نہ ٹھکرا مری تربت ظالم — نام کندہ ہی ترا لوح سر مدفن پر

سرنگون رہتی ہی کیون تیغ تری اے قاتل — خون کس بیکس و ناشاد کا ہی گردن پر

مر گیا مین تو مجھے حرز کی حاجت کیا ہی — کوئی تعویذ بنائے نہ مرے مدفن پر

طالب دید بہت تار نظر کثرت سے — چلمنین ہین تری دیوار کی ہر روزن پر

منتظر ہی کہ کوئی فاتحہ آکر پڑھ جائے — شمع اک پاؤن سے استادہ ہے مرے مدفن پر

ذبح کر شوق سے مجھ زار کو تو اے قاتل — خون بھی تھمین نہین ہو جو تری گردن پر

حسرت و رنج ہی یا بیکسی و تنہائی ہی — انھین دو چار سے رونق ہی مرے مدفن پر

غزل ۲۵۳	اُنکے کھنچنے پہ چلا منزلِ اُلفت مین فروغ ہوا رہبر کا مسافر کو گمان رہزن پر	اشعار (۱۹)

غزل

کیون چشمِ لطف ہی مرے حالِ تباہ پر
دونون جہان نثار تری اک نگاہ پر

غصہ کی ہی نظر جو دلِ خیر خواہ پر
سولی پہ بھی چڑھا کہ چڑھا ہی نگاہ پر

مائل کوئی جفا پہ ہی کوئی وفا پہ ہی
تم اپنی راہ پر ہو تو ہم اپنی راہ پر

دل پر ہی ایک ہاتھ جگر پر ہی ایک ہاتھ
آنکھین لگی ہوئی ہین تمھاری نگاہ پر

دیکھا ہی کس سے جاتا ہی حالِ مریضِ غم
رحم آئے کیا اُنھین مرے حالِ تباہ پر

موقع ہی لطف شرم اُٹھانے کا قبر مین
قربان میری روح ہو پہنچی نگاہ پر

رہتی ہین کاکلین بھی پریشان حضور کی
ہنسئے نہ اسقدر مرے حالِ تباہ پر

کیونکر جھکائے نہ وصل مین انصاف شرط ہی
شرم اپنا بوجھ ڈال رہی ہے نگاہ پر

محشر مین رعبِ حسن سے مُنہ بند ہی مرا
بیداد ہو رہی ہی نئی دادخواہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

کوچہ سے میرے جانے لگے ہین عدو کے گھر
کچھ کچھ وہ مدتون مین اب آئی ہین راہ پر

غصہ سے اُنکے حشر مین بھی کانپتا ہون مین
ڈر ہی برس پڑین نہ کہین دادخواہ پر

جلتی ہین دل پہ رشک کی چھریان شبِ وصال
لاکھون گمان ہین ایک پریشان نگاہ پر

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
بگڑے وہ اور بھی مری فریاد و آہ پر

ظالم ترے ستم کی طرح حشر مین کہین
انصاف بھی نہ ٹوٹ پڑے دادخواہ پر

پڑتی ہی بزمِ دوست مین دشمن کی جب آنکھ
وہ ناتوان ہون کہ چڑھا ہون نگاہ پر

رہتے ہین منہ پھرائے ہوئے میری سمت سے
کھاتے ہین یون ترس مرے حالِ تباہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

غزل ۶۸	ڈر تھا جو اسے فروغ کسی بدگمان کا ڈالی نہ ہمنے آنکھ رخِ مہر و ماہ پر	اشعار (۱۶)

غزل

چھین لیتی ہین دل آنکھین تری جادو ہو کر
شیر کو صید کیا کرتی ہین آہو ہو کر

دھیان پھر کیا مجھے رونے مین ہو رسوائی کا
شرم بھی بھ گئی جب آنکھ سے آنسو ہو کر

چار پھولون کا ذرا بادِ صبا دھیان رہے
آئے گلشن سے مری قبر پہ جب تو ہو کر

شعلۂ حسن سے شاید کہ دھوان اٹھا ہی
تیرے رخ پر جو نظر آتا ہی گیسو ہو کر

انکساری جنھین دنیا مین پسند آئی ہی
وہی آنکھونپہ جگہ پاتے ہین ابرو ہو کر

تو سدھارا مرے پہلو سے جو صبح شبِ وصل
رہ گیا گھر مرا جنگل کی طرح ہو ہو کر

دیکھکر تجھکو عجب طرح سے تارے ٹوٹے
گر پڑے دیدۂ مشتاق کے آنسو ہو کر

زیر ابرو تری آنکھون نے جگہ پائی ہی
بیٹھے ہین سایہ مین تلوار کے آہو ہو کر

بزم مین پاسِ ادب سے ہی کھڑی شمع حضور
بیٹھے اک پانون سے کسطرح دو زانو ہو کر

مجھپہ کچھ ہی نہین اے یار اثر سوزِ فراق
شمع گھل گھل کے بہی جاتی ہی آنسو ہو کر

چند قطرے تھے لہو کے جو ہمارے دل مین
بہہ گئے حیف رہی آنکھ سے آنسو ہو کر

عیب یہ ہی کہ صدا انمین نہین ہی ورنہ
پڑتے تارے تری پازیب مین گھنگرو ہو کر

اس سبب سے وہ کیا کرتے ہین مجھ زار کو یاد
ہچکیون ہی مین نکل جائے دم اچھو ہو کر

تارے کب ٹوٹتے ہین مجھکو فلک روتا ہی
دیدۂ چرخ سے گرتے ہین یہ آنسو ہو کر

کیا نزاکت تھی پڑین موج صبا سے شکنین
رہ گیا جامۂ گل باغ مین اتو ہو کر

سامنا وصل مین بھی ہی شبِ فرقت کا فروغ
نظر آتی ہی وہی یار کا گیسو ہو کر

غزل

شکوۂ ضعف بھلا لب پہ نہ لائین کیونکر
بات یہ ہے کہ ترے ناز اٹھائین کیونکر

نشۂ حسن و جوانی سے ہے تو بھی بیہوش
پھر زخود رفتہ ترے ہوش مین آئین کیونکر

حسرت ذبح کو بھی قتل حیا کرتی ہے
آنکھ اٹھ سکتی نہین تیغ اٹھائین کیونکر

کرگئے خون امید و نکا وہ دل مین رہکر
ہم اس اجڑی ہوئی بستی کو بسائین کیونکر

روکتا کوئی نہین غیر کے گھر جانے کو
شرم مانع ہے مری لاش پہ آئین کیونکر

تیرے دیوانے ہین کسطرح نہ وہم آئی انھین
یہ بھلا تھا کہ اڑائین تو اڑ ائین کیونکر

غم کے پہلو سے یہ ضد ہے کہ حیا بھی نہ رہی
بزم ماتم مین وہ منہ ڈھانک کے آئین کیونکر

نزع مین ہچکیونسے موت کا دھیان آہی گیا
جو ہمین یاد کرے اسکو بھلائین کیونکر

قید سے شرم کہین چھوٹ نجائے ڈر ہے
نیچی نظرونکو اٹھائین تو اٹھائین کیونکر

یہ حیا بھی ہے نرالی کہ گمان ہے سب کو
فکر ہے وصل عدو کی سر اٹھائین کیونکر

ترچھی نظرین بھی کسی کی نہین خالی جاتین
دل بچے بھی تو کلیجے کو بچائین کیونکر

انتظار آنکھ جھپکنے نہین دیتا اے شوق
نیند بھی بنکے شب وعدہ وہ آئین کیونکر

غزل عنہ — کبر و نخوت سے بری ضعف نے رکھا ہے فروغ
کہ نظر اٹھ نہین سکتی سر اٹھائین کیونکر — اشعار (۱۲)

غزل

تاب رفتار نہین آپ مین آئین کیونکر
ناتوان یون جو نہ ڈھونڈین تجھے پائین کیونکر

جان اپنی سمجھے سمجھین نہ اگر اے قاتل
بات یہ ہے کہ عدو جان بچائین کیونکر

سحر وصل مزا دینگی یہ الٹی باتین
دیکھنا ہے کوئی لیتا ہے بلائین کیونکر

انکو باتین ہی بنانے سے کہان مہلت ہے
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائین کیونکر

نیند مین ایک فنا سی ہے جھلک موت کی بھی
وہم آتا ہے انھین خواب مین آئین کیونکر

چادر گرد یتیمی مین چھپین کیون نہ گہر
آبرو پھر سر بازار بچائین کیونکر

کب ہی نرگس کو ہوا سے یہ چمن مین جنبش
اور پھر لیتے ہین آنکھون سے بلائین کیونکر

فتنۂ حسن و جوانی سے نہین آپ مین وہ
مل بھی جائین ہمین وہ تو انھین پائین کیونکر

آنے دیتے ہی نہین ترکِ وفا کا پہلو
ہم دعا کیلئے بھی ہاتھ اُٹھائین کیونکر

حسن کو ناز لطافت پہ نزاکت پہ اُنھین
پھر تصور مین بھی غیرونکے وہ جائین کیونکر

چھیڑکر تجھکو خفا کرنے سے حاصل ورنہ
شوق ہی ناز اُٹھانے کا اُٹھائین کیونکر

غزل ۱۸

ناز کی غیر حیا روسکتے ہین سب مل کر
وہ شبِ وعدہ فروغ آئین تو آئین کیونکر

اشعار (۱۲)

غزل

وعدے پہ مزا دیتا ہی رُک رُک کے نہین اور
کچھ بچتی نگاہون سے بھی ہوتا ہی یقین اور

ہوتا نہین اس سے مری باتونکا یقین اور
دل اور زبان اور حیا ان اور جبین اور

کب وصل کا انکار بھی خالی ہی فریب سے
وعدے تھے انھی انداز سے پھر کہدو نہین اور

غصہ مین ہی ماتھے پہ عرق بار شکن سے
کرتی ہی نزاکت پہ ستم چین جبین اور

ڈرتا ہون کہ خون شہدا رنگ نہ لائے
کچھ گل نہ کھلائے ترے کوچے کی زمین اور

ہر چوٹ سہی قلب نے مستانہ قدم کی
پڑتے ہین کہین پاؤن وہ رکھتے ہین کہین اور

بدعہد وہی کہتے ہین مین کچھ نہین کہتا
پھر کیجیے باتون پہ رقیبون کی یقین اور

قبضہ مین وہ دشمن کے ہی جو دوست کا گھر ہی
دل اور غم ہجر مکان اور مکین اور

وہ دیکھتے ہین جسکو گھبرا کے شبِ وصل
آنکھین ہین کہین خود ہین کہین دل ہی کہین اور

یہ شرم بھی کیا نام کو روشن نہین کرتی
پردے مین چھپے بیٹھے رہین پردہ نشین اور

مٹ جائیگا قسمت مین لکھا بھی ہی اگر وصل
دشمن درِ جانان پہ گھسین اپنی جبین اور

ہو جسکو حیا خواب مین بھی کیون وہ فروغ آئے
پھر اُسپہ یہ طرہ کہ ہین بے شرم ہمین اور

غزل

غزل ۸۲ — اشعار (۱۳)

دم بھر نہیں ٹکتے ہو تو ہوتا ہے یقین اور
یون آئے ہو گویا تمہیں جانا ہے کہین اور

کیا آپ وفا کے مری قائل نہین سچ سچ
ہے حسن ظن اے بندہ نواز اور یقین اور

کیا جلد ہوا جذب لہو گرتے ہی میرا
ہے خون کی پیاسی ترے کوچے کی زمین اور

کہتے ہین مری طرح برا غیر کو وہ بھی
یان ذہن نشین اور وہان ذہن نشین اور

تم ہاتھ جہان رکھ کے اٹھا لیتے ہو اپنا
پہلے سے بھی ہوتا ہے سوا درد وہین اور

آفت مین بھی اون ترے غصہ کی ادائین
گردن پہ چھری پھیرتی ہے چین جبین اور

جھوٹوں سے زمانہ مین کہین ملتا ہے دل بھی
ہے تیری زبان اور مگر میرا یقین اور

کیون روک لیا ہاتھ الگ ہوتی ہے گردن
ہان ہان ترے قربان بس اک وار یہین اور

پردے کی جھلک کم نہین بجلی کی چمک سے
چھپ چھپ کے ستم کرتے ہین پردہ نشین اور

دل لیکے وہ کہتے ہین نہین کام کا میرے
کچھ دیکھئے بھی الٹے ہوئے محبوب نہین اور

قسمت شب وعدہ مری چمکی کہ تمہاری
روشن ہوئی قطروں سے پسینے کی جبین اور

خود شوق کی دشمن ہے زخود رفتگیٔ شوق
وہ پاس ہمارے ہین مگر ہم ہین کہین اور

غزل ۸۳ — اشعار (۲۱)

کچھ کہتی ہین جھک جھک کے نگاہین بھی کسی کی
کچھ ہوتا ہے مجکو بھی **فروغ** اب تو یقین اور

غزل

کسیکو کب ترا رعب آنے دیتا ہے گھر پر
یہ خوب تو نے بٹھایا ہے پاسبان در پر

عدو کی ضد سے تو آئے ہو تم مرے گھر پر
پھر اُسکے منت کا احسان بھی ہے مرے سر پر

زہے نصیب کہ تم سا حسین مرا معشوق
بجا ہے رشک تمہارا مرے مقدر پر

نگاہ تیز سے دیکھا کسی نے قاصد کو
غضب ہوا کہ چھری پھر گئی کبوتر پر

[illegible] دم نہ آئے آئنہ لیکر
نگاہ شوخ کی بجلی گری سکندر پر

نگاہ اُنکی ہی مجھ سخت جانپہ یارب خیر
کہ ہو رہی ہی چھُری آج تیز پتھر پر

جواب اُنھین کیطرح اُنکی بات کا بھی نہین
کرین جفائین خود الزام ہی مقدر پر

یہ عادتین نہ بگاڑی ہوئی ہون غیرونکی
کہ وعدہ مجھ سے بھی ہی آج آؤن گا گھر پر

بچاؤ عکس کو تم اپنے قیدِ زینت سے
کچھ اور شک ہی مجھے آئینہ کے جوہر پر

مزا دکھا گئی آخر کو بدنصیبی بھی
کہ رحم آگیا اُنکو مرے مقدر پر

وہ روز کھایا کرین کاش جھوٹی ہی قسمین
مین خوش ہون ہاتھ تو رکھدیتے ہین مرے سر پر

سکھا رہی ہی دمِ ذبح تیز یان ابھی
یہ بے سبب نہین پڑتی نگاہ خنجر پر

سنبھالے کیا دلِ بیتاب کو کوئی ای درد
کہ ایک ہاتھ کلیجے پہ ایک ہی سر پر

شبِ وصال بھی کچھ چھیڑ چھاڑ رشک کی ہی
گمان ہی دیدہ مشتاق کا ہر اختر پر

مین بدگمان ہون یہ باتین خلافِ عادت ہین
کہ اب وہ آئینگے وعدہ مقرر پر

نہ کیون قرار دلِ مضطرب کو ہو پسِ مرگ
کسی کا نام ہی کندہ لحد کے پتھر پر

رکاوٹ آپکے وسیے بھی بڑھ گئے ہی اسمین
حضور نازکی چالین ہین ختم خنجر پر

بگڑ رہے ہین سمجھ کر وہ سنگِ در اپنا
نظر پڑی ہی جو میری لحد کے پتھر پر

جواب لے کے جو آیا ہمارے نامے کا
نگاہ رشک کی برچھی چلی کبوتر پر

مجھے یہ ڈر ہی کہ بے پردہ آج ہی وہ نگاہ
گرے تڑپ کے یہ بجلی نہ اہلِ محشر پر

اشعار (۲۱)	وفا کا ابھی جو انصاف چاہتا ہون فروغ وہ کہتے ہین کہ اُٹھا رکھو اُس کو محشر پر	غزل ۸۴

غزل

جدھر سے نکلے بچھین نظرین ہوئین پر
بھلا وہ اور قدم رکھین زمین پر

نہ بگڑو اس نگاہ واپسین پر
بڑھی تھی صدقے ہونیکو جبین پر

ادھر کی آہ اُدھر دلمین اُٹھا درد
ہمارے وار پڑتے ہین ہمین پر

جو پھوٹا آبلہ اے نشترِ غم — فلک ٹوٹا دلِ اندوہگین پر
اُٹھایا ہے جہان سے ہاتھ تمنے — ارے پھر درد اُٹھا ہے وہین پر
مری تقدیر کا بل کاش ہوتا — شکن بنکر حسینون کی جبین پر
ہنسی بھی آگئی انکار کے ساتھ — تصدق اور کی ہان اس نہین پر
یہ کہتی ہے گلِ عارض کی سرخی — نگاہین سب کی پڑتی ہین تمہین پر
مرے دل کی طرح کیون اسکو اُلٹا — یہ غصہ مجھپہ ہے یا آستین پر
مین صدقے تجھپہ اے چشمِ تصور — جہان ڈھونڈھا انھین پایا وہین پر
مری میت سے بھی نظرین پھری ہین — یہ غصہ اک نگاہِ واپسین پر
لبون تک آ کے پلٹین آہین اے ضبط — پڑین اُلٹی یہ آہین بھی ہمین پر
جھکی ہے آنکھ لینے کو بلائین — کرو رحم اس نگاہِ شرمگین پر
ملے مٹی مین ہم مٹی مین مل کر — نہ لٹکا اُن کا آنچل بھی زمین پر
نہ کیون میت پہ میری نور برسے — کہ مینے جان دی ہے اک حسین پر
نہ اُٹھی آنکھ جب کیا تیغ اُٹھیگی — یہ دعوے اس نگاہِ شرمگین پر
گذر ہو رنج کا جنت مین کیونکر — نہین ہے آسمان اُس سرزمین پر
کہو تو خواب مین کس کے گئے تھے — کہ سوتے مین پسینہ ہے جبین پر
سمجھ لو پھر مری میت پہ رونا — یہ ظلم اچھا ہے چشمِ سرمگین پر
مجھے ہے اک زمانے سے محبت — زمانہ جان دیتا ہے تمہین پر

غزل ۸۵	مٹے دعوے نزاکت کے فروغ اور چھپا پڑتا ہے جوبن اُس حسین پر	اشعار (۱۶)

غزل

کرین رحم آپ اُس شوقِ نہان پر — جو آسکتا نہین دلسے زبان پر

کسی کے نام مین اللہ ری لذت
مزے نے بھی مزا لوٹا زبان پر

الٰہی خیر سے گذرے شبِ وصل
نظر اُنکی جمی ہی آسمان پر

بچھوڑا رشک سے پہلو مین دل بھی
دل آیا بھی تو ایسے بدگمان پر

نہ شبنم سے بھی کانٹون کی بجھی پیاس
کہ ہر قطرہ ہی اک چھالا زبان پر

کہین اُٹھین تری نیچی نگاہین
کہین ٹوٹے یہہ بجلی آسمان پر

قضا بھی آئے یارب نیند کیساتھ
پڑین پردے نہ چشمِ پاسبان پر

گلا بھی تیرا اچھہ سا ہیوفا ہے
مرے دل مین ہی دشمن کی زبان پر

مرے نالے کی رکھ لے بات یارب
یہہ فریادی چلا ہی آسمان پر

ہوا کرتے ہین دشمن سے اشارے
کہین عاشق نہو یہہ پاسبان پر

مین جب جانون حیا اسکو بھی روکے
نہ تیرا نام بھی آئے زبان پر

جفا کرنے کی قدرت ہی تمھین مین
نہ رکھو اپنا چھدا آسمان پر

نگاہِ ناز سے سیکھے اشارے
کہ نازک وار بھی ہون ناتوان پر

گلا بھی غیر کا ہی قابلِ رشک
مرے منہ سے گیا تیری زبان پر

پھرے یون رات کو تیری گلی مین
ہوا دشمن کا دھوکا پاسبان پر

غزل ۳۷	مرا شکوہ **فروغ** اچھا ہی مجھ سے کہ یہہ ہر وقت ہی اُن کی زبان پر	اشعار (۱۷)

غزل

بھروسا ہی اُسے اُن کی زبان پر
ہنسی آئی ہی قاصد کے بیان پر

ترے شکوے کو مین کیا منہ لگاؤن
کہ رکھتا ہی یہ دشمن کی زبان پر

چڑھی ہی آستین بھی تیوریان بھی
یہہ حملے مجھ ضعیف و ناتوان پر

چلو عارض پہ تم بھی چھوڑ کر زلف
گھٹا چھائی ہوئی ہی بوستان پر

الٰہی خیر آفت ہے کہ یہ چال
قدم بڑھنے کو ہین اب آسمان پر

بیتے ملتے ہین سب نیچی نظر سے
خفا ہوتے ہو ناحق رازدان پر

تحمل اسکا بھی ظالم نہو گا
جو آیا رحم بھی مجھ ناتوان پر

تمہارے گھر سے یہ فتنہ بھی نکلا
کہ شکوہ دل سے آیا ہے زبان پر

خطا کسکی ہے اور پائے سزا کون
ستاؤ تم پڑے صبر آسمان پر

حبابِ بحر ہین اے شورِ الفت
کہ چھالے ہین یہ موجونکی زبان پر

جو مرتا ہے مرے دشمن کہین اور
یہ موت آئے تمہارے آستان پر

ذرا دیکھو تمہارے روزن در
نگاہین ڈالتے ہین پاسبان پر

مجھے کیون دیکھنے آئے ہین احباب
نظر بھی بار ہے مجھ ناتوان پر

جو ڈالے روزنِ در پر کوئی آنکھ
نگہ چھریان لگائے پاسبان پر

تمہارے نام پر قربان ہو دل
یہ دل کیطرح آتا ہے زبان پر

کدورت مین چھپا ہے دل کا چھالا
محبت کی زمین ہے آسمان پر

غزل ۲۸ — **فروغ** اور تیرے در پاسنے رکیگا / بپا ہے اک قیامت آستان پر — اشعار (۱۶)

غزل

مدد اے ضبط کرون ہجر مین نالے کیونکر
دستِ نازک سے کوئی دلکو سنبھالے کیونکر

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل ہین ہجر کے نالے کیونکر

بیوفا مجھکو کہا کہکے وہ خود جھیپ سے گئے
جس پہ پھبتی نہو اسپر کوئی ڈھالے کیونکر

نشۂ حسن سے کب آپ مین تو رہتا ہے
تجکو پاہین گے ترے ڈھونڈھنے والے کیونکر

کم سنی کے ہین کیلے یہ اشارے مجھ سے
حسرتین کوئی ترے دلکی نکالے کیونکر

کر گئی دو نو نگاہین تری ایک نگاہ
بنگئی جان پہ دل کوئی سنبھالے کیونکر

حسرت دید مین ہم کا ہی کفن بھی تہ قبر
ڈھانک لین منہ کو ترے دیکھنے والے کیونکر

میرا دل لیکے رقیبونکو دیا دل تم نے
دلمین دل اب کوئی ڈالے تو ڈالے کیونکر

اُف نگاہون نے تری کام کیا برچھی کا
تھام لین دلکو نہ دل تھامنے والے کیونکر

ڈر یہ ہی گیسوؤنکا بوجھ کمر پر نہ پڑے
بڑھکے نکہت گل رخ کی نہ سنبھالے کیونکر

تم وہی ہو جو کبھی آئے نہ قابو مین مرے
پھر ہوئے ناز و نزاکت کے حوالے کیونکر

سامنے جسکے خموشی لیئے پھرتی ہو گلا
پھر وہان منہ سے کوئی بات نکالے کیونکر

کہین مٹتا ہی مٹائے سے مرا نقش وفا
یاد رکھین نہ مجھے بھولنے والے کیونکر

عاشقو لنے ہی مگر نشو و نمائے معشوق
خون بلبل سے سجین گل کے نہ تھالے کیونکر

چشم مخمور سے نکلی کہ گری برق نظر
مست کو مست سنبھالے تو سنبھالے کیونکر

غزل ۵۸	ہاتھ رکھ رکھ کے وہ سینہ پہ ہٹاتے ہین **فروغ** تپکین رہ رہ کے مرے دلمین نہ چھالے کیونکر	اشعار (۱۵)

غزل

آہین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر

اٹھ کھڑا کر نہ چلین جھومنے والے کیونکر
مدعا یہ ہی کہ دشمن نہ سنبھالے کیونکر

لیجیے غیرون کی اُلفت کا ہی دعوے اُنکو
جنکو معلوم نہین کرتے ہین نالے کیونکر

حسن کو اپنے بچایا ہی نگاہون سے مری
سامنے ہون مرے مُنہ پھیرنیوالے کیونکر

نزع مین فکر یہ ہی جان تو دی تھی اُن کو
ملک الموت کے کرون مین جی آئے کیونکر

نہ یہ باتین ہین عدو کی نہ حسد انعمہ کی
کان تک آپکے پہنچین مجھے نالے کیونکر

دل بھی قربان کیا جان بھی صدقے کر دی
اور چاہین تمھین طیر چاہنے والے کیونکر

ایکدن دور سے لی تھین بلائین اسکی
بل کی مجھسے نہ تری زلف رسالے کیونکر

کبھی دلمین کبھی نظرونمین کبھی آنکھون مین
یون چھپین جب تو کوئی ڈھونڈ نکالے کیونکر

جلتے ہین کیون ترے رخسار پہ گیسو ظالم
بے پئے مست ہوئے جھومنے والے کیونکر

جسکی آنکھین بھی کسی سے نہ کبھی ملتی ہون
اُس سے ملنے کی کوئی راہ نکالے کیونکر

تم کسی دل کے دھڑکنے کی صدا سمجھے ہو
اور کرتا ہی کوئی ضعف مین نالے کیونکر

رحم آتا ہی گلستان مین گلون پر اُن کو
پھول توڑین مرا دل توڑنے والے کیونکر

پھر تو بھینچینگے ترے گھر مین اگر مین نہ گیا
ترے دربانسے رُکینگے مرے نالے کیونکر

غزل ۸۹	اک نظر خواب مین دیکھا ہو اُسے جس نے **فروغ** آنکھ پریون پہ نظر حور پہ ڈالے کیونکر	اشعار (۱۸)

غزل

دل میرا ترے پاس گیا مجھسے چھوٹ کر
تیری نگاہ مجھسے ملی تجھسے ٹوٹ کر

سر سبز کب ہوا کوئی اپنونسے چھوٹ کر
پتون کی ہی صدا یہ درختون سے ٹوٹ کر

بیتاب دل کے ساتھ ہی پیکان بھی ترا
دنیا مین کس کو چین ملا تجھ سے چھوٹ کر

صحرا کو سیلِ اشک نے دریا بنا دیا
روئے ہمارے پاؤنکے چھالے جو پھوٹ کر

تیرِ ستم کو دون نہ کلیجے مین کیون جگہ
آیا ہی یہ حضور کی چٹکی سے چھوٹ کر

تھے دل کی طرح آبلۂ پا بھرے ہوئے
خارونسے ملکے روئے نکلکے پھوٹ پھوٹ کر

اچھی بسر ہوئی ترے پیکان کی ہر جگہ
دلمین مرے رہی تری چٹکی سے چھوٹ کر

کر مجھ پہ رحم اے اثرِ اضطرابِ شوق
خنجر گرے نہ ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر

کوئی کسی سے دل نہ لگائے جہان مین
فرقت مین دی صدا یہ مرے دلنے ٹوٹ کر

ہر دل کے آبلون مین جو ہلچل پڑی ہوئی
کچھ تو کئے اشارے حبابون نے پھوٹ کر

نالان تھا تیرا تیر بھی بیداد سے تری
دلمین مرے چبھا ترے ہاتھونسے چھوٹ کر

مقصود ہی سزا بھی تڑپنے کی دون اسے
چھالے بھی دل کے پھوڑتا ہون سینہ کوٹ کر

دلبر ہمارے ٹوٹ پڑے غم کے آسمان
اچھا سلوک کر گئے چھالے بھی پھوٹ کر

بیتاب ہی بہت دلِ نازک سنبھالیے
ڈر ہی نہ گر پڑے مری مٹھی سے چھوٹ کر

تیرِ نظر بھی تیرا نہ تجھ سے جدا ہوا
پہنچا وہین جہان سے یہ آیا تھا چھوٹ کر

یون دی ہی آب حسن نے تیغِ نگاہ کو
موتی بھرے ہین چشمِ ستمگر مین کوٹ کر

بلبل سمجھے خزان مین بھی لطفِ بہار ہی
گلشن قفس کو کر دیا کلیون نے پھوٹ کر

آنکھون مین اشک لب پہ فغان دل پہ ہاتھ ہی
یہ حال اے فروغ ہوا کس سے چھوٹ کر

ردیف رائے منقوطہ

غزل

غزل نمبر ۹۰ — اشعار (۱۳)

سوتے ہین اینڈ اینڈ کے مستِ شرابِ ناز
مانند نشہ آنکھون مین رہتا ہی خوابِ ناز

برقِ ادا چمکتی ہی آنکھین جھپکتی ہین
کب چشمِ شوق وصل مین لاتی ہی تابِ ناز

مین بوسے مانگتا ہون وہ دیتے ہین گالیان
اچھا سوالِ شوق ہی اچھا جوابِ ناز

رخصت ہوئین حیا کی ادائین جو وصل مین
نکلا حجابِ شرم سے اک آفتابِ ناز

متوالون کی طرح سے ہین آنکھین جھکی ہوئی
چلتے ہین جھومتے ہوئے مستِ شرابِ ناز

بیداد پر تری سرِ تسلیم ہو گا خم
فرقِ نیاز جھک کے ہی گا جوابِ ناز

کچھ کام وصل مین نہین شرم و حجاب کا
اب آج تو اٹھائیے رخ سے نقابِ ناز

اس ضعف نے تو اور بھی مجبور کر دیا
اٹھین کہان تلک ستمِ بیحسابِ ناز

شوخی بھری نظر مین تڑپ کس غضب کی ہی
بجلی کہین گرائے نہ یہ اضطرابِ ناز

لپٹا ہوا ہی ہائے دوپٹہ کہان کہان
چھریان لگا رہے ہین یہ اندازِ خوابِ ناز

منہ کس طرح کفن سے چھپائے نہ بعد مرگ
عاشق ہی پر اگشتہ طرزِ حجابِ ناز

اب وہ پکارتے ہین تو ہم بولتے نہین | ہمنے بھی مر کے خوب دیا ہی جوابِ ناز

نکلین تڑپ تڑپ کے اُن آنکھونسے شوخیان
دیکھا شبِ وصال فروغ اضطرابِ ناز

ردیف سین مہملہ

غزل ۹۱ — **غزل** — اشعار (۱۳)

مین کہون حالِ دل ہزار افسوس | نہ کرے کوئی اعتبار افسوس
کچھ تڑپنے کی انتہا بھی ہے | مر گئے تیرے بیقرار افسوس
سینہ تانے ہوئے وہ جاتے ہین | نہوا کوئی بے قرار افسوس
زندگی ہو کہ اُنکا وعدہ ہو | نہین دونون کا اعتبار افسوس
کیون جئے ہم کسی کے وعدے پر | کیون کیا ہمنے اعتبار افسوس
جھوٹے وعدونسے کیا ملا ظالم | نرہا کچھ بھی اعتبار افسوس
ہمنے مانا کہ زندگی ہو مری | کب اُسی کا ہی اعتبار افسوس
ہائے شکوہ کسی کے وعدے پر | تھا قیامت کا انتظار افسوس
دیکھئے کب وہ بوسہ دیتے ہین | وصل مین بھی ہی انتظار افسوس
ٹلتے ہین ہمسے کر کے وعدۂ وصل | دو ہین تکلیفِ انتظار افسوس
ہائے دیکھین وہ راہ غیرون کی | ہم کرین اُن کا انتظار افسوس
وہ ترا جھوٹا وعدہ اسے ظالم | اور وہ میرا انتظار افسوس

آئی پیری گیا شباب فروغ
ہی خزان چل بسی بہار افسوس

غزل ۹۲ | غزل | اشعار (۱۵)

ہم تو تڑپا کرین ہزار افسوس
لوٹین جوبن گلونکی بار افسوس

لاش پر بولے میرے وعدے کا
نہ کیا تونے اعتبار افسوس

کسی ابرو کے ہم تصور مین
تیغ کو کر رہے ہین پیار افسوس

کیا خبر مرگ غیر کی پائی
کر رہے ہین وہ بار بار افسوس

تیرا وعدہ ہی کس قیامت کا
اک جہان ہی امیدوار افسوس

حسرتین کشتہ ہو کے دفن ہوئین
میرا دل بھی بنا مزار افسوس

تھا وہ آوارہ بعد مردن بھی
منتشر ہی مرا غبار افسوس

پھر کوئی ظلم اُن کو یاد آیا
ڈھونڈھتے ہین مزار افسوس

کیون نہو مرگ غیر کا مجھے غم
کہ پریشان ہی زلف یار افسوس

اپنے ہاتونسے وہ سزا دیتے
نہ ہوا مین قصوروار افسوس

جبر کرنے کا تم کو لطف آتا
نہ ہوا دل پہ اختیار افسوس

حشر مین پیش حق کھڑا ہی وہ بت
ہو رہا ہون مین شرمسار افسوس

مرکے بھی ہائے مین تو پچھتایا
کہ ہوا کوئی سوگوار افسوس

بزم سے تیری کیون نکالے جائین
نہین آنکھون پر اختیار افسوس

جتنے ناصح فروغ عشق مین ہین
ہوئے اُتنے نہ غمگسار افسوس

ردیف شین

غزل ۹۲ — غزل — اشعار (۱۵)

کھولے ہوئے وہ بیٹھے ہین بند قبا ہے خوش
سمجھے ہین آہِ سرد کو ٹھنڈی ہوا ہے خوش

کیا تیری چاہ ہی کوئی جرم و خطا ہے خوش
اے بیوفا ہمین پہ یہ ظلم و جفا ہے خوش

جیسا مرا سوال تھا ویسا ملا جواب
کہنے لگے وہ سن کے مرا مدعا ہے خوش

لب تک بھی جو نہ آئے وہ پہنچین گے عرش تک
یہ نالہ بلند یہ آہِ رسا ہے خوش

نام آسمان کا آگیا تھا بر سبیلِ ذکر
در پردہ بھی کرو ن مین تمہارا گلا ہے خوش

اُن کی زبان رکی نہ مرے ہاتھ وصل مین
ہر بار دستِ شوق جھٹک کر کہا ہے خوش

شرما کے چشمِ شوق سے لین دل مین چٹکیان
کس کی خطا تھی ملگئی کس کو سزا ہے خوش

بے اعتبار دوست ہی دشمن پر اعتماد
چلتی ہی ملکِ حسن مین اُلٹی ہوا ہے خوش

دنیا مین اور کس پہ بھروسا کرے کوئی
دل بھی مرا اُنھین کی طرف ہوگیا ہے خوش

حسن آپ ہی کا باعثِ افراطِ شوق ہی
اُلٹے حضور ہوتے ہین مجھ پر خفا ہے خوش

شرما کے مجھ سے شرم بھی آتی نہین تمہین
میرے ہی دل مین رہکے مجھی سی حیا ہے خوش

لطفِ سخن ہو نورِ الم مین نہین **فروغ**
طرّہ یہ اُس پہ شعرون مین بھی ہو مزا ہے خوش

ردیف صاد

غزل ۹۴ — **غزل** — اشعار (۱۱)

دل کے ہین دیدۂ دلدار حریص — جسطرح ہوتا ہی بیمار حریص
خون پیکر بھی نہین بھرتا پیٹ — کسقدر ہی تری تلوار حریص
عشق ہی دلکو میرے روز افزون — اس مرض کا ہی یہ بیمار حریص
چشم میگون پہ جھکے پڑتے ہین — ہین ترے ابروے خمدار حریص
خواہش دل نہین کم بوسہ سے — بڑھکے بندیسے ہین سرکار حریص
کیون نہ منہ چومنے کو دل چاہے — کرتی ہی شوخیٔ گفتار حریص
مجرمون کی تری رحمت کو تلاش — جرم کے تیرے گنہگار حریص
ہمہ تن غم ہون خطا جاے مجھے — رنج کا ہی یہ دل زار حریص
خم چڑھا جائین پہ نیت نہ بھرے — ساقیا ہین ترے میخوار حریص
چشم و ابرو و مژہ طالب جان — ہی یہ دربار کا دربار حریص

حسرت درد و محبت ہی **فروغ**
کرتی ہی لذت آزار حریص

ردیف ضاد

غزل ۹۵ — **غزل** — اشعار (۱۰)

مطلب ہی ہمکو عیش سے کیا غم سے کیا غرض — تیری خوشی سے کام ہی عالم سے کیا غرض

کاتبِ قاصد کرا سے ہو لیے شوق — آتے کیسے جا پہنچے وہاں ہمارا خط
بدلے ملقین سکے دو سقوفے تھا — آگیا وقت پہ ہمارا خط
نہ اُدھر سے کوئی جواب آیا — ہیں اُدھر لکھے ہمارا خط

نہیں ملتی نگاہِ شوق فروغ
کس بلا کا ہے پیارا پیارا خط

ردیف ظاء

غزل ۹۷ — غزل — اشعار (۱۰)

دل ترا گھر ہے گردن کیوں نہ ہو ہیں ان کا لحاظ — قیس کو لیلیٰ کے باعث سے تھا محمل کا لحاظ
آنکھ تیر نظر لیتا ہے دونوں کی خبر — کچھ جگر کی ہے سے خاطر ہے تو کچھ دل کا لحاظ
آنکھ نرگس کی نہیں جھکتی ہے سینہ پہ تو گل — پاس ہے کچھ باغباں کا نہ تھا دل کا لحاظ
شرم سے گردن جھکا کر دیدو اک بوسہ ہمیں — ہے سخاوت جو نہیں کرتے ہیں وہ سائل کا لحاظ
رہ گئے پاس ادب سے منہ پہ دامن ڈال کر — دیکھ لے آنکھوں نے کیا یوں شرمِ قاتل کا لحاظ
پردہ فانوس میں آتی ہے منہ کو ڈھانک کر — کیوں تمہیں سے تمنے دیکھا شمع محفل کا لحاظ
وصل کی شب کیوں پڑی ہے صبح کی جلدی تمہیں — کچھ نہیں تمکو مرے ارمان بھرے دل کا لحاظ
وہ کھنچا رہتا ہے ہر وقت اور جھک جاتی ہیں یہ — بڑھ گیا قاتل سے بھی شمشیرِ قاتل کا لحاظ
شرم آئی سینہ دریا پہ جب اُبھرے حباب — منہ کو دامن سے چھپایا دیکھ ساحل کا لحاظ

سر جھکائے رہتی ہے پاسِ ادب سے اے فروغ
سب تو سب تلوار بھی کرتی ہے قاتل کا لحاظ

ردیف عین

غزل

غزل ۸۹ — اشعار (۱۸)

شب بھر رہا بہار مین گیا رنگ و روئے شمع
مرجھا گیا سحر کو گل آرزوئے شمع

آتے ہین بوسے لینے جو پروانے سوئے شمع
شعلہ لپک لپک کے بچاتا ہے روئے شمع

رونے سے بھی حسینون کی نظرون سے گر گئی
آنسو بہے تو ڈوب گئی آبروئے شمع

معشوق بھی تو شاد نہین تجھ سے اے سحر
کمبخت تو ہے دشمن عاشق عدوئے شمع

عاشق کے دل کی طرح ہے صبح شب وصال
کیسا اُداس اُداس ہے اللہ روئے شمع

روشن ہوئی تو مشعل راہ وفا بنی
پروانون کو نہ کرنی پڑی جستجوئے شمع

بس شب وصال ملین دونون خاک مین
اک آرزوئے دل مری اک آرزوئے شمع

پروانون ہی کے رنج نے کشتہ کیا اسے
کچھ گل سے پھوٹتی ہے دم صبح بوئے شمع

میری طرح سے ہجر مین دشمن بھی ہو ہلاک
پروانے جل کے مرتے ہین پر روبروئے شمع

باد سحر تھی یا کوئی جھونکا خزان کا تھا
کیا خاک مین ملے ہین گلِ آرزوئے شمع

آخر کو روتے روتے پتنگون کی لاش پر
پہنچا ہے آبِ اشکِ الم تا گلوئے شمع

ثابت لپک سے شعلون کی جلنا زبان کا ہے
آتی نہین سمجھ مین مگر گفتگوئے شمع

آنسو بھی بہہ رہے ہین دھوان بھی ہے اٹھ رہا
گویا نہانے کیلئے بکھری ہین موئے شمع

یاد آتی ہین جو وصل کی کچھ بے حجابیان
نیچی نظر سے دیکھ کے ہنستی ہین سوئے شمع

عُریان تن پر اپنے جو روتی ہے زار زار
رکھ دیتی ہے یہ چادرِ اشک آبروئے شمع

عاشق کے رخ پہ چھا گیا رونق کی پردہ مین
جتنا کہ صبح وصل اُڑا رنگ روئے شمع

کہتے ہین اسکو شعلہ زبان لوگ کیون **فروغ**

ہے آجتک کسی نے سنی گفتگوے شمع

ردیف غین

غزل

فصلِ بہار ہے طرب افزاے حالِ باغ
فرطِ خوشی سے جھوم رہے ہین نہالِ باغ

منہ دیکھتے ہین آئینہ مین جس طرح حسین
آتا ہے آبجو مین نظر یون جمالِ باغ

پھولونکی آرزو ہے جو فصلِ بہار مین
شاخین ہین یا بڑھے ہوے دستِ سوالِ باغ

بکھرین نہ اسطرح کبھی سنبل کے بال بھی
فصلِ خزان مین جیسے پریشان ہے حالِ باغ

آیا ہے وقت صبح جو وہ گلشنِ جمال
شبنم کے قطرے ہین عرقِ انفعالِ باغ

سب کو دلھن بنایا ہے فصلِ بہار نے
پھولون کا گھنا پہنے ہے ہر نو نہالِ باغ

پھولون کی شاخین نگینہ ہین لو ہے کی تیلیان
بلبل کو آگیا جو قفس مین خیالِ باغ

بادِ خزان کے جھوکونسے خاک اسقدر اڑی ہے
شکوہ نکیو چرخ تک گئی گردِ ملالِ باغ

آئے ہین وہ جو سیر کو تو ہر حباب جو
بنتا ہے گنبدِ عرقِ انفعالِ باغ

صیاد نے جو کاٹ دیے پر تو کیا ہوا
بلبل کو لے اڑی گی ہوا وصالِ باغ

محفوظ دستِ جورِ خزان سے رہے فروغ
پروردہ بہار ہے ہر نو نہالِ باغ

ردیف فا

غزل ۱۰۰   اشعار (۲۰)

غزل

گو عدل کیجلا ہے ترا نار کی طرف
رحمت کی پر نظر ہے گنہگار کی طرف

وہ دیکھتے ہین میرے دل زار کی طرف
ہین دیکھتا ہون چشم فسون کار کی طرف

اے شوق دید کچھ تو تحفظ بھی ہے ضرور
ہو دلپہ ہاتھ اور نظر یار کی طرف

پوچھیگا کون حشر مین مجھ بے گناہ کو
رحمت تو جھک پڑے گی گنہگار کی طرف

میری لحد پہ بھی وہی انداز اُنکے ہین
پھیرے ہین منہ کو تربت اغیار کی طرف

تیری گلی مین اُٹھ نہین سکتا ہین ناتوان
سایہ کی طرح پڑھتا ہون دیوار کی طرف

چشم غضب سہی نہ سہی چشم لطف وہ
ہے دیکھتا تو کوئی گنہگار کی طرف

محجوب کرتے ہین نگہہ اہل حشر کی
دیکھے نہ کوئی تیرے گنہگار کی طرف

شاید کہ ساتھ دھوپ کے چڑھجاؤنمین نحیف
بڑھتا ہون اسلیئے تری دیوار کی طرف

نیچی نظر نے اُسکی دلایا کچھ اُن کو یاد
شرمائے دیکھکر وہ گنہگار کی طرف

رک جائے دم اُلجھ کے نہ تار نگاہ مین
دیکھو نظر اُٹھا کے نہ مجھ زار کی طرف

لطف کلام بھی نہ اُٹھائینگے بے گناہ
ہوگی توجہ اُنکی گنہگار کی طرف

محشر مین لطف دیگی یہ حسرت بھری امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

اسکی تڑپ کو اور بڑھائیگی یہ امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

ڈرتی ہے تجھ سے موت بھی ظالم فراق مین
آتی نہین ہے تیرے گنہگار کی طرف

اللہ رے اشتیاق کہ بے قصد وصل مین
بڑھتے ہین ہاتھ گردن دلدار کی طرف

بگڑے ہوئے ہو تم تو سبھی اس سے ہین کھچے
ترچھی نظر بھی کب ہے گنہگار کی طرف

جو کچھ کیا ہے سر شوریدہ نے کیا
کیون دیکھتا کوئی تری دیوار کی طرف

آفت کی ہے کشش کہ مئے ناب ساقیا
ہر روز کھچ کے آتی ہے میخوار کی طرف

محفل مین کب ہے بیچی نگہ بے سبب فروغ
چھپ چھپ کے دیکھتے ہین وہ اغیار کی طرف

ردیف قاف

غزل

غزل ۱۰۱ — اشعار (۱۳)

جسے چتون کا ہی شرمائی نظر کا اشتیاق
وصل کی شب کیون نہو وقت سحر کا اشتیاق

تھام لیتے ہی ترا منہ کو تڑپ کر آ گئے
دیکھ تو ایجان مرے قلب و جگر کا اشتیاق

حسرتین نکلین کہان کی شرم ہوتی ہی سحر
میرے دلمین گھٹ رہا ہی رات بھر کا اشتیاق

وہ دوپٹہ سے چھپا کر اپنا سینہ ہنس پڑے
کھل گیا کیا میری پُرحسرت نظر کا اشتیاق

کس کشاکش مین پڑا ہی آپکا تیرِ نگاہ
کیا قیامت ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

دیکھکر قبلہ کی جانب منہ ہماری لاش کا
ہنس کے بولے اب ہوا انکو اُدھر کا اشتیاق

وصل کی شب منہ چھپانیکی ضدین اچھی نہین
اور بڑھتا ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

رشک کیسا غیر کا مین ذکر چھیڑونگا ضرور
ہی مرے دلکو تو شرمائی نظر کا اشتیاق

کاش وہ غصہ ہی سے بیٹھین مگر دیکھین مجھے
شرم کے صدقے نہین نیچی نظر کا اشتیاق

ہائے اب اے رشک مین ہون اور کوئی غیر ہی
کیون ہوا مجھکو کسی کے رہگذر کا اشتیاق

یاد سے اُسکی نہ مین کیونکر کلیجہ تھام لون
خود بھی ظالم ہی کسی بیداد گر کا اشتیاق

دفن ہونگا اُس گلی مین مین شہید ناز اگر
سبکو اس پردہ مین ہوگا اُنکے گھر کا اشتیاق

جبہ سائی جسکی ہی فخرِ ملائک اے **فروغ**
ہی جبین عجز کو اُس سنگِ در کا اشتیاق

ردیف کاف

غزل

غزل ۱۰۲ — اشعار (۱۵)

خط لیکے کبوتر جو گیا یار کے گھر تک — ایسا یہ ہتھا جرم کہ نوچے گئے پر تک

سوزان شبِ فرقت مین ہی دل چار پہر تک — یہ شمع سرِ شام سے جلتی ہی سحر تک

سینہ نگہ یار نے توڑا ہی جگر تک — کیا بیخبری ہی کہ نہین ہمکو خبر تک

گھبرا نہ شبِ ہجر مین تو اے دلِ نادان — یہ درد یہ تکلیف یہ ایذا ہی سحر تک

جز شمع شبِ غم مین نہین ہی کوئی مونس — ہان ساتھ جو دیتی ہی تو یہ چار پہر تک

آگے تو شب و روز لڑا کرتی ہتین آنکھین — اے مشفقِ من اب نہین ملتی ہی نظر تک

شاید کہ کوئی بیکس و ناشاد ہوا قتل — غم مین جو سیہ پوش ہی قاتل کی سپر تک

یکسان ہی شب و روز تجلیٔ رخِ یار — اے شمع تری بزم فروزی ہی سحر تک

اتنا بھی تغافل نہین زیبا نہین زیبا — ہم مر بھی گئے اور نہ ہوئی تمکو خبر تک

اک مین ہون کہ جلتا ہون تپِ عشق سے دن رات — اک شمع ہی جو شام سے جلتی ہی سحر تک

الفت مین جو اس دستِ حنائی کے ہین رویا — ساتھ اشکون کے آنکھون سے بہا خون جگر تک

سونا ہمین پہلو مین جو یاد آیا کسی کا — تڑپا کئے ہم کروٹین لے لیکے سحر تک

ہان جذبِ محبت یہی موقع ہی مدد کا — وہ شوخ پہرا جاتا ہی آکر مرے گھر تک

سوزِ تپِ فرقت کا کسی کی یہ اثر ہی — جلتی بھی ہی روتی بھی ہی جو شمع سحر تک

نالے تو کیا کرتے ہین دن رات فروغ آپ
اُس شوخ کے دل مین نہین ہوتا ہی اثر تک

غزل ۱۰۳ — **غزل** — اشعار ۲۲

رنج پر رنج سہین اے مہ کامل کب تک
داغ پر داغ اٹھائین جگر و دل کب تک

دیکھون مٹتے نہین داغ جگر و دل کب تک
دیکھو رونق پہ رہے عشق کی محفل کب تک

دیکھیے وہ نہین سینہ سے لگاتے تا کے
دیکھیے جاتا ہی درد جگر و دل کب تک

اب اٹھین نالۂ بلبل پہ بھی آتا ہی ترس
ہونگا اے ضعف مین فریاد کی قابل کب تک

کوچۂ یار مین پہونچیگا مین آخر اک دن
شوق ہوگا نہ مرا راہبر منزل کب تک

اب یہی ضد ہی کرے کون خوشامد انکی
مین بھی دیکھون کہ تڑپتا ہی مرا دل کب تک

وصل مین شرم نگہ کو نہین اٹھنے دیتی
بچکین اے تیر نظر آبلۂ دل کب تک

دھیان انکا مجھے رہتا ہی مین دیکھون تا کے
اور وہ رہتے ہین مری یاد سے غافل کب تک

بجھ گیا دل ہی تو ہون صورت شمع کشتہ
دیکھیے ہوتا ہون اب لایق محفل کب تک

روح کے ساتھ نہ گھبرا کے نکلتی کیونکر
رہتی گھٹ گھٹ کے بھلا آرزوئے دل کب تک

ناتوان دیکھ کے وہ مجھ کو یہ فرماتے ہین
دیکھین ہو لطف اٹھانیکے بھی قابل کب تک

آپ انصاف کرین ہجر کی آخر حد بھی
آپ فرمائین کرے صبر مرا دل کب تک

باغمین ضبطِ فغان لے دلِ نالان کب تک
کوئی فرقت مین سنے شور غم دل کب تک

تھین سب مجھے دستِ تمنا سے امیدین کیا کیا
کوئی فرقت مین دبائے جگر و دل کب تک

چودھوین رات کا وعدہ بھی تو ایفا نہوا
منتظر کوئی رہے اے مہ کامل کب تک

وہ بھی آتے نہین اور موت بھی کھائی ہی قسم
ہوگی آسان الٰہی مری مشکل کب تک

ہوگی مایوس وہ کھلنا مرا صبح شب وصل
دیکھیے ہوتا ہی پھر شاد مرا دل کب تک

خود ہی ہجین مرے دلکی تڑپ کردے گی
آپ ہینگا مری یاد سے غافل کب تک

ناز اٹھائیگی تری حد بھی ہی کوئی اے موت
ہو نہ آخر کوئی منت کش قاتل کب تک

آج دیکھی تری ہچین نظر کی شوخی
دیکھون اب رہتا ہی بیتاب مرا دل کب تک

ستم نے سینہ سے لگا کر مجھے اندھیر کیا | اب اٹھائے کوئی نازِ جگر و دل کب تک

خیر عادت ہی تو امید ہمین بھی ہی فروغ
پھر رہینگے وہ رقیبون ہی پہ مائل کب تک

ردیف کاف فارسی

غزل ۱۰۴ — **غزل** — اشعار (۱۳)

داغِ مہ سے ہی عیان داغِ دلِ بسمل کا ڈھنگ | ماہ نو سے ہی نمایان ابروئے قاتل کا ڈھنگ

وصل مین بھی مضطرب خوفِ سحر سے مثلِ ہجر | ہی نرالا اک زمانہ سے ہمارے دل کا ڈھنگ

ہاتھ سینہ پر وہ جب رکھین تڑپتا ہی نہین | اُنپہ ظاہر ہو تو کیونکر اضطرابِ دل کا ڈھنگ

حال ہی اب قلبِ مجنون کا بھی اے لیلیٰ وہی | جو ہوا سے نجد مین تھا پردۂ محمل کا ڈھنگ

دیکھ پردونکو بھی اے لیلیٰ نہین دم بھر قرار | آہ مجنون نے بگاڑا ہی ترے محمل کا ڈھنگ

بیوفائی بھی وہی نازک مزاجی بھی وہی | ایک ہی تیری طبیعت اور میرے دل کا ڈھنگ

تھا طبیعت کا تری جو رنگ ظالم شام کو | ہی وہی صبحِ شبِ وصلت ہمارے دل کا ڈھنگ

کیون نہ خنجر کو گلے سے مین لگاؤن دوڑ کر | اسکے کھینچنے مین تو ہی بالکل ہی قاتل کا ڈھنگ

زلزلے کہتے ہین جسکو میری جان دنیا مین لوگ | ہی وہ اک ادنیٰ سا میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

وصل کی شب شام ہی سے اتنی گھبراہٹ حضور | کچھ تو ان بیتابیون مین بھی ہی میرے دل کا ڈھنگ

مجھکو بھی ظالم تری آنکھون کی شوخی بھا گئی | کچھ کچھ اسمین بھی ہی میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

ہائے ان حسرت بھری آنکھونکی گردش تھہری | دیکھ اے قاتل خداداد دیدہ بسمل کا ڈھنگ

سینہ مین ہر دم پھڑکنے سے یہ ظاہر ہی فروغ

میرے دل نے بھی مگر سیکھا کسی بسمل کا ڈھنگ

ردیف لام

غزل ۱۰۵ — غزل — اشعار (۱۰)

پتھر کا بھی جو ہو تو نہ برداشت لائے دل
اللہ سختیون سے بتون کی بچائے دل

سنتے ہین گوش دل سے جو وہ ماجرائے دل
لیتے ہین باتون باتونمین وہ اٹھائے دل

یارب کسی کا دامِ بلا مین نہ آئے دل
پھندے مین گیسوؤن کے نہ کوئی پھنسائے دل

الفت کا سلسلہ جو بڑھا جا بجا ہین سے
دل آشنائے زلف ہے زلف آشنائے دل

الفت ہمارے دل کی تو آپ آزما چکے
کھٹے محبت آپکی اب آزمائے دل

پہلو سے کیا مرے کوئی بیرحم لے گیا
بیساختہ جو منہ سے نکلتا ہے ہائے دل

اے جانِ جان یہ بھی اگر میرا بس چلے
تجھکو مین اپنے سینہ مین کیون بٹھائے دل

دیکھا جمالِ یار تو کس بیخودی سے ہین
سینہ پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے دل

وہ دلبرِ جہان جو نکلتا ہے سیر کو
آتی ہے ہر طرف سے صدا ہائے ہائے دل

غزل ۱۰۶ — اشعار (۱۲)

الفت سے ایک عمر ہوئی ہے فریق ہے
کوئی عزیز مجھکو نہین اب سوائے دل

غزل

ہو صاف شکل آئینہ دنکو نہ روئے گل
شبنم اگر نہ شب کو کرے شست وشوئے گل

اک عندلیب ہی نہین شیدائے روئے گل
کیا اے نسیم تجھکو نہین آرزوئے گل

صیاد سن ہی لینگے نوید بہار کو
اکدن خبر کی طرح پھیلیگی بوئے گل

باتین کچھ ابتدائے جوانی کی ہین جو یاد / ہنستے ہین دیکھکر وہ چمن مین نموئے گل

سونگھے ہین آج غیر نے اُنکے گلے کے ہار / اینڈا جو مثلِ تیر کے دیتی ہی بوئے گل

غصہ کی ہر حسین مین ہوتی ہی اک ادا / رکھتے ہین سب تجھسے دیکھکے سرخی روئے گل

تاثیرِ جذبِ عشق کے قابل نہین حضور / جاتی ہی کیون دماغِ عنادل مین بوئے گل

اتنا تو پہلے سوچ لو معشوق تھے بھی ہے / دیکھو نہ یون نگاہِ حقارت سی سوئے گل

سو پردہ مین چھپائے سے چھپتا نہین ہے حسن / دیوارِ باغ پھاند کے آتی ہی بوئے گل

کس عندلیبِ گم شدہ کی ہی اسے تلاش / کسکو چمن مین ڈھونڈھتی پھرتی ہی بوئے گل

جا بیٹھین کہان چمن سے عنادل بہار مین / زنجیرِ پا ہی انکے لئے موجِ بوئے گل

وہ پھر رہی ہین میرے سنانیکو باغ مین / دیکھے نگاہ بھر کے نہ بلبل بھی سوئے گل

اچھا کفن ملا اسے سرکارِ عشق سے / لپٹی ہوئی ہی لاش سے بلبل کی بوئے گل

کملائے پھول دیکھ کے بلبل سے بولے وہ / کمبخت کس نگاہ سے دیکھا تھا سوئے گل

مجھ زار کو اڑا کے نہ کیونکر ہو لائے شوق / کب بارِ دوش بادِ صبا پر ہی بوئے گل

کچھ یاد آگیا انھین گلشن مین میرے بعد / بلبل نے چشمِ یاس سے دیکھا جو سوئے گل

غزل ۱۰۱	ڈرتا ہون بدگمانیون سے انکی اے **فروغ** مینے نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ سوئے گل	اشعار (۲۰)

غزل

ہی بلبلون کے پیشِ نظر حسنِ روئے گل / اچھا ہی یہ حسین بھی سیکھین جو خوئے گل

کیون بند ہی بہار مین دروازۂ چمن / روکے سے باغبان کے رکے گی نہ بوئے گل

آغوشِ نازِ دوست مین عاشق کی ہی جگہ / بلبل کو دستِ شوق ہی ہر موجِ بوئے گل

میری فغان تو شورِ عنادل سے مل گئی / تم ہنس رہے ہو پھر بھی بنین تم مین خوئے گل

اتنا تو حسن و عشق مین ہو ربط و اتحاد / ہی خلط وہ آہ عنادل مین بوئے گل

ہارون کے پھول وصل مین ہنستے ہین دیکھیے
اچھی گلے لگا کے بگاڑی ہی خوئے گل

اب تک کسی نظر مین ہین بے اعتبار ہم
بگڑے وہ ہمنے باغ مین دیکھا جو سوئے گل

فصلِ خزان مین بھی اُنھین لطفِ بہار ہی
ایسی بسی دماغِ عنادل مین بوئے گل

لیتے ہین بلبلون کی محبت کا امتحان
وہ دیکھتے ہین پیار کی نظرون سے سوئے گل

کیا آگیا ہی وقتِ وداعِ بہارِ باغ
ایک ایک کے گلے سے لپٹتی ہی بوئے گل

اُنکی نظر نگاہِ عنادل سے کیون ملے
کیون آنکھ اُٹھا کے باغ مین دیکھین وہ سوئے گل

حسن اُنکا میری آہون سے مشہور یون ہوا
بادِ سحر سے پھیلتی ہی جیسے بوئے گل

پاتا ہی گُندھ کے ہار مین ظالم کہان جگہ
دیکھون نگاہِ رشک سے کیونکر نہ سوئے گل

عاشق کو اُنکی بزم مین حکمِ فغان نہین
نالان ہی عندلیب چمن روبروئے گل

مرجائے بحرِ حسن مین بلبل نہ ڈوب کر
ہی موجزن بہار مین دریائے بوئے گل

کیون ہنس رہے ہو میری لحد پر چڑھا کے پھول
سمجھا ہین اب تمھین نے بگاڑی ہی خوئے گل

دیکھیے تو باغ مین ہو یہ کیا بیچ بیان
نیچی نظر ہی آپ کی کیون روبروئے گل

پھیلا دھوان جو آہِ عنادل کا باغ مین
گویا ہوا نقاب پئے حسنِ روئے گل

حسنِ لطیف قیدِ علایق سے ہی بری
اُلجھا نہ خار سے کبھی دامانِ بوئے گل

اشعار (۱۸۶)	تقصیر وار عشق نہین اک ہمین فروغ سنتے ہین بلبلونکو بھی ہی آرزوئے گل	غزل ۱۰۸

غزل

کیا عشق مین نظر سے گرا ہی وقارِ دل
تم کیا کہ خود ہمین بھی کہ نہین اعتبارِ دل

جورِ وفا مین اور بڑھا اعتبارِ دل
تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل

اتنا شبِ وصال نہ بڑھوائے وفورِ شوق
ڈر ہی چھلک نہ جائے مئے خوشگوارِ دل

بادِ خزان کا دیتی ہی دھوکا ہوائے آہ
پہنچا قریب وقتِ وداعِ بہارِ دل

آجائے کاش موت ہی جھکو شبِ وصال
کچھ تو کسی نظر مین بڑھے اعتبارِ دل

اُلفت مین دلکو دسیے نہ ملنے دیا کبھی
دیوار بن کے ہو گیا حائل غبارِ دل

اے شوق اُنکے عہد کا شکوہ کرین گر کیا
تو نے بھی تو مٹا دیا سب اعتبارِ دل

طوفانِ اشک و آہ سے دل ہی بجھا ہوا
آب و ہوا یہ ایسی ہے ناسازگارِ دل

پھر بھی انھین بلانا ہے اے بیخودی ٹھہر
اتنا بھی خاک مین نہ ملا اعتبارِ دل

خوش ہون مین یاد غیر تو مٹی مین مل گئی
ضایع ہوا نہ خیر کسی کا غبارِ دل

لے آہ منتشر کیا گردِ ملال کو
تو نے بنا بنایا بگاڑا مزارِ دل

مانگون دعا رقیب کے مرنے کی خاک مین
مٹی کہین نہ دے سکے نکالین غبارِ دل

اے رازِ عشق پھر سبھی رکھے کہان کوئی
مین کیا کرون نہین ہے مجھے اعتبارِ دل

کچھ اسکی چھیڑ چھاڑ سے جی تو بہل گیا
تیر خدنگ آکے ہوا غمگسارِ دل

اے شوق رو سے شاہدِ مقصد نہ چھپ سکے
ہو صاف اسقدر تو ہمارا غبارِ دل

کچھ داغ گردِ غم مین پڑے ہین چھپائے منہ
ویران کر گئین وہ نگاہین دیارِ دل

برباد کی اُڑا کے مرے غم مین میری خاک
تمنے نئی طرح سے نکالا غبارِ دل

غزل ۱۰۹	پہلو تو اسکا ہے سخنِ غیر سے الگ وہ شوق سے کرین نہ فروغ اعتبارِ دل	اشعار (۱۸)

غزل

ہے مردہ ہونے پہ بھی بڑا اعتبارِ دل
تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل

سوتے ہین بیحجاب وہ گو اسے نگاہِ شوق
جائے نہ عمر بھر کو مگر اعتبارِ دل

آئے ہین اوڑھ کر وہ دوپٹہ جو ملگجا
پردے مین اُسکے کرتے ہین ظاہر غبارِ دل

تھا کیا کہ اُلٹی اُلٹی باتین کسی کی سمجھ مین آئین
دل اُنکے بس مین اُنپہ نہین اختیارِ دل

سچ ہی یہی تھا شرمِ محبت کا اقتضا
ہوتا غبارِ رنج نہ کیون پردہ دارِ دل

اب انتہا کو میری نقاہت پہنچ گئی
چلتا نہیں کسی پہ ذرا اختیارِ دل

میری زبان ہی ہے شب غم زبانِ شمع
منہ سے نکل رہے ہیں جو یہ ہم شرارِ دل

پیاسے سبھی ہیں خون کے غم ہو کہ انکا تیر
مونس نہ ہجر میں نہ کوئی غمگسارِ دل

رکھیں وہ فاتحہ کیلئے اور لحد پہ ہاتھ
اے اضطراب اب بھی نہیں اعتبارِ دل

کچھ داغ عشق کے ہیں کچھ ارمان وصل کے
خالی فراق میں بھی نہیں ہے کنارِ دل

گھونگٹ میں قہر کرتی ہے شوخی نگاہ کی
ٹٹی کی آڑ میں تو نہ کھیلو شکارِ دل

موباف میں زری کے جو باندھا ہے حسن نے
اب یہ کھلا کہ زلف ہی تقصیروارِ دل

جبتک ہمارے پاس تھا ہم اُسکے لیتے تھے بین
اب آئینہ تو ذرا بھی نہیں اختیارِ دل

کچھ روک تو ہوئی ترے تیر نگاہ کی
بیکار تو گیا نہ ہمارا غبارِ دل

ہوتا ہے ہمنشین یہ اثر کچھ نہ کچھ ضرور
ہے وہم انکی یاد ہے کیوں غمگسارِ دل

اچھا وہ مجھسے خوش جو نہیں ہیں خفا تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہے تو انہیں اعتبارِ دل

غزل ۱۱	برباد کی صبا نے مری خاک اے فروغ لیکن اڑا سکی نہ کسی کا غبارِ دل	اشعار (۳۵)

غزل

نہیں اب انکی جفائیں شمار کے قابل
مری وفائیں ہوئیں اعتبار کے قابل

اٹھاؤ تیغ دوپٹہ سنبھال کر مجھ پر
یہ دشمنی کی ادا بھی ہے پیار کے قابل

ملو نہ خاک مرے غم میں چاند سے منہ پر
یہ آئینہ نہیں گرد و غبار کے قابل

شب فراق میں گنتا ہوں اسلیے تارے
کہ دل کے داغ نہیں ہیں شمار کے قابل

بسا ہی انکے دل انکی نگاہ میں کوئی
کسی کے چاہنے والے ہیں پیار کے قابل

میں یہ سمجھ کے ہوں خوش انکی جھوٹی وعدہ کشی
کہ جانتے تو ہیں وہ انتظار کے قابل

لگائیں کلیجے سے پھر آئینہ لگائے رہے
کہ تیرا عکس بھی ظالم ہے پیار کے قابل

ہنستین حضور نہ غیرونکے ساتھ تربت پر
نہین یہ پھول ہمارے مزار کے قابل

ملے حساب سے کیا جلد حشر مین مہلت
مرے گناہ نہ ٹھیرے شمار کے قابل

تری جفا کے تغافل نے قہر ہی ڈھایا
ہم اور اِس ستم روزگار کے قابل

گرے ہین ٹوٹ کے تیرے گلے کے ہارو سنیے
وہ پھول تھے جو ہمارے مزار کے قابل

نکیون کلیجے مین رکھون نظر کے تیرونکو
ترے ستم بھی ہین بیدرد پیار کے قابل

نگاہین ملتی بھی ہین لڑتی بھی ہین وصل کی شب
یہ صلح و جنگ نہین اعتبار کے قابل

عدو کی سمت سے دلبر غبار ہی اُن کا
یہی جگہ ہی ہمارے مزار کے قابل

نہ تیغ اُٹھائیے اُسپر کہ بیگناہ ہی غیر
سزا یہ ہی کسی تقصیر وار کے قابل

وہ پیاری پیاری ادائین سبھی قیامت کی
وہ بھولی بھولی سبھی باتین پیار کے قابل

وہی زبان ہی جو تمنے رقیب کو دی تھی
پھر اب اُسیکا سخن اعتبار کے قابل

سب جلے ہین دل مرے احباب کے مرے غم مین
یہی چراغ ہین میرے مزار کے قابل

چمن مین بلبلون نے منہ انھین پہ رکھا تھا
ارے یہ پھول نہین تیرے ہار کے قابل

وہ ناز حسن وہ آئینہ دیکھ کر کھنا
تری نگاہ بھی ہی اعتبار کے قابل

اٹھی نہ تیغ نزاکت سے لڑتے ہین مجھسے
یہ بچپنے کی ادائین ہین پیار کے قابل

پس فنا جو منون خاک ڈالدی مجھ پر
یہ بوجھ کب ہی مرے جسم زار کے قابل

سنو اب آج سے غیرونکی تم صفت مجھسے
جو میری بات نہین اعتبار کے قابل

لحد نے کس لیئے چادر سے منہ کو ڈھانک لیا
کہ یہ ادا تھی کسی سوگوار کے قابل

فروغ وصل مین بیچین ہو بلا اُن کی
ادا ہی یہ تو دل بے قرار کے قابل

ردیف میم

غزل

بیشک کہین سے آتے ہو تم جانتے ہین ہم
چھپتی ہوئی نگاہون کو پہچانتے ہین ہم

اظہار درد دل جو مین کرتا ہون وصل مین
کہتے ہین ہنسکے خوب تجھے جانتے ہین ہم

کچھ آسرا دیا جو نہ امید وصل نے
اب اپنے دل مین اور ہی کچھ ٹھانتے ہین ہم

پھیلا ہوا ہے سرمہ بھی بکھرے ہین بال بھی
اور پھر کہین گئے بھی نہین مانتے ہین ہم

سنتے جو عرض کی مرے گھر پر کبھی نہ آئے
ہنسکر کہا ارے تجھے پہچانتے ہین ہم

سر مین ترا خیال ہے دلمین ہے تیری یاد
تیرے سوا کسی کو نہین جانتے ہین ہم

آنکھ اپنی ہو تصور عارض مین کیون نہ بند
قران کو غلاف مین گردانتے ہین ہم

دیدار کی ضدون پہ غضب ہے وہ کہا اٹھے
ہو جائے حشر بھی تو نہین مانتے ہین ہم

وہ بدگمان ہین لاش پہ بھی میری کہتے ہین
بیٹھی ہے کوئی گھات تری جانتے ہین ہم

دم توڑنے پہ میرے اشارے یہ انکی ہین
چالین رہے سبھی تری پہچانتے ہین ہم

اٹھتا ہے بے سبب کہین دل مین جگر مین درد
یہ ہتھکنڈے انھین کے ہین سب جانتے ہین ہم

اشعار (۱۲)	واقف فروغ سے ہو کوئی پوچھتا ہے جب آنکھین جھکا کے کہتے ہین ہان جانتے ہین ہم	غزل ۱۱۲

غزل

اٹھین گے اب نہ کوئے بت نازنین سے ہم
فردوس کو سلام کرینگے یہین سے ہم

مانا کہ بزم عیش ہے صحبت آپ کی
پر دل پہ چوٹ کھا کے اٹھے ہین یہین سے ہم

نیچی نظر نے قبر مین روزن تو کر دئے
مر کر بھی خوش ہین اس نگہ شرمگین سے ہم

وہ راہ کوئی غیر ہے یہ راہ کوئے دوست
آتے ہو تم کہین سے مری جان کہین سے ہم

اسکی صلاح نے تو ہمین خاک کر دیا
اچھے وہ آسمان سے ملے اور زمین سے ہم

کیا کام ہم سے رندون کا زاہد کی بزم مین
حضرت کو دے رہے ہین دعائین یہین سے ہم

حسرت بھری نظر مین بھی آفت کا توڑ ہی
دل بھی وہی دکھاتے ہین لے لیکے چٹکیان
یہ ایڑیان رگڑتے نہین ہین فراق مین
کیون روزِ حشر آنکھ ملائین شہ حسن تو کیا
اس ضعف کا برا ہو کہ سب جانتے لگے
غصہ کی اس ادا نے کیا کام تیغ کا
سمجھے نہ اپنے تیر نظر کا کوئی جواب
پنہان نہین ہے چشم تصور سے کوئی شے
اچھا یہان نہین نہ سہی حشر مین سہی
معلوم ہے پتہ دلِ گم گشتہ کا اسے
پلٹا دیا جو آئینہ روئے یار نے
تیرِ نظر سے ہوگا مشبک مزار بھی
اس چاہ کا برا ہو تمہین ظلم بھی کرو
ہے اس لیے مزار پہ چادر پڑی ہوئی
جو بت کی انکھڑی ہین بلائین جھکے ہین جب
قاتل ہو تم تمہارا ہے دامن ہمارے ہاتھ
رخ سے نقاب اب تو خدا کیلئے ہٹاؤ
نازک ہو تو کسی کے تصور مین جاؤ کیون
ہو ہو کے خاک سرمہ بنین آنکھ مین سمائین
جھک جھک کے ناتوانیِ پیری مین ای شباب
روزِ وصال تک جو سلامت ہین دستِ شوق

اسوقت کیون ڈرین نگہ شرمگین سے ہم
کھتے ہین دردِ دل بھی شبِ وصل انھین سے ہم
لیتے ہین آسمان کا بدلا زمین سے ہم
سیکھے ہین سب یہ طرز و روش تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق ایک بتِ نازنین سے ہم
بسمل ہوئے حضور کی چین جبین سے ہم
محجوب آپ ہین نگہ واپسین سے ہم
دیکھینگے انکے حسن کے جلوے نہین سے ہم
لیکن کہین گے راز دل اپنا تمہین سے ہم
کھئے تو پوچھ لین نگہ شرمگین سے ہم
مجروح خود ہوئے نگہ واپسین سے ہم
چھپکر کسی کو دیکھ ہی لینگے یہین سے ہم
اور داد بھی جفاؤن کی چاہین تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق اک بتِ پردہ نشین سے ہم
ای رشک خوش ہو گیا نگہ شرمگین سے ہم
محشر کے دن بھی لپٹے رہین گے تمہین سے ہم
کیونکر بلائین لین نگہِ واپسین سے ہم
پوچھین پسینہ واہ تمہاری جبین سے ہم
چھپ چھپ کے یون ملین کسی پردہ نشین سے ہم
کرتے ہین آسمان کی شکایت زمین سے ہم
لین گے عوض تری نگہ شرمگین سے ہم

باتون مین ہی چھپی ہوئی تاثیر درد دل
یون حال کہتے ہین کسی پردہ نشین سے ہم

جھک جھک کے دست شوق کو روکا شب وصال
مجبور ہوگئے نگہ شرمگین سے ہم

مرکر کفن سے منہ کو چھپا لینگے ای فروغ
لینے کو ہین عوض کسی پردہ نشین سے ہم

ردیف نون

غزل

غزل ۱۱۴۳ — اشعار (۱۵)

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اے حسین نہین
آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین

محو خرام کب وہ مرا مہ جبین نہین
کس روز آسمان پہ دماغ زمین نہین

انکا سنورنا اور ادھر رہ کے پوچھنا
جانے کا تو حضور ارادہ کہین نہین

تیر نگہ کی اپنی رسائی تو دیکھئے
کس بات کی طرح یہ مرے دلنشین نہین

کچھ کہہ رہی ہے نیچی نگہ بھی حضور کی
دل بھی ہے بدگمان یہ ہمین تو یقین نہین

زانو سے تو خدا کیلئے آئینہ ہٹاؤ
اچھا یہی سہی کوئی تم سا حسین نہین

روندا تھا عمر بھر لسے سب نے جو ای فشار
بدلا تو لے رہی ہے کہین یہ زمین نہین

آئے ہین وہ جنازے پہ بھی کوستے ہوئی
ابتک ہمارے مرنیکا انکو یقین نہین

نالہ بھی کر رہا ہون اڑاتا ہون خاک بھی
یا آج آسمان نہین یا زمین نہین

دلمین جگر مین آگ لگی ہے شب فراق
بیوجہ یہ مری نفس آتشین نہین

جسپر نہ داغ عشق ہو تیرا نہین وہ دل
جسپر نہ تیرا نام کھدے وہ نگین نہین

اللہ کی پناہ یہ ناز اور یہ غرور
معشوق اک جہان مین نرلے تمہین نہین

امید بھی نہ غیرون کی ٹوٹی غضب ہوا
تمسا زمانہ بھر مین کوئی نازنین نہین

کس سے ہوئی ہین رات کو گستاخیان حضور
بوجہہ فرش خواب پہ چین جبین نہین

غزل ۱۱۴ — اشعار (۱۵)

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اے نازنین نہین

غزل

اچھی خوشی ہی آپ مین ہم اسے حسین نہین
آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین

اچھا مین بیقرار سہی تم نہین ہو شوخ
سبکی خبر ہے اپنی خبر اے حسین نہین

تو بہ ہمارے عہد تمہارا اچھا نکارنگ
انمین ثبات ایک کو اے نازنین نہین

اب سے کیا کرونگا مین تعریف غیر کی
اچھا ہی میری بات کا تمکو یقین نہین

غیرون کی دشمنی نے یہ اچھا کیا سلوک
میری جگہہ بھی دلمین ترے اے حسین نہین

مجھ سخت جان کے حلق پہ کیونکر چھری چلے
کچھ آپکی نگاہ یہ اے نازنین نہین

بیکار دشمنی سے بھی تھا اپنی مجکو رشک
وہ بھی تو ہائے دلمین ترے اے حسین نہین

کسطرح آئے آپکے وعدیکا اعتبار
مجکو تو زندگی کا بھی اپنی یقین نہین

ہے کچھ دل عدو کی طرح میرے دلمین بھی
حسرت مری ہے تو اگر اے نازنین نہین

صاحب زرا سنبھل کے چلو میری قبر پر
کیا جانتے ہو تم کوئی زیر زمین نہین

رہتی ہے یہ بھی دل مین کسی ناتوان کے
ظاہر جب ہی کمر تری اے نازنین نہین

اچھی لڑائیان ہین کہ تیرا تو ذکر کیا
ملتی تری نگاہ بھی اے مہ جبین نہین

داغ جگر مین جنکو سمجھتا ہون ہجر مین
یہ انکی چٹکیون کے نشان تو کہین نہین

سمٹی ہوئی کسی نہ کسی کی نگاہ ہے
عارض پہ تیرے خال یہ اے جبین نہین

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اے نازنین نہین

غزل نمبر ۱۱۵ — غزل — اشعار (۱۷)

حسن کی کوئی صفت اے بیوفا چھوٹے نہین
نازکی ایسی تو ہو عہد وفا ٹوٹے نہین

میرے دستے لگے آبلے کس رات کو پھوٹے نہین
کب شب فرقت ستارے چرخ پر ٹوٹے نہین

وعدے ایفا ہو گئے عہد وفا ٹوٹے نہین
آپ ہی سچئے حضور اغیار بھی جھوٹے نہین

کیون رسیلی ہین تری آنکھین یہ آئینہ سے پوچھ
ہائے کس نے تیرے جوبن کے مزے لوٹے نہین

جسقدر توڑے ہین دل سنگِ جفا سی آئینے
باغ مین گلچین سے اتنے پھول بھی ٹوٹے نہین

اب زبان کاٹو اگر ہم ذکر وعدے کا کرین
خیر جانے دو نہین جھوٹے ہین تم جھوٹے نہین

ہون بلائین وہ رسے گر جا نہین سکتا [illegible]
پا شکستہ ضعف سے ہون ہاتھ تو ٹوٹے نہین

حشر مین بھی نازکی سے ناتوانی دب نجائے
دامن قاتل ہمارے ہاتھ سی چھوٹے نہین

دیکھ زاہد کیسی اودی اودی اُٹھی ہی گھٹا
بیحیائی توبہ گر اسوقت بھی ٹوٹے نہین

پاؤن مین زنجیر احسان ڈالدی صیاد نے
چھوٹکر زندان سے بھی ہم قید سے چھوٹے نہین

حسرتون کا خون اُن نیچی نگاہون نے کیا
رہزنون نے کب دلونکے قافلے لوٹے نہین

تان کر سینہ کلیجے مین چبھو دو برچھیان
ہان ستمگر کوئی پہلو ظلم کا چھوٹے نہین

چھپ کے جاتے ہو کہان کیون جھکے نخل ابھی ہین
پاؤن بھی ٹوٹے نہین ہین ہاتھ بھی ٹوٹے نہین

روز روشن شکلِ آئینہ کہان اسکو نصیب
حسن جانانکے مزے حسن آنکھ نے لوٹے نہین

دل کسی کمبخت کا ٹوٹے بلا سے ٹوٹ جائے
ہی نئی ضد مہر خاموشی مگر ٹوٹے نہین

آپ کیا سمجھے کہا کیا مینے یہ غصہ ہی کیون
آپکے وعدے ہین جھوٹے آپ کچھ جھوٹے نہین

مین تو قائل ہون جب اُنکی نازکی کا اے فروغ
اُنسے جب دل بھی کسی مظلوم کا ٹوٹے نہین

غزل نمبر ۱۱۶ — اشعار (۱۵)

غزل

کاش مین ڈھنگ آرزوئے غیر کا پیدا کرون
تیرے دل مین تو کسی صورت سے جا پیدا کرون

دیکھتی ہے وہ آنکھ شوخی یا حیا پیدا کرون
یہ ادا پیدا کرون یا وہ ادا پیدا کرون

شب کو گھبرائے ہوئے گھر سے نکل آئینگے وہ
فکر ہی مین غیر کی طرزِ صدا پیدا کرون

کھتا ہی غنچہ چٹک کر جاتی ہی فصلِ بہار
قافلہ کا کوچ ہی صوت درا پیدا کرون

خاک مین ملجاؤن مٹکر راہِ کوئے دوست مین
چاہتا ہون مین کہ شکلِ نقشِ پا پیدا کرون

دل یہ کھتا ہی نہین غم دوست سمجھا بھی کوئی
داغ اک مٹجائے تو مین دوسرا پیدا کرون

شوق کی خواہش ہی شوخی و شرارت امین ہو
چاہتا ہی حسن مین شرم و حیا پیدا کرون

مستین کرنا کسیکی دیکھین یہ کمبخت بھی
ڈھونڈھکر غیرونکو مین روزِ جزا پیدا کرون

چونک اٹھین خواب سے وہ بھی جگر کو تھام کر
دلکش ایسی اپنے نالونمین صدا پیدا کرون

جتنا ہی صبح شبِ وصل انکی منت مین اثر
اٹھتی تو تاثیر تجھ مین اے دعا پیدا کرون

فکر ہی مجکو جو موت آئے تو انکے ہاتھ سے
زندگی سے بڑھکے ہو ایسی قضا پیدا کرون

تیر اٹھائی عکس بھی تیر انہین یون ہی سہی
اک ستمگر تو ہی مین کیون دوسرا پیدا کرون

سر جھکائے شرم سے خاموش تم بیٹھے نہین
سوچتے ہو کہ نئی کوئی جفا پیدا کرون

مدعا دلکے تڑپنے کا مین سمجھا ہجر مین
جانتا ہی تیری شوخی کی ادا پیدا کرون

غزل ۱۱۷	چاہتی ہی میری مضمون آفرینی اے **فروغ** بات جو پیدا کرون سب سے جدا پیدا کرون	اشعار (۱۶)

غزل

آن گھبرائے کدھر آپ چلے جاتے ہین
دیکھیے شانو سے آنچل بھی ڈھلے جاتے ہین

[illegible] نکلنے کو آئے تھے مری میت پر
اب بھی انکے وہی الزام چلے جاتے ہین

کاوشش وہ طالب دیدار کی آنکھین ہوتین
پھول نرگس کے جو تلوونسے ملے جاتے ہین

تیغ چلتی ہی تو ترک رگ کے مری گردن پر
اسکے بھی ناز تری طرح چلے جاتے ہین

جلوۂ دل کوئی اسطرح مسلتا ہی حضور
پھول بھی یون نہین چٹکی سے ملے جاتے ہین

بے ادب مر کے ہوئے دھیان نہین ساتھ ہی کون
اور ہم چار کی کاندھون پہ چلے جاتے ہین

ناز اٹھاتی ہی گنہگارونکی رحمت جو ادھر
بیگناہون مین اُدھر ہاتھ ملے جاتے ہین

مے دنیا کی بھی ہوتی ہی مذمت واعظ
بادۂ خلد کے چھینٹے بھی چلے جاتے ہین

تالبش جہر قیامت پئے مجرم ہی نہین
بیگنہ بھی مرے اللہ جلے جاتے ہین

ناز سے مین بھی زمین پر نہین رکھتا ہون قدم
لاش کیساتھ جو میری وہ چلے جاتے ہین

ضبط پروانونکا ای شمع خدا کیلئے دیکھ
منہ سے اُف بھی نہین کرتے ہین جلے جاتے ہین

ہنس پڑے پھیر کے منہ لاش اُٹھا کر میری
ابتک اُنکے وہی انداز چلے جاتے ہین

لطف بھی اسکا اک آفت ہے الٰہی توبہ
آپ اپنے سے ہم ای رشک جلے جاتے ہین

جھڑ گیا حشر کے دن قصۂ غم بھید کس کا
کہ اِدھر اور اُدھر لوگ ٹلے جاتے ہین

انھین ہاتون سے تو کل ذبح کیا تھا مجکو
اور ہی آج مرے غم مین ملے جاتے ہین

غزل ۱۱۸	امتحان مین کہین ٹھیرے ہین بھلا غیر فروغ اُنکے وعدے کیطرح یہ بھی ٹلے جاتے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

تو ڑ کچھ ناوکِ نظر مین نہین
کہ تڑپ غیر کے جگر مین نہین

نیچی آنکھون مین شوخیان کیسی
کچھ حیا بھی تری نظر مین نہین

کعبۂ دل مین ہی خیالِ بتان
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

دیکھ غیرون کو شوق سے دیکھا
کہ محبت تری نظر مین نہین

تم جو بیٹھے اُدھر سے اور اِدھر
درد اب دل مین ہی جگر مین نہین

منحصر مجھ پہ کچھ نہ غیرون پر
خاک ہی جو تری نظر مین نہین

لیجے قتل کرنے آئے ہین
کوئی تلوار بھی کمر مین نہین

لیکے دل آنکھ پھیر لی کیسی
اب لگاوٹ ذرا نظر مین نہین

سر اُٹھایا ہی شوخیون نے بہت
وصل کی شرم کیا نظر مین نہین

تو نے مجبور کر دیا اسے ضعف
اب تڑپ بھی دل و جگر مین نہین

دیکھتے تو ہین غصہ ہی سے سہی
کون کہتا ہی ہم نظر مین نہین

وصل کی رات وہ تو ہم شب ہجر
کون اندیشۂ سحر مین نہین

غیر مرتا ہی تجھ پہ شاد ہون مین
کہ ترحم تری نظر مین نہین

کچھ سے کے شرم نیچی آنکھون کی
بدگمانی مری نظر مین نہین

دم زینت قد از شوخی سے
عکس گو آئینہ کے گھر مین نہین

غزل ۱۱۹

ہائے تاریکئ مزار **فروغ**
شمع بھی جس اندھیرے گھر مین نہین

اشعار (۷)

غزل

شب غم درد کے ہمراہ اُٹھ اُٹھکر ٹہلتے ہین
تڑپ کیساتھ دلکے ناتوان کروٹ بدلتے ہین

نہین ہلتی ہین باد تند سے یہ ٹہنیان باہم
شجر ہی حال پر میرے کفِ افسوس ملتے ہین

وہان خوش ہوکے مہندی سے ملتی ہین وہ اپنی پانون مین
یہان ہم رنج فرقت مین کفِ افسوس ملتے ہین

خبر دیتے ہین ہمکو طائر دل کے تڑپنے کی
فراق یار مین آنکھونسے جب آنسو نکلتے ہین

تماشا کرتے ہین گھونگر بنا کے اپنے بالون مین
تھپکتے ہین جو زلفونکو سر موذی پہ کچلتے ہین

انھین محفل مین میرا بیٹھنا جو بارِ خاطر ہے
مین جس پہلو مین بیٹھا ہون وہی پہلو بدلتے ہین

غزل نمبر ۱۲۰

فروغ اُس شعلہ رو سے آجکل جو گرم صحبت ہی
اُسے ہم روز بلڑ کاتے ہین جلنے والے جلتے ہین

اشعار (۱۲)

غزل

غیر کمبخت تری بزم سے ٹلتا ہی نہین
حوصلہ ہی مرے دلکا کہ نکلتا ہی نہین

کیا ملے وہ کفِ افسوس مرے ماتم مین
ہائے اس وہم سے مہندی بھی جو ملتا ہی نہین

ملکے وصل سے مرے مارا ہی حسینون نے مجھے
کام سب بے چال کے سچ ہی کبھی چلتا ہی نہین

کیا سنبھالے لینگے کسیکا دل بیتاب حضور
آپ سے اپنا دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین

حسرتین کیا مرے دل کی دم گریہ نکلین
ایسی بارش مین کوئی گھر سے نکلتا ہی نہین

صحبت و حسرت و ارمان نے دکھایا ہی اثر
دم بھی کمبخت مرے تن سے نکلتا ہی نہین

نہ شب ہجر تری یاد کو صدمہ پہونچے
مین تو اس خوف سے کروٹ بھی بدلتا ہی نہین

تھی یہی امید دم نزع وہ آئین گے نہ آئے
دم نکلتا ہی پر ارمان نکلتا ہی نہین

مہربان یہہ بھی ہی غیرون پہ تمہاری صورت
اب زمانہ بھی کوئی رنگ بدلتا ہی نہین

جوڑنا ہاتھ مرا اُنکا یہہ کہنا شب وصل
منتون سے تری کچھ بس مرا چلتا ہی نہین

کیا اس اُبھرے ہوئے جوبن نے کیا ہی بیچین
تیرے سینہ پہ دوپٹہ جو سنبھلتا ہی نہین

اشعار (۱۵)	ہر فروغ آپکا مداح مدد یا مولا سر سے اب کوہ غم و رنج کا ٹلتا ہی نہین	غزل ۱۲۱

غزل

جو ضبط نالہ کرتے ہین تو آنسو نکلے آتے ہین
نہین چھپتا ہی راز عشق لاکھ اسکو چھپاتے ہین

وہ مجنون ہون جو بھولا راہ کو صحرا نوردی مین
تو خار انگلی اُٹھا کر راستہ مجکو بتاتے ہین

رکھون کیا وصل کی امید اللہ رے حجاب انکا
وہ اپنے عکس سے آئینہ مین شرمائے جاتے ہین

یہہ کس بیکس کا جاتا ہی جنازہ آؤ دیکھو تو
کہ دشمن تک مری جان ساتھ جسکے روتے جاتے ہین

مرا دل ہی وہ بت ہی غیر ہی چرخ جفا جو ہی
ستم ہی ایک مجھ بیکس کو سب ملکر ستاتے ہین

پلا کر مے جو کہا خوب ساقی بادہ نوشون کو
رہی آباد میخانہ دعائین دیتے جاتے ہین

وہ خنجر دیکھنے مین محو ہین پر کون لے دیکھے
دل مضطر یہہ ہم زخم جگر کسکو دکھاتے ہین

ہماری لاش پر آکر وہ بولے یہہ وفا کیسی
مین سمجھا دل لگانے آپ جب جلے ونے جاتے ہین

غم تازہ کوئی مہمان آتا ہی جو سینہ مین
تو اسکو درد دل درد جگر اُٹھکر بٹھاتے ہین

وہ آئی پاؤنکی آہٹ وہ آواز آئی چھاگل کی
دل مضطر ٹھہر نزدیک آپہونچے وہ آتے ہین

فلک کی طرح دیتے ہین زیادہ رنج راحت سے
اگر دم بھر مین ہنستا ہون تو وہ پھر رلاتے ہین

پھپکی نرگسی آنکھونکا یارب تھا مین دیوانہ
غزال دشت تربت پر مری کیون خاک اڑاتے ہین

غرض ہی انکو آرائش سے مرجائے کوئی تو کیا
یہان ہے دم لبونپر وہ وہان زلفین بناتے ہین

خدا کیواسطے اے جذبِ اُلفت کچھ اثر دکھلا
کہ دروازے تلک آکر مرے وہ پلٹے جاتے ہین

غزل ۱۲۲

فروغ بے ادب سنے دیکھئے تری لیا بوسہ
بھلا گستاخ جو ایسا ہو اُسکو منہ لگاتے ہین

اشعار (۱۸)

غزل

فرقت مین منہ کو قلب جگر آئے جاتے ہین
تڑپین نہ کیون غریب کہ تڑپائے جاتے ہین

ہین ملکے رہنے والے بھی ہیہات دلکے ساتھ
وہ خود تڑپ رہے ہین جو تڑپائے جاتے ہین

تلوار اُٹھی نگاہ جھکی مسکرا اُٹھے
آنچل سنبھالتے ہوئے شرمائے جاتے ہین

غصہ سے دیکھتے ہین فلک کو شب وصال
آثار اب تو اور ہی کچھ پائے جاتے ہین

چھوٹا ہون اپنے دلسے کہانتک تمہاری ساتھ
کب تک کہون ٹھہر وہ ابھی آئے جاتے ہین

شمع لحد بجھا کے جو بیٹھے ہین قبر پر
کچھ اب بھی یاد کرکے وہ شرمائے جاتے ہین

ہین نازکی سے حسن پہ دوہری مصیبتین
گیسو کمر کے ساتھ ہی بل کھائے جاتے ہین

مرنے پہ بھی گئی نہ دل افسردگی مری
رکھتے ہی پھول قبر پہ مرجھائے جاتے ہین

جتنی اُدھر سے ہوتی ہے افزونی عطا
ہم دامن سوال کو پھیلائے جاتے ہین

پھلو نیا ملا ہے یہ تسکین قلب کا
اتنا تو دھیان ہے انھین تڑپائے جاتے ہین

پورا شب وصال ہے خلوت کا بندوبست
شرم آئے یا نہ آئے وہ شرمائے جاتے ہین

طرز عمل خود اُنکا مٹایا ہے اعتبار
ہر ایک بات پر وہ قسم کھائے جاتے ہین

نور سحر کا ڈر ہے ہمکو شب وصال
قسمت کے بھی چمکنے سے گھبرائے جاتے ہین

سینہ پہ دو دھرے ہین آنچل پھٹے ہوے
حسرت بھری نگاہ سے شرمائے جاتے ہین

گر ہے شوق ہین جو گلے سے لگا لیا
پھولونکے ہار سینہ پہ مُرجھائے جاتے ہین

موقع ہے اب ایسا کہ کرین مدح نعیر ہم
آخر ہر ایک بات پہ جھنجلائے جاتے ہین

طالب ہین تیرے رحم و کرم کے گنہگار
مرکر بھی دونو ہاتونکو پھیلائے جاتے ہین

غزل ۱۲۳ — اشعار (۱۸)

دل کیا نوید وصل سے ٹھنڈا ہوا فروغ
پھر آتش فراق کو بھڑکائے جاتے ہین

غزل

یہ کہکر رسا اپنے نالے ہوئے ہین
بڑے ہی حسین سونیوالے ہوئے ہین

بلند اسقدر میرے نالے ہوئے ہین
فرشتے فلک کو سنبھالے ہوئے ہین

یہ طرز تبسم کہان تھا گلون مین
یہ انداز اُنھین سے نکالے ہوئے ہین

سنبھلتا نہین تم سے اپنا دوپٹہ
ہم اپنے جگر کو سنبھالے ہوئے ہین

وہ خاک لحد سے بھی ہین میرے بدظن
کہ دامن کو اپنے سنبھالے ہوئے ہین

مری زندگی بھی ہے کیا اُنکا وعدہ
اجل کو بھی کیا میری ٹالے ہوئے ہین

ارے کون جاتا ہے یہ سینہ تانے
کہ سب اپنے دل کو سنبھالے ہوئے ہین

کرون وقت رفتار مین زار کیونکر
کہ جھوکے ہوا کے سنبھالے ہوئے ہین

بڑھا دی تڑپ اور ہاتون کو رکھ کر
مرے دلکو اچھا سنبھالے ہوئے ہین

وہ ابنوہ محشر مین جھنجلا کے بولے
کہ اب جمع پھر مرنیوالے ہوئے ہین

تمنا ہے یہ ان جفاؤن پہ ہم سے
بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین

[illegible]
[illegible]

یہ طرز ستم کب فلک جانتا تھا
یہ سیکھا ہوا [illegible] ہوئے ہین

پہونچتا تھا جنسے کبھی عیش و راحت
وہی رنج و غم دینے والے ہوئے ہین

نہ ہم مجرموں کو ہو کیوں ناز زاہد — کہ آغوش رحمت کے پالے ہوئے ہیں

شب وصل ہے یا کوئی خواب یارب — وہ باہوں کو گردن میں ڈالے ہوئے ہیں

نہ بچتاؤن مین کس طرح سے بلا کر — کہ اغیار اُن کو سنبھالے ہوئے ہیں

غزل ۱۲۴ — فرد مطلع — اشعار ۲۵

آسرا کیون نہ احمد کا رکھوں
وہ میری مصیبت کو ٹالے ہوئے ہین

غزل

روندا جگر کو دل ہے مرا اضطراب مین — کسکی خطا تھی کون نہ آیا عتاب مین

ڈر اتنی روز حشر ہوئی ہے حساب مین — ہے میرے ساتھ ایک زمانہ عذاب مین

آنکھین ہماری کھل گئین حسن اُنکا دیکھکر — اے شوق دیدہ وہ اگر آئے بھی خواب مین

ہے فرق شوق دید و تمنائے وصل مین — لکھنے کو کچھ تھا لکھ دیا کچھ اضطراب مین

سینہ سے کیون لگاؤن نہ دلکی تڑپ کو مین — شوخی تری نظر کی ہے اس اضطراب مین

جب سے سُنا ہے ہجر مین آتی نہین ہے نیند — وعدہ بھی ہے تو یہ کہ ہم آئینگے خواب مین

اچھا ملا فراق کا بدلا شب فراق — میری طرح سے آج ہین وہ اضطراب مین

اے شوق دید طعن کا پہلو بھی اسمین ہے — کیا خوش ہون ہنسکے کہتے ہین آؤنگا خواب مین

کیونکر نہ اپنی نیند سے بھی مجکو رشک ہو — یون تو نہ آئین اور جو آئین تو خواب مین

اتنا سمجھ لو شوق سے ہنستا کسیکو کیا — تم دل مین اور دل ہے مرا اضطراب مین

پھر سامنا ہے قہر کا تسکین دل کے بعد — رکھو نہ ہاتھ سینہ پہ تم اضطراب مین

کمبخت نیند موت سی کچھ ملتی جلتی ہے — آتا ہے مجکو وہم نہ آئین وہ خواب مین

ان بدگمانیوں کی بھلا انتہا ہے کچھ — آئے بھی تو رقیب کو لیکر وہ خواب مین

آیا تھا کوئی میری نقاہت پہ کھا کے رحم — چھوٹے ہین ہاتھ پاؤن مرے اضطراب مین

اے مرنیوالو آنکھ جو تم کھولتے نہین — کیا جاگنے سے بڑھکے ہے کچھ لطف خواب مین

جی چاہتا ہی بند ہی رکھون مین اپنی آنکھ / کچھ پوچھئے نہ مجھ سے جو دیکھا ہی خواب مین

[illegible]کا وعدہ کر تو گئے ہین وہ صبح وصل / کیا اعتبار بات کا ہو اضطراب مین

[illegible] بیان بھی ہی اُسی ظالم کا سامنا / سُنتے ہین سب کو ملتا ہی آرام خواب مین

[illegible]ر باتین کرتی ہین فرہاد و قیس سے / کچھ پوچھتا ہی مہر و محبت کے باب مین

[illegible] ہین ہنوز کوئی حیلہ ثواب کا / سنتے ہین ہم کہ ہوتی ہی ایذا عذاب مین

ہین اور کوئی غیر بھی کیا اسے تلاش یار / پہونچا دیا کہان سے کہان اضطراب مین

گویا فراق ہی مین مری زندگی کٹی / راتین وصال کی ہین بھلا کس حساب مین

کچھ تو کسیکے سامنے ہو دیر روزِ حشر / پڑ جائے فرق بھی کچھ آپکی حساب مین

جی چاہتا ہی چھیڑ کے اُنکو خفا کرون / دیکھون وہ رنگِ حسن جو بدلے عتاب مین

غزل ۱۲۵ | کیون رنگِ رُخ نقاب سے چھوٹے نہ اہی فروغ / خورشید کی ضیا بھی چھپی ہی سحاب مین | اشعار (۳۰)

غزل

ہو جس سے کوئی شاد تمہارا وہ دم نہین / گھر مین عدو کے شوق سے تم جاؤ غم نہین

خنجر اگر وہ تیرِ نظر ہی تو غم نہین / حسرت بھری نگاہ بھی برچھی سے کم نہین

مجھ پر نہ کچھ کھلا ترے موئے کمر کا پیچ / محتاج جادہ سُنتا ہون راہِ عدم نہین

نیچی نظر کلیجہ مین لیتی ہین چٹکیان / شوخی سے تیری شرم بھی اے یار کم نہین

حسرت دل عدو مین ہی ناخواندہ میہمان / آنیکی کچھ خوشی نہین جانے کا غم نہین

کہتے ہین پیار سے کہ تجھے خاک مین ملاؤن / اُنکی صفائیان بھی کدورت سے کم نہین

[illegible] / [illegible]

اے دل ترے تڑپنے کا مطلب سمجھ گئے / ظالم ترے فریب مین آنیکے ہم نہین

دل تھامنے کی ہمکو ادائین دکھا تو دین / اتنا اثر بھی ضعف سے نالون مین کم نہین

سوراخ کب کوئی دلِ آئینہ مین پڑا
اب آپ کی نگاہ سے ڈرنیکے ہم نہین

تھامی عنان توسنِ عمرِ روان کی ہے
کشتی کسی طرح شبِ تاریک غم نہین

مٹی وہ مجکو دیتے ہین ہنس ہنس کے بعد مرگ
انکی عداوتین بھی محبت سے کم نہین

تم آپ مہربان ہو وہ کمبخت کیا کرے
تقدیر ہی مین تغیر کی لطفِ ستم نہین

دشنگ اسکے نالہائے عدو سے الگ تو ہین
ہین سب بے اثر اگر مری آہین تو غم نہین

زانو سے میرے سر کو اُٹھانے پہ ہے کوئی
اے نعش بتا دے آ کے تو ہی در دلم نہین

رفتار مین بھی انکی نزاکت کا ہے اثر
چلتے ہین اور زمین پہ نقشِ قدم نہین

کیا کم جفائین کی ہین جو تم بدگمان بھی ہو
دلکو جواب کسی سے لگائین وہ ہم نہین

وہ میرا حال پوچھتے ہین چھیڑ چھیڑ کر
ہین چپ ہون اسلئے کہ وہ شکوؤن سے کم نہین

مجبور کردیا اثرِ ضعف نے مجھے
کیا خط انھین لکھونگا مین چلتا قلم نہین

غزل ۱۲۶

کیونکر فروغ اٹھائے گا تیری طرف سے دل
ظالم یہ تیرا ناز ہے تیرا ستم نہین

اشعار (۱۶)

غزل

دی مینے تم پہ جان یہ کچھ فخر کم نہین
مجکو بھی غم نہین ہے اگر تمکو غم نہین

تمکو ہماری آہ سے بیکار ہی گلا
ہمکو تو کچھ شکایت تیرِ ستم نہین

اے یار کیا شبک ہین یہ تیری نگاہ مین
کچھ ناتوان بڑھکے رقیبون سے ہم نہین

جانے کو تو ذرا بھی نہین اس سے ارتباط
آنا حضور کا تو قیامت سے کم نہین

مجھ سخت جان کا ساتھ نہ خنجر بھی دے سکا
کچھ دم ابھی ہے مجھ مین مگر اسمین دم نہین

ہے شبہ حسن و عشق مین ہے ربط باطنی
کچھ میرا ضعف انکی نزاکت سے کم نہین

پردمین کیون فشار کے ملتی ہے تو گلے
اے قہر تیرے ناز اُٹھانیکے ہم نہین

اچھا ہے تیر سے نے سوراخ کردئے
خیر اب گھٹے گا تو مرے سینہ مین دم نہین

دم بھر کو آکے کر گئے وہ اور بے قرار
کچھ دشمنی سے انکی محبت بھی کم نہین

صبر آگیا ہی سنکے تری نازکی کا حال
گو لاکھ ناتوان ہین پر ایسے بھی ہم نہین

مٹی مین ہائے ملگئین امیدین سب مری
سنتا ہون انکو غیر کے مرنیکا غم نہین

محتاج کب کسی کی جفائین ہین آپ کی
خنجر سے تو حضور کی باتین بھی کم نہین

سنتا ہون خوب گرم ہی بازارِ حسن کا
پھر کیا ہی گرم گر اثرِ سوزِ غم نہین

پھر میرا بخت چین سے سوئے نہ کسطرح
ٹھنڈی ہوا سے کچھ نفسِ سرد کم نہین

تجھپر پڑینگے وار نہ تیری نگاہ کے
چوٹ آئینہ کی طرح بچلینگے ہم نہین

غزل ۱۲۷

تجھکو جفائین سہنے کا ہی اک مزا فروغ
تیرے لیئے ستم بھی تغافل سے کم نہین

اشعار (۲۰)

غزل

تم غم مین غیر کے ہین تمہارے خیال مین
تم اپنے حال مین ہو تو ہم اپنے حال مین

تھم تھم کے میرے دلکو وہ کرتے ہین پائمال
تاثیر کچھ تو کی ہی تغافل نے چال مین

سوچا کیئے وہ لفظِ تمنّا کو دیر تک
اتنی سی بات آئی نہ انکے خیال مین

مشتاق دید ہو نہین نکیرین بعد مرگ
ضائع کرو نہ وقت جواب سوال مین

مضمون تری کمر کا بھی ظالم ہی بے وفا
آیا نہ وقت فکر ہمارے خیال مین

اب قدر میرے رنج کی شاید کچھ انکو ہو
رہتے ہین وہ عدو کے دلِ پر ملال مین

اے دستِ شوق پاس نزاکت ضرور ہی
بگڑنے دے انکو ناز کنارِ خیال مین

دیتے ہو غم بھی اور کرتے ہو عذر بھی
کسکو غرض رہے جو دلِ پر ملال مین

اے شوخ قبرِ غیر پہ تو اسطرح نہ چل
کچھ طورِ حشر کے نظر آتے ہین چال مین

رہتے نہین جو تم مرے دلمین نہین سہی
رہتا ہی دل تو میرا تمہارے خیال مین

تھا قہر خنجرِ شکنِ ابروِ بخیل
امیدین لوٹتی لگین دستِ سوال مین

کیا اب بھی تمکو اپنی نزاکت پہ ناز ہے
سُنتا ہون ہین گئے تھے عدو کے خیال مین

ہستی پر اپنی خود ہوئے نادم حباب بحر
ڈوبے اُبھر کے سب عرق انفعال مین

اُترا ہوا ہی چہرہ پسینہ جبین پہ ہے
ڈر ہے گئے نہون وہ کسیکے خیال مین

تیرے سوا جو اور کسی کا رہے خیال
گنجایش اتنی کب ہی دل پر ملال مین

راحت طلب ہی وعدہ بھی اُنکا وفا ہو کیا
غفلت سُلائے رکھتی ہی عہدِ خیال مین

نیچی نگاہین ہین دم رفتار اس لیے
کچھ شوخیان نظر کی بھی آجائین چال مین

سب بے تھرے عدو کی شکایت ہی کیا ضرور
جس غم مین تم ہو ہم بھی تو ہین اُس ملال مین

کب ایسی جامِ جم مین سُنہ ہٹتی ساقیا
مین کیا کہون جو لطف ہی جامِ سفال مین

غزل ۱۲۸	روشن ہے مثل مہر ترا نام اے فروغ کچھ شک نہین ہی تیرے فروغ کمال مین	اشعار (۱۸)

غزل

کب بیخودی شوق سے ہون اپنے حال مین
پھلو نیا فراق کا نکلا وصال مین

بیچین اُس سے بڑھ کے تو دل بھی نہین مرا
دم بھر نہین ٹھہرتے ہین چشم خیال مین

شانے سے اُنکا بال نہ ٹوٹا ہو وقتِ زیب
بھر دیکھون اُٹھا ہی دلِ پُر ملال مین

کام آئی اتنی ہی مری کاہید گیے جسم
پہونچون وہان تک اُڑ کے ہوائی وصال مین

ارمان بھی تیرا ہو گیا پامال ہی غضب
تھا وہ غریب بھی تو دلِ پر ملال مین

پاکر سزا بھی باز نہین آتا ہون حضور
کچھ ایسے ہی مزے ہین سوالِ وصال مین

اب سوچ ہے کہ بچ گیا تیرِ نظر سے دل
تمنے تو خود چھپایا تھا گردِ ملال مین

کسکو خیال ہو کہ رقیبون کا دھیان ہے
رکھتے ہین وہ تو ظلم و ستم کے خیال مین

اے رشک اسنے تو غیر کے مرنیکا غم ہوا
سُنتا ہون جان دی ہی ہوائی وصال مین

بھلا مری خوشی کا نکالا غضب کیا
کیون خوش ہوی وہ دیکھکے مجکو ملال مین

جز رنج کیا ملا مرے مرنے سے غیر کو
اُسکی خوشی ضرور تھی اس انتقال مین

ڈرتا ہون خون ہو نہ تمناے دید کا
کچھ سوجھتا نہین مجھے شوقِ وصال مین

آتا ہی جھوم اور گھڑی بھر کو ہٹ جا
اے موت کوئی آیا ہی میرے خیال مین

لٹہ جاے گا نہ قبرِ رقیب پہ
کمبخت مرگیا ہی ہواے وصال مین

او چلنے والے قبر پہ سینہ اُبھار کر
کچھ زخم بھی ہین میرے دلِ پُرملال مین

پھر اپنا حال بھی تو دمِ استفسار ہی
کوئی نہین کسیکا ہمارے خیال مین

عشقِ عدو سے مٹ گیا جھگڑا فراق کا
ہم اور آپ دونون ہین اب یکحال مین

غزل ۱۲۹	ہر دم نہ کیون فروغ کو حاصل وصال ہو یہ تو ہی عین شعلۂ حُسن و جمال مین	اشعار (۱۴)

غزل

تیرے ہاتو نسے سزا کا وہ سزاوار نہین
بس گنہگار وہی ہی جو گنہگار نہین

کچھ چمک درد مین آج اے دلِ بیمار نہین
اثرِ شوخیِ برقِ نگہِ یار نہین

اُنکے آنیکو نزاکت نے چھپایا مرے گھر
خاک پر نقشِ کفِ پا دمِ رفتار نہین

نیند آتی ہی کسے خواب مین سونا کیسا
جاؤ بھی یہ کوئی اقرار مین اقرار نہین

کبھی ہنستا بھی ہون تو اشک نکل آتے ہین
مجکو کمبخت مسرت بھی سزاوار نہین

مجھ سے خود پوچھ نہ لو میری سزا کا پہلو
تو خطا میری یہی ہی کہ خطاوار نہین

خاک اُڑ اُڑ کے پڑی رہتی ہی مرے ماتم مین
مین تو ہون گر کوئی بیکس کا عزادار نہین

جیسے سمجھے کوئی وعدے پہ چلے ہی آئے
نام بھی منہ پہ نہیں کا دمِ اقرار نہین

وصل مین شرم سے اُٹھتی نہین کافر نظرین
آج چلتے ہوے لے شوخ تلوار نہین

کرکے گھر آج دبے پاؤن وہ پرشک گئے
نقش پا مین اثرِ شوخیِ رفتار نہین

ٹال دیتے ہین جو آتا بھی ہی غصہ مجھ پر
لطف کیسا مین غضب کا بھی سزاوار نہین

آج کیون میری طرف ہین کہین چہرہ پان تیغ نہون
کسلیئے انکی نگاہین سوئے اغیار نہین

لیجئے اب تو اٹھا دیجئے چہرے سے نقاب
گر یہی ضد ہی تو ہم طالب دیدار نہین

یہ غرض ہی کہ نگاہین بھی کسی سے نہ ملین
کہین شوخی سے ٹھہرتی نظر یار نہین

گھر کی زینت کا سبب ہی مری شوریدہ سری
جسطرف دیکھیئے در ہی کوئی دیوار نہین

خیر اس جرم پہ مین قتل ہوا خوب ہوا
اب تو اس ڈر سے کوئی طالب دیدار نہین

وعدہ وصل کے اقرار کا پہلو نکلا
جب کہا اسنے مکرر دم انکار نہین

آب آئینہ سے سیراب ہوئے کیون دم زیب
خود اگر تیری نظر تشنۂ دیدار نہین

دلمین آتا ہی کرون اب مین تمنائے فراق
انکو عادت ہی وہ کہہ اٹھتے ہین ہر بار نہین

عشق نے جب سے دیا جان جہان تمکو خطاب
اب زمانہ مین کوئی جان سے بیزار نہین

حسرتین قتل کی اسے پردہ نشین لیتے ہین
میان سے کھینچکے بھی عریان تری تلوار نہین

کیا کہون رشک نے کیا دی ہی تسلی مجکو
جب سے یہ مینے سنا ہی وہ وفادار نہین

غزل نمبر ۱۳۱	ہائے کیون شرم سے آنکھون کو جھکایا ہی فروغ آج وہ جلوہ برق نظر یار نہین	اشعار (۱۱)

غزل

چاہتے ہو مرض غم سے نہ اچھا ہون مین
کیون اسی منہ پہ یہ کہتے ہو مسیحا ہون مین

حلق پر ہوکے رواں خنجر خونخوار ترا
مجھ سے کہتا ہی ترے خون کا پیاسا ہون مین

تیرا دشمن ہون شب وصل مین اے مرغ سحر
جب چھری پاتا ہون تجکو نہین پاتا ہون مین

عشق اسکا ہی مجھے اسکو ہی مجھ سے الفت
یار پیارا ہی مجھے یار کو پیارا ہون مین

میرے پہلو ان درد جگر اٹھ کے بٹھا دیتا ہی
قصد اٹھنے کا ترے در سے جو کرتا ہون مین

تجھ سے کہتی ہی شب ہجر یہ امید وصال
زیست کا تیری فقط ایک سہارا ہون مین

قیس کہتا تھا کہ مجنون اسکا بھی دھیان رہے
پیچھے پیچھے ترے اے ناقہ لیلا ہون مین

کیا عجب ہی کہ ترے دست حنائی مین ہے ۔ چور مہدی کا چراغ ید بیضا ہونمین
آسمان پر مہ کامل کو بھی اے رشک قمر ۔ آرزو ہی کہ ترا نقش کف پا ہونمین
باغ عالم مین وہ خندان ہی تو مین نالان ہون ۔ گل ہی وہ غنچہ دہن بلبل شیدا ہونمین

غزل ۱۳۱	صورت کوہکن و شیرین زمانے مین فروغ رہ نورد جبل و بادیہ پیما ہون مین	اشعار (۱۹)

غزل

سجدہ قدم قدم پہ کرون تیری راہ مین ۔ آؤن تو سر کے بل مین تری بارگاہ مین
اے یار قسمت دل عاشق ہی چشم لطف ۔ تم بھی کہو بچے جو تمہاری نگاہ مین
تمنے تو قہقہون مین گذاری تمام شب ۔ یان رات بھر بسر ہوئی فریاد و آہ مین
ملتے ہین ہم اگر کف افسوس ہجر مین ۔ پھرتی ہی شکل وصل ہماری نگاہ مین
پچتاؤ گے ستاؤ نہ دل مجھ غریب کا ۔ اے یار تھام لو گے جگر ایک آہ مین
خانہ خراب گھر ہی مجکو وہی کہین ۔ گھر بار مین تباہ کرون جسکی چاہ مین
بعد فنا بھی قدمو سے تیری جدا نہون ۔ اسواسطے مین خاک ہوا تیری راہ مین
بیدار ہون وہ خواب سے بٹھائے ہوئے جگر ۔ اے اضطراب ہو اثر اتنا تو آہ مین
لایا نہ تاب جور فلک کی بس فنا ۔ اے خاک قبر آیا ہون تیری پناہ مین
پھیر آنکھ ذبح کرکے نہ مجھ بے گناہ کو ۔ قاتل نہ بل پڑے کہین تیغ نگاہ مین
بتلا رہا ہی راہروون کو رہ نجات ۔ یارب ہی یہ نشان قدم کسکا راہ مین
اپنا دل شکستہ سمجھ کر اٹھا لیا ۔ دیکھا جو ٹکڑے ٹکڑے کوئی شیشہ راہ مین
پیش نظر جو گوہر دندان یار ہین ۔ موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
چھینا بتون نے منزل الفت مین نقد دل ۔ غارتگرون نے لوٹ لیا ہمکو راہ مین
کب بیکھنے سے انکے الجھتا ہی دم مرا ۔ پڑتی ہین گتھیان کہین تار نگاہ مین

اللہ رے وقار ترے خاکسار کا
تعظیم کو غبار بھی اُٹھتا ہے راہ مین

ڈر ہے کہ نقدِ دل کوئی راہزن نہ چھین لے
سینہ پہ ہاتھ رکھ کے نکلتا ہون راہ مین

اُسکو سدا زوال ہمیشہ جسے کمال
ہے فرق آسمان و زمین تجھ مین ماہ مین

غزل ۱۳۲

اے شاہِ طوس ہے یہ تمنا فروغ کی
مین بھی ہون باریاب تری بارگاہ مین

اشعار (۲۳)

غزل

یون سوزِ غیر کے دلِ بے تاب مین نہین
جسطرح ربطِ آتش و سیماب مین نہین

کوئی کسی کے ساتھ پڑے کیون عذاب مین
اب اُنکی یاد بھی دلِ بیتاب مین نہین

یہ کون میری لاش پر آیا غضب ہوا
آنسو کا نام دیدۂ احباب مین نہین

بے فیضی فلک کی یہ روشن دلیل ہے
جز داغ کچھ بھی کاسۂ مہتاب مین نہین

آیا ہے کوئی خوابمین بیدار ہین نصیب
کیا خوب خوابمین بھی ہے جو اِن خواب مین نہین

حالِ حباب دیکھ کے بھی کی نہ بند آنکھ
آنا بھی رحم دیدۂ گرداب مین نہین

اک پردہ چاندنی کا ہے اک پردہ در آنکا
حاجت نقاب کی شبِ مہتاب مین نہین

نیند اور موت مین نہین کچھ فرق ہے یہ وہم
آتے اسی سبب سے مرے خواب مین نہین

دنیا کے تھلکو سے بری سر بلند ہین
طوفان و موج چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا موجِ بحر بھی کوئی دستِ بخیل ہے
دیکھا تو خاک کاسۂ گرداب مین نہین

حسن انکا جھمسایا ہوا نیند آئے کیا
اتنی جگہ بھی دیدۂ بیخواب مین نہین

تم ہاتھ رکھ کے دیکھو ٹھہرنے مجال کیا
اتنی ہی بات تو دلِ بیتاب مین نہین

وہ بیحجاب ہین لبِ دریا تو شک کیا
نورِ نگاہ دیدۂ گرداب مین نہین

آتا ہو جو اسطرح سے بھی کوئی کسی کے گھر
ہر خار خون کے دامنِ سیلاب مین نہین

تم [illegible] شمع بزم مین [illegible] کچھ ہے پر چھوڑ
سب کچھ [illegible] کچھ دلِ بیتاب مین نہین

شب بھر رہے ہین روزن در کے منتظر
فرق النین اور دیدۂ بیخواب مین نہین

صبح شب وصال ہین شمشیر خونفشان
یہ سُرخ ڈورے دیدۂ بیخواب مین نہین

لکھتے ہو میرے قتل پہ تو یون کسو کمر
جو لطف دست شوق ہین پیچ و تاب مین نہین

آکر یہان فلک سے فرشتون نے کیا کیا
چارا کسیکو عالم اسباب مین نہین

طوفان اشک ہجر کی شب کیون نہو بلند
پانی ذرا بھی چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا دل کے آبلے بھی نہ پھوٹین شب وصال
آنسو جھکو دیدۂ پُر آب مین نہین

لکھتے ہو ہجر غیر مین آتی نہین ہے نیند
شاید حیا بھی دیدۂ بیخواب مین نہین

غزل ۱۳۳	مین اے فروغ صبر کو رکھون نہ کیون عزیز یہ تو رقیب کے دل بیتاب مین نہین	اشعار (۳۸)

غزل

جیا جھنے والون کی تربت پہ گذر ہوتا نہین
بندہ پرور التفات اب بھی ادھر ہوتا نہین

بند و بست ایسا ہی آہون کا اثر ہوتا نہین
اُنکے کوچہ مین ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کون کہتا ہے حضر مین بھی سفر ہوتا نہین
گھر مین بیٹھا ہون تو کیا دوران سر ہوتا نہین

مین جو کہتا ہون محبت مین اثر ہوتا نہین
کہتے ہین وہ تھام کر دل تیر اثر ہوتا نہین

کھینچتی ہے کسکے جلوے کی کشش اپنی طرف
کب تڑپکر دل کے پہلو مین جگر ہوتا نہین

میکدہ آباد خم کی خیر ساقی کا بھلا
روز پھیرا ہم فقیرون کا ادھر ہوتا نہین

آنکھ اُٹھا کر دیکھے کون عریان کیطرف
کیون نگاہ التفات گرد نظر ہوتا نہین

درد دونا ہو گیا جب ہجر مین نالے کیے
کچھ بھی ہو پیری غلط ٹھیرا اثر ہوتا نہین

صبح پیری کی خبر دیتا ہے مجھکو داغ دل
گل چراغ ماہ کب وقت سحر ہوتا نہین

کاش پیکان نظر سوراخ دلمین ڈالدے
تیر سے اربا تو نکلا میرے دلمین گھر ہوتا نہین

موت بھی آتی نہین ہے ناتوانون کو ترے
دار فانی کا بھی طے انسے سفر ہوتا نہین

کیون نہ چھائے اُن عزیزونکی لحد پر بیکسی
شامیانہ کوئی جنکی قبر پر ہوتا نہین

کس قیامت کا الٰہی حسن مین بھی جذب ہی
ہاتھ اُدھر رکھتے ہین دلپر درد ادھر ہوتا نہین

دل پھٹا جاتا ہی نالونسے مرا ہنستے ہین وہ
کس پہ ہوتا ہی اثر کس پر اثر ہوتا نہین

وصل کی شب تخلیہ مین شرم آئی کسطرح
مین تو سمجھا تھا ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کوچہ دشمن ہی روشن نقش پائے دوست سے
ان چراغونسے منور میرا گھر ہوتا نہین

وصل کی شب صبح ہونیکو ہی وہ جانیکو ہین
دودِ دل بھی پردہ روئے سحر ہوتا نہین

آدمی کو ہر مصیبت مین پھنساتا ہی یہ دل
درد ہی کیون دلمین ہوتا دل اگر ہوتا نہین

داب کر دانتونمین ہونٹھونکو ہنسی روکی ہی ضبط
گدگدی کا بھی حیا پر کچھ اثر ہوتا نہین

کشمکش حسن و وفا کی کوئی دیکھے صبح وصل
ہاتھ کب دامن پہ اور قدمونپہ سر ہوتا نہین

وہ عدو سے شاد ہون جھوٹ افترا تہمت غلط
دوست کے دلمین کبھی دشمن کا گھر ہوتا نہین

رحم کھا کر خود نکل آیا تو ظالم ورنہ آج
میرا سر ہوتا نہین یا تیرا در ہوتا نہین

وہ مرے رونے پہ گر روتے نہین ہنستے تو ہین
کون کہتا ہی محبت مین اثر ہوتا نہین

ضعف سے ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہی مجھے
اُسپہ بھی طے کوئی جانانکا سفر ہوتا نہین

گیسو و دستِ حنائی تیری آتے ہین جو یاد
کب شبِ غم خونِ امیدِ سحر ہوتا نہین

دل اسیرِ زلف آنکھین طالبِ دیدار ہین
ایک دنیا ہی اُدھر کوئی ادھر ہوتا نہین

دیکھتا ہی کون ادھر چشم خریداری کجا
پس کے دل بھی سرمۂ مفت نظر ہوتا نہین

غزل ۱۳۴	مقطع: شعر مین بندھتا ہی جو مضمون پرانا ہی فروغ وہ پسندِ خاطرِ اہلِ نظر ہوتا نہین	اشعار (۱۱)

غزل

صبا کی طرح ہمنے کی ہی تیری جستجو برسون
پھرے ہین خاک اُڑاتے اے پری رو کوبکو برسون

رہا غم ایک مدت تک مرے مرنیکا کس کسکو
اُڑائے خاک حسرت نے تو روئے آرزو برسون

عدو پر تیغ اٹھائی ہو نہ مانونگا نہ مانونگا
بھلا طاقت کہاں اتنی تری نازک کلائی میں

ادھر عدا جب سے وصلکی شب شوق کا بڑھنا
ادھر وہ مسکرا کر منہ چھپا لینا دلائی میں

بُرا ہو موت کا جس سے کہ یہ سنا پڑا ہمکو
وہ کہتے ہیں نہیں کچھ شک تمہاری بیوفائی میں

ترا وعدہ کبھی شرمندہ ایفا نہیں ہوتا
نہیں سمجھا ابھی چھوٹا سمجھ ہی رای کا خدائی میں

تسلسل آنسوؤں کا ہے جو یادِ دستِ جاناں میں
پڑی ہیں موتیوں کی سمرنیں گویا کلائی میں

حسین یوسف بھی تھے پیغمبری پر بس قناعت کی
لگا یا ہائے جھگڑا ان بتوں نے تو خدائی میں

چھڑی پھولوں کی لو ہاتو نے پھینکو بھی ادھر دیکھو
نہیں کم لطف اس سے میری گل خوردہ کلائی میں

نہیں ہیں ہم نہوں دل تو ہمارا پاس ہے اُنکے
ہماری نارسائی بھی تو داخل ہے رسائی میں

ادا اپنے گھر میں سو رہیں چین سے اُنکی بلا جانے
کسی کی زندگی کیونکر گذرتی ہے جدائی میں

غزل ۱۳۷	فروع احوالِ دل اس دشمنِ جاں نے لکھنا تھا ارے ناداں نہیں کچھ شک ترے دل کی صفائی میں	اشعار (۲۷)

غزل

زمیں کو جن فرشتے آسمانوں کو سنبھالے ہیں
الٰہی خیر ہو بیتاب کروٹ لینے والے ہیں

مگر انداز کچھ حسن و محبت کے نرالے ہیں
دوپٹہ وہ سنبھالے ہیں کلیجہ ہم سنبھالے ہیں

الٰہی خیر آئی خیر کچھ تیور نرالے ہیں
لگاوٹ کی نگاہیں کہتی ہیں دل لینے والے ہیں

نئے پھندے یہ عشق و حسن نے دونوں نے ڈالے ہیں
مری آنکھوں میں حلقے ہیں تری کانوں میں بالے ہیں

نئی ضد ہے نئی ہٹ ہے دکھا دوں میں انھیں کیونکر
جگر میں آبلے کتنے ہیں دل میں کتنے چھالے ہیں

بلا ہیں قہر ہیں آفت ہیں شرمائی ہوئی نظریں
انھیں کافر نگاہوں نے کلیجے چھید ڈالے ہیں

حسینو تم پہ دل آیا کہ پیغامِ اجل آیا
تمہارے چاہنے والے نہیں ہیں مرنے والے ہیں

ادھر حسرت بھری نظریں اُدھر جادو بھری آنکھیں
وہ اپنا دل سنبھالے ہیں ہم اپنا دل سنبھالے ہیں

خدا رکھے قیامت کی ہے ضد اُنکی طبیعت میں
انھیں ہر چند سمجھاؤ وہ کسکی سننے والے ہیں

نگاہ ناز اٹھتی ہے نہ گھونگٹ منہ سے اٹھتا ہے
حیا کی آڑ مین گھر سے قدم باہر نکالے ہین

کہانسے آگیا یارب یہ زور اک قطرۂ خون مین
سنبھلتا دل نہین گو دونو ہاتون نے سنبھالے ہین

نہین وہ جانتے دینا جو آتا ہے تو دل لینا
جواب صاف ہی ہین اور کیا وہ دینے والے ہین

ہواے سرد سے غنچے بھی چٹکے تو وہ ڈر جائین
یہ کیسی بد اثر آہین ہین بے تاثیر نالے ہین

ترا غم ہے مرے دل مین سرشک غم ہین مژگان پر
کہین چھپائے ہین کانٹا ہے کہین کانٹونپہ چھالے ہین

سراے دہر مین کچھ چھاؤنی چھائی نہین ہمکو
کہین سے آرہے ہین اور کہین پھر جانیوالے ہین

وہ کترائے ہوئے جاتے ہین میخانہ کی جانب سے
ذرا لینا جناب شیخ عمامہ سنبھالے ہین

سر مژگان لہو کی بوندین ہین یا گل ہین شاخون مین
ہمارے دیدۂ تر ہین کہ نخل غم کے بھالے ہین

متاع حسن بھی ہے جان لینے کی ہے قدرت بھی
خدا رکھے [illegible]

چمن مین ہے یہ گرمی آتش [illegible] سے
زبانین منہ سے باہر اپنے فوارے نکالے ہین

[illegible] سے کچھ نجائے گا
ادھر دل لینے والے ہین ادھر دل دینے والے ہین

اثر اٹھتا ہے دنیا الٹی ہے تقدیر الٹی ہے
ہمین نالے بھی کرتے ہین ہمین دل بھی سنبھالے ہین

جناب شیخ کو محفل مین ہاتھون ہاتھ لو رندو
پرانے آشنا ہین مدتونکے ملنے والے ہین

قدم اے رہروو آہستہ رکھو میری تربت پر
کہ دل کے گھاؤ تارے ہین جگر کے زخم آلے ہین

ترے سائل کو اظہار تمنا کی نہین حاجت
کہ بے مانگے دیا کرتے ہین وہ جو دینے والے ہین

کبھی بڑھتے ہین گھبرا کر کبھی تھمتے ہین شرما کر
خدا رکھے ابھی گھر سے قدم باہر نکالے ہین

نگاہونکو شب غم دھوکا ہی دھوکا ہے تارونکا
دل گردون مین آہون نے مری سوراخ ڈالے ہین

غزل ۱۳۸

سمجھتے ہین سخندان ای فروغ اہل زبان ہمکو
خدا کے فضل سے ہم لکھنؤ کے رہنے والے ہین

اشعار (۱۶)

غزل

دلمین پوشیدہ ترا عشق گمر رکھتے ہین
راز کی طرح ہم اے رشک قمر رکھتے ہین

آگیا رحم انھین تیرا بھلا ہو اے عشق
لے وہ زانو پہ اُٹھا کر ترا سر رکھتے ہین

قطع امید نہین ہے مجھے سُنا ہے جب سے
کہ وہ غیرونپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

دل مرا دیکھئے بے آپ کے ویران ہے حضور
اپنے گھر کی بھی نہین آپ خبر رکھتے ہین

جانتے ہین وہ ضرر مہر سے ہے شبنم کا
اسلیئے مجھپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

رُخِ روشن کے تصور کا بھلا ہو شب ہجر
کسکو ہے یاس ہم امید سحر رکھتے ہین

ظلمت یاس کبھی ہے کبھی نور امید
تیرے عاشق بھی نئی شام و سحر رکھتے ہین

آکے دلمین مرے رونق سے وہ اپنی بولے
یہ تو کہتے تھے ہم اُجڑا ہوا گھر رکھتے ہین

لاش پر غیر کی وہ روتے ہین مین ہنستا ہون
کہتے ہین آپ بھی پتھر کا جگر رکھتے ہین

دیکھئے دیکھئے اب وصل پہ بیجا ہین ضدین
لیجئے لیجئے ہم قدمونپہ سر رکھتے ہین

غیر کی یاد سہی چین نہین ہے تم کو
اب نہ کہنا ترے نالے کچھ اثر رکھتے ہین

کہتے ہین کل ہی غم مین ترے نیلے ہونگے
آج جن زانوونپہ ہم ترا سر رکھتے ہین

کون ہے ہم سے ضعیفون کا اُٹھانیوالا
اک سہارا ترا اے درد جگر رکھتے ہین

کسی زانو کا مین خوگر ہون یہ کچھ دھیان رہے
پھر احباب لحد مین تہ سر رکھتے ہین

خیر عادت تو ہے گو ہم نہ سہی غیر سہی
وہ کسی پر تو عنایت کی نظر رکھتے ہین

غزل ۱۳۹	سُنتے ہین شوق زیارت مین مدینہ کی طرف اے فروغ آپ بھی اب قصد سفر رکھتے ہین	اشعار (۱۷)

غزل

تیری رحمت سے وہی دُو نظر آتے ہین
اپنی طاقت پہ جو مغرور نظر آتے ہین

غیر بیٹھے رہین پہلو مین اگر بیٹھتے ہین
کہ ترے دل سے بہت دُور نظر آتے ہین

تن گئے دی جو مثال اُنکے قد بالا سے
لیجیے سرو بھی مغرور نظر آتے ہین

ڈر ہے اے رشک سنبھالے نہ کہین اُنکو رقیب
آج وہ بزم مین مخمور نظر آتے ہین

جلوۂ حسن سے جو آپکے روشن تھے کبھی
اب وہی دیدۂ بے نور نظر آتے ہین

جسکو دیکھو وہ جفا دوست وفا دشمن ہی
اب حسینونکے یہ دستور نظر آتے ہین

کیا مزا ہو جو سنبھالے نہ حیا وصل کی شب
نشۂ حسن مین وہ چور نظر آتے ہین

اُنکے دلمین ہین رقیب اور وہ میرے گھر مین
وہی نزدیک ہین جو دور نظر آتے ہین

پردۂ شرم سے چھن چھن کے نکلتا ہی جو حسن
صاف وہ عارض پر نور نظر آتے ہین

جسکا جی چاہے وہ دیکھے مری بیتابیٔ دل
اسلیئے سینہ مین ناسور نظر آتے ہین

گردش چرخ کا قایل ہو نہین کیا فرقتین
کہ سب احوال بدستور نظر آتے ہین

ورنہ پھر کیون ہی اُنھین مہر و وفا سے نفرت
ظلم اور جور ہی منظور نظر آتے ہین

نظر لطف نگاہونکی فقط دلپہ نہین
کچھ کلیجے مین بھی ناسور نظر آتے ہین

وہی آہین وہی نالے وہی بیتابی ہے
طور عاشق کے بدستور نظر آتے ہین

فرد واسے ناخن وحشت کہ بھرے زخم جنون
آج کچھ سینہ مین انگور نظر آتے ہین

غزل نمبر ۱۴۲

شب تاریکیٔ غم مین ہی وہ ظلمت کہ فروغ
چرخ پہ نجم بھی بے نور نظر آتے ہین

اشعار (۱۹)

غزل

کیا ہی اُس کے دلِ مکدر مین
خاک راحت ہی غیر کے گھر مین

جمع ہونگے حسین محشر مین
سیر کر لینگے خوب دن بھر مین

بحر غم کا وہ جوش ہجر کی شب
شکنین ہین کہ موجین بستر مین

کون محشر خرام آتا ہے
منہ لپیٹے ہین قرص خاور مین

دلمین ہی چین سے ترا مژگان
ملتی ہی راحت اپنے ہی گھر مین

آگ بھر دی ہی سوزِ فرقت نے
اشک خون کب ہین دیدۂ تر مین

پھنچی ہی دل کی چوٹ اُبھر کے یہان
داغ سودا نہین مرے سر مین

نکلی خنجر سے بھی نہ حسرتِ قتل | رہ گئی پھنس کے دامِ جوہر مین

تم مرے سامنے تو آؤ گے | کچھ تو انصاف ہوگا محشر مین

اے خوشی تجھ سے رنج ہی بہتر | کہ نہین غیر کے مقدر مین

کھینچکر لائی سبکو حسرتِ دید | ورنہ رکھا ہی کیا تھا محشر مین

آئی صبحِ الم گئی شبِ ہجر | کیا سے کیا ہو گیا گھڑی بھر مین

مرتے بھی ہین نہین بھی مرتے ہین | ہی عجب بات ہجرِ دلبر مین

ہوگیا اندمال زخمون کا | دل بھر آیا جو ہجرِ دلبر مین

ہجرِ ساقی مین کب ہی بادۂ سرخ | خون اُترا ہی چشمِ ساغر مین

قبضہ اپنا بڑھائے جاتا ہی | پھیل کر سرمہ چشمِ دلبر مین

گھر ہزارون بناتی ہی سوزن | اور رہتی نہین کسی گھر مین

چرخ سے مہر دیکھنے کو ترے | اُتر آئیگا روزنِ در مین

غزل ۱۴۱ — غیر کی کیا بدی کرون ہین فروغ / کہ بدا تھا یہی مقدر مین — اشعار (۱۵)

غزل

شکلِ ابرو گردن و سرو صلمین خم کیون نہون | شرم کیونکر بڑھ نجائے شوخیان کم کیون نہون

اس تصور کی بدولت غیر کا گھر ہی سہی | بات تو پھر ہی جہان تم ہو وہان ہم کیون نہون

سوکے اُٹھکر غیر کے گھر سے جب آئین صبح کو | اُنکی زلفین پھر ہماری طرح برہم کیون نہون

لیجیے اب خون پر عاشق کے پردہ پڑ گیا | کھولکر گیسو شریکِ بزمِ ماتم کیون نہون

دم لبون پر ہی عزیز اسوقت کرتا ہی کوئی | میریجان بوسے لبونکے جانِ آدم کیون نہون

قتل ہی کرنا نہین اب کیا کسیکو میرے بعد | دل بڑھانیکو شریکِ بزمِ ماتم کیون نہون

ارتباطِ ظاہری ہی کچھ ہو حسن و عشق مین | واہ نازک تم تو ہو پھر ناتوان ہم کیون نہون

تجکو ظلم و جور کی عادت جو اے بیدرد ہو — نخچیر کے لب آشنائے نالۂ غم کیون نہون

آپ جب آئین کھلے سر یون ہماری لاش پر — منصفی ہی شرط ہے خود اہل ماتم کیون نہون

راہ کب کوئی نکلنے کی ہجوم غم سے ہے — حسرت و ارمان مرے دل مین بہم کیون نہون

نام کو ترے نکالا شرم نے گھر سے ترے — یہ حیا کی شوخیان مشہور عالم کیون نہون

اُنکے آنیکی خبر اور وہ بھی کس انداز سے — پھر مرے دشمن شریک غم ماتم کیون نہون

چاندسی صورت کو اپنی آئینہ مین دیکھکر — تو ہی خود انصاف کر عاشق ترے ہم کیون نہون

بزم عشرت مین بھی گریان ہین غم پروانہ مین — گلشن محفل مین شمعین نخل ماتم کیون نہون

غزل ۱۴۲	اے فروغ اک تجھپہ کیا اُنکا ستم محدود تھا لوگ دُنیا بھر کے محشر مین فراہم کیون نہون	اشعار (۲۰)

غزل

شمار بوسہ پہ ہم پھر جواب دیتے ہین — جو دینے والے ہین وہ بحساب دیتے ہین

دعائین دیتا ہون مین اور وہ کوستے ہین مجھے — ہر ایک بات کا اُلٹا جواب دیتے ہین

یہ آج کیا ہے کہ آنکھین جھکی ہی جاتی ہین — پتے کچھ اور ہی طرز حجاب دیتے ہین

کبھی تو کہتے ہین دیوانہ اور کبھی مجنون — مجھے وہ روز نیا اک خطاب دیتے ہین

پڑا ہون در پہ تو سُنتا ہون باتین دربان کی — اُٹھون تو ضعف مین اعضا جواب دیتے ہین

بہت فراق مین کام آئے جھوٹے وعدے بھی — تسلیان تو دم اضطراب دیتے ہین

سوال بوسۂ ابرو پہ وہ رقیبون کو — زبان تیغ سے اچھا جواب دیتے ہین

لگا لیا جو گلے مینے ہے اُنھین کی خطا — سہارا شوق کو انداز خواب دیتے ہین

حیا سے کوئی دم عرض مدعا چپ ہے — بگڑ بگڑ کے وہ تیور جواب دیتے ہین

وہ خود بھی کاش اُٹھے منہ بھی تمنا اُٹھا — سزا وہ کسکو یہ وقت عتاب دیتے ہین

مری وفا سے ہے انکار روز محشر بھی — خدا کے سامنے مجکو جواب دیتے ہین

شبِ وصال نکالین گے کیا وہ حسرتِ دل / نظر کو بوسہ جو زیرِ نقاب دیتے ہین

مری شکایتِ قسمت پہ کوئی ہی خاموش / بگڑ بگڑ کے وہ گیسو جواب دیتے ہین

یہ شعلہ ہائے رخِ آتشین بھی کام آسے / کسیکے گیسوؤنکو پیچ و تاب دیتے ہین

عیان ہی ترچھی نگاہوں سے وصلکا انکار / سوال سے بھی وہ پہلے جواب دیتے ہین

بکھر گئین تری زلفین کسیکے بازو پر / خبر یہ شب کے پریشان خواب دیتے ہین

پڑا جو وقت تو آنکھین بھی پھر گئین دمِ نزع / پلٹ پلٹ کے سب اعضا جواب دیتے ہین

اُٹھین کی طرح نگر سیو فائیون مین کمی / قسم اُٹھین کی پیچھے ہی شباب دیتے ہین

زبان سے کچھ تو کہو سائلِ وصال نہین / ارے جو کچھ نہین دیتے جواب دیتے ہین

اشعار (۲۱)	فروغ آنکھ کے بدلے بدل گئی نیت شکست توبہ کا مژدہ سحاب دیتے ہین	غزل ۱۴۳

غزل

کدھر جائین تمہارے عشق کے مجرم قیامت مین / کوئی جاتا ہی دوزخ مین کوئی جاتا ہی جنت مین

یہی حورونکے مقدر مین ہین وہ زاہد کی قسمت مین / ہمین کیا گر حسین دنیا مین ہین حورین ہین جنت مین

کسیکا یار شاطر ہی کہین پر بار خاطر ہی / وہی بل تیری ابروؤن مین ہی بل میری قسمت مین

جفا کی فکر ہی تمکو وفا کی فکر ہی ہمکو / اُدھر تم ہو مصیبت مین اِدھر ہم ہین مصیبت مین

ترا کوچہ تو مسکن ہی رقیبانِ سیہ رو کا / تماشا کرتے ہین ہم حورین آ کرتی ہین جنت مین

گنہگار ونکو رکھ لے شرم آج اے شافعِ محشر / چھپائے منہ کھڑے ہین تیرے دامانِ شفاعت مین

فدا تھے زیست مین تم پر تمہین پر مرکے ہین صدقے / تمہین آ کر اتارو بھی ہماری لاش تربت مین

نہ اُنکے گھر مین جاتا ہون نہ وہ مجکو بلاتے ہین / اِدھر بات آ پڑی ہی اور اُدھر ضد ہی طبیعت مین

مری بیتابئ دل بھی تمہارے کام آتی ہی / تمہاری یاد کو جھولا جھلاتا ہون مین فرقت مین

سنبھالو تم سنبھلنے دی نہ پھر اُبھرا ہوا جوبن / دوپٹہ بھی تمہارا اڑ گیا دوہری مصیبت مین

دل عاشق کے لینے کو نگاہیں تاک بیٹھی ہین — حیا آنکھون مین نظرون مین ادا شوخی طبیعت مین

غضب کی دلفریبی دلربائی ہے قیامت کی — کسی کافر کی پیاری پیاری بھولی بھولی صورتمین

ادھر آنکھین جھکین اور لے لیا مینے ادھر بوسہ — پڑی ہے وصل کی شب شرم بھی انکی مصیبت مین

اسی انداز کا کشتہ ہون مین اے داور محشر — نہ جھکنے پائین آنکھین ہے قاتل کی قیامت مین

حیا بھی آئے تو آنے نپائے کہدو شوخی سی — سوا میرے تمہارے اور کوئی ہو نہ خلوتمین

پھر اُسنے وعدۂ دیدار کو رکھا ہی محشر پر — قیامت کی ہے ضد اُس بیمروت کی طبیعت مین

تری تیغ نگاہین اسپہ بھی چھریان لگاتی ہین — حیائی تیری شوخی کو بھی ڈالا ہے مصیبت مین

بدل جاتی ہے صورت نزع مین پھرجاتی ہین آنکھین — کسیکا ساتھ دیتا ہے کہان کوئی مصیبت مین

غزل ۱۴۴	فروغ اشعار سنکر میرے وہ دل تھام کر بولے قیامت کا بھرا ہی درد ظالم کی طبیعت مین	اشعار (۱۹)

غزل

پاؤن تربت پہ سنبھلکر جو دھرے جاتے ہین — دل احباب ہی ابتک وہ ڈرے جاتے ہین

بوسے لیتا ہون مین اغیار مرے جاتے ہین — کون کرتا ہے خطا کون مرے جاتے ہین

کوئی خنجر کوئی تلوار کوئی تیر بھی نہین — نگہ شوق سے کیون آپ ڈرے جاتے ہین

عید کا دن ہے گلے سے وہ لگاتے ہین مجھے — زخم سب میرے کلیجے کے بھرے جاتے ہین

اُلٹی اُلٹی ہین عجب لطف کی باتین شب وصل — وہ محبت کے بھی بڑھنے سے ڈرے جاتے ہین

جسطرح روندتے ہو تم جگر و دل میرے — نہین پھولونپہ بھی یون پاؤن دھرے جاتے ہین

ہم فقیرونکو ٹھہرنے نہین دیتا دربان — نا امید اس درِ دولت سے ارے جاتے ہین

ناموافق کہ موافق ہو زمانے کی ہوا — ہمتو فرقت مین دم سرد بھرے جاتے ہین

یون نہ چلئیے دل پر آبلہ بھی قبر مین ہی — کچھ سمجھئے تو کہان پاؤن دھرے جاتے ہین

دست گستاخ سے میرے ہین کچھ ایسے بدظن — مین بلائین بھی جو لیتا ہون ڈرے جاتے ہین

کچھ ترے چاہنے والونکے ہین انداز نئے
جان دینے کیلئے مجھسے مرے جاتے ہین

فاتحہ قبر پہ جس طرح کوئی پڑھتا ہے
دل بیتاب پہ یون ہاتھ وہ دھر جاتے ہین

ابھی کمسن ہین تو ڈر بھی ہے زرا اُن کا
میری حسرت مرے ارمان گھٹے جاتے ہین

میرے مرنیکی ہے اللہ کے گھر مین بھی خوشی
آرزو پوری ہوئی طاق بھرے جاتے ہین

پڑ رہی ہین متواتر جو نگاہین اُنکی
دل کے ناسور عجب طرح بھرے جاتے ہین

یا مجھی سے وہ کبھی ڈر کے لپٹ جاتے تھے
یا وہی اب مری میت سے ڈرے جاتے ہین

کم نہین مجھسے ترے چاہنے والونکی ضدین
موت آئے کہ نہ آئے یہ مرے جاتے ہین

کثرتِ دردِ خود آخر کو دوا ہوتی ہے
دل بھر آتا ہے تو ناسور بھرے جاتے ہین

غزل ١٤٥ — اشعار (١٤)

خاک مین گردِ کدورت نے ملایا ہے فروغ
زخمِ دل سب مرے مٹی مین بھرے جاتے ہین

غزل

ہم نگاہونمین سدا اپنی تجھے رکھتے ہین
نظرِ بد سے رقیبون کی بچا رکھتے ہین

دل بھر آتا ہے جو وہ ہاتھ زرا رکھتے ہین
کیا مسیحا ہین عجب دستِ شفا رکھتے ہین

شوخیان نظرونمین آنکھونمین حیا رکھتے ہین
جو ادا رکھتے ہین اک تیرِ قضا رکھتے ہین

نالہ کرنا کبھی رونا کبھی آہین بھرنا
شبِ غم چاہنے والے کچھ اُٹھا رکھتے ہین

جس سے امید نہین اُس سے شکایت کیا ہے
بیوفاؤن پہ ہم الزامِ وفا رکھتے ہین

صورتِ آئینہ کہدیتے ہین منہ پر سب کچھ
صاف دل جو ہین کہین دلمین بھلا رکھتے ہین

ہاتھ رکھنا تو کجا فاتحہ پڑھنے کے لیئے
پاؤن بھی کب مری تربت پہ بھلا رکھتے ہین

خون گو تن مین نہین ہے مگر اے ناوکِ ناز
دلمین تیرے لیئے دو بوند لگا رکھتے ہین

جان دیدیتے ہین تنگ آ کے جفا سے تیری
بیوفائی کا عدو نامِ وفا رکھتے ہین

ہائے یون دستِ تسلی مری تقدیر مین تھا
ہاتھ تربت پہ مری بعدِ فنا رکھتے ہین

پھرتے ہین سب کی نگاہون مین جو ابتک تھی — اب نہ ہین پر وہ کہان پاؤن ہلائے رکھتے ہین
حشر مین رکھتے ہین تھا جان سے بیزار یہ آپ — خونِ ناحق مری گردن پہ روا رکھتے ہین
یادِ مژگان مدد سے خارِ مغیلان مدد دے — دشتِ وحشت مین قدم آبلہ پا رکھتے ہین

غزل ۱۴۶ | جو فروغ اُسنے محبت مین ملے ہین وہ عزیز / اُنکے غم کو بھی کلیجے سے لگا رکھتے ہین | اشعار (۱۹)

غزل

دیکھئے تو آئیگا آپ ادھر کونسے دن — کون سی رات کو اے رشکِ قمر کونسے دن
ہوگا روشن ترے جلوے سے یہ گھر کونسے دن — دن پھرینگے مرے اے رشکِ قمر کونسے دن
منہ کو آنچل سے چھپائے ہی کوئی حشر مین بھی — ہوگا پھر آہ کے جھونکونکا اثر کونسے دن
آج وعدہ تھا کسی سے کہ رقیب آپہونچا — ہوئی نازل یہ بلا بھی مرے گھر کونسے دن
ہمہ تن داغِ جگر ہی ہمہ تن درد ہی دل — چٹکیان لیتی نہین نیچی نظر کونسے دن
کان تک اُنکے نہ پہونچے مرے نالے ورنہ — نہ ملی عالمِ بالا کی خبر کونسے دن
زندگی اپنی قیامت کے سہارے پر ہی — دیکھئے ہو شبِ فرقت کی سحر کونسے دن
دل کی دل ہی مین ہین آرزوئین روزِ وصال — موت آنیکو تو آئی ہی مگر کونسے دن
مستعد آج تھے بالکل مرے گھر آنے کو — آئی ہی غیر کے مرنیکی خبر کونسے دن
ہجر مین چلتا ہی رک رک کے مرا توسنِ عمر — دیکھئے ختم ہو یارب یہ سفر کونسے دن
نالہ و آہ کی بھی دیتا ہی فرصت ہمکو — دردِ دل کونسی شب دردِ جگر کونسے دن
آج پھر روک لیا غیر کے فقرے نے انھین — میرے مرنیکی اڑائی ہی خبر کونسے دن
حیا کے نام سے چونک اٹھتا ہی ابتک وہ حسین — یہ جھجک دیکھئے کب جائے یہ ڈر کونسے دن
انقلاب ایک زمانیکو یہ وہ غیر سے خوش — پھرتی ہی آنکھ پلٹتی ہی نظر کونسے دن
کانپ اٹھتے ہین ادھر وہ ہین تڑپتا ہون ادھر — دل کی دلکو نہین ہوتی ہی خبر کونسے دن

دیکھئے ہجر مین کب لیگا زمانہ کروٹ
تڑپ اس دلکی دکھائیگی اثر کونسے دن

گھر شوق سے کیا کچھ نہ چھپایا اس نے
نہ ہٹی پردہ تری نیچی نظر کونسے دن

عید کے روز بھی ظالم نے لگایا نہ گلے
دیکھئے تھمتا ہی اب دردِ جگر کونسے دن

نعش کے ساتھ وہ ٹھہرے مری تربت پہ فروغ
جذبِ اُلفت نے دکھایا ہی اثر کونسے دن

غزل ۱۴۸ — اشعار (۲۰)

غزل

چلی بادِ خزان گل ہین نہ اب بلبل چہکتے ہین
نہالانِ چمن گلشن مین دیدِ دکہ ٹپکتے ہین

نقاب چھپکے گی سورج کیطرح عارض چمکتے ہین
اٹھائین رخ سے پردہ بھی تو کب ہم دیکھ سکتے ہین

انہی کانپتی ہی کیون زمین گورِ غریبان کی
کسیکے چاپ چلنے والونکے شاید دل دھڑکتے ہین

بھلا ہو اس نزاکت کا کبھی کام آہی جاتی ہی
حسین کب میری جانب سے نگاہین پھیر سکتے ہین

کہین ہوتے ہوئے قلبِ دشمن سے آتے ہون
خدنگِ ناز کانٹے کی طرح دلمین کھٹکتے ہین

سنبھل جاتے ہین فوراً نام لیکر ساقیِ کوثر
کبھی نشہ مین گر رندِ صبوحی کش بہکتے ہین

دعائین لیتے جاتے ہو سزا مین دی جاتی ہو
تھکے گی کیا زبان میری تمہارے ہاتھ تھکتے ہین

پھنکے قلب و جگر اُف گرمیِ سوزِ تپِ فرقت
یہ داغِ آتشِ غم ہین کہ انگارے دہکتے ہین

شکستہ دل نکر اپنو نکالا تا اندا نہ کھینچا مین
اگر موئے مژہ ٹوٹے تو آنکھون مین کھٹکتے ہین

قیامت ہی گنہگار اب قریبِ دوزخ آ پہونچے
خدارا دوڑ اے رحمت کہ وہ شعلے لپکتے ہین

کبھی ٹوٹتے ہین پھول یا دل ان غنچون سے نکلے
تمنا دل ہائے کی نظرون سے منہ گلچین کا تکتے ہین

ہو کے وصل مین شوخی بہت کچھ دیتی ہی لیکن
حجابِ آب ہی شرماتی ہین تو ہین بھی جھجکتے ہین

بہار آئی خزان مین باغ کی دیوارین ہین رنگین
اُڑی ہین خون کی چھینٹین عنادل سر پٹکتے ہین

جہانین حاسدونکو یہ سزا اچھی ہی ملتی ہی
کہ جلنے سے رشک ہوتا ہی وہ آنکھون مین کھٹکتے ہین

تمہارے گھر کو چشمِ منتظر سے کیا تعلق ہی
تمہاری روزنِ دیوار کی راہ تکتے ہین

یہ سب جذبِ محبت کی ہے نیرنگی گلستان مین
لہو بلبل کا لیکر باغبان گل پہ چھڑکتے ہین

نئی شوخی ہے یہ بھی روندکر دشمن کے مرقد کو
زرا تھم کر مری تربت پہ وہ دامن جھٹکتے ہین

وفا کا خاتمہ ہے نازکی و ناتوانی پر
وہ آنکھین پھیر سکتے ہین نہ ہم دل پھیر سکتے ہین

بھری ہے کان مین میرے جو آوازِ شکستِ دل
کلیجہ تھام لیتا ہون مین جب غنچے چٹکتے ہین

غزل ۱۴۸

فروغ انداز پیری مین وہی ہے دل کے داغون کا
ستارے جھلملا کر صبح کو جیسے چمکتے ہین

اشعار ۱۵

غزل

ساقیا انکار کی خصلت تو یارون مین نہین
کچھ فروغ بادہ کش پرہیزگارون مین نہین

بلبلون کو دیکھکر جنبش بھی خارون مین نہین
آج کچھ سرگوشیان امیدوارون مین نہین

شوق کی کوئی سُنے یا نازکی کی وصل مین
ہان۔ وہ کہتا ہے یہ کہتی ہے اشارون مین نہین

اک زرا گورِ غریبان مین بھی جھک جائے نظر
بات اتنی ہے کوئی روزن مزارون مین نہین

مسکراتا ہون مین تھم تھم کر تڑپتی ہے جو برق
یہ وہ عادت ہے جو تیرے بیقرارون مین نہین

ظلم معشوقون پہ بھی معشوق رکھتے ہین روا
پھول کب جاتے ہین ع بان گندھ کے ہارون مین نہین

انتظارِ وعدۂ دیدار محشر تک کیا
ضبط کی پر اب سکت امیدوارون مین نہین

گر قبول افتد زہے عز و شرف حاضر ہے دل
ہے تمہین مین عادتِ انکار یارون مین نہین

کسلئے پھر دیدۂ جوہر سے روتی ہے لہو
گر تمہاری تیغ میرے سوگوارون مین نہین

کیون لیا تھا دل اسی وعدے اسی اقرار پر
اس پہ یہ طرہ کہ ہم بے اعتبارون مین نہین

یاس کہتی ہے سوالِ بوسہ سے کیا فائدہ
شوق کہتا ہے مزا دے گی اشارون مین نہین

پھر بھی تو گورِ غریبان مین نہین اُٹھتی نقاب
گو سمجھتے ہین کوئی روزن مزارون مین نہین

مضطرب دستِ تسلی سے ہوئے قلب و جگر
ضعف سے تابِ سکون ہے بیقرارون مین نہین

کسکے دستِ شوق کی گرمی نے دکھلایا اثر
تازگی کچھ آج اُن پھولون کے ہارون مین نہین

اشعار (۱۶)	عندلیبونکو خزان ہے اے **فروغ** ایسی بہار گل کوئی قرب نشیمن شاخسارون مین نہین	غزل نمبر ۱۴۹

غزل

اک جگہ رہنے کی عادت بیقرارون مین نہین
شوخی انداز کے کشتے قرارون مین نہین

پھر تمہین بتلاؤ چبھ جاتی ہے دل مین کون شے
برچھیان کیونکر کہون پنہان اشارون مین نہین

ہان بھری محفل مین جام بادۂ لبریز لا
ساقیا بندہ کوئی پرہیزگارون مین نہین

کیون ہمین کو یاد ہے دل لیکے آنکھین پھیرنا
کیون ہمین جھوٹے ہین تم بے اعتبارون مین نہین

سب تو سب بیتاب وہ بھی پردۂ شوخی مین ہین
لیجئے اب کون اُنکے بیقرارون مین نہین

شوخیان آنکھونکی کھوئے دل کا دیتی ہین پتہ
بے سبب سرگوشیان ان رازدارون مین نہین

شرم نے ڈھارس دلائی یون دم اقرار وصل
ہان کا پہلو لیکے نکلی ہے اشارون مین نہین

رنگ کچھ الفت کا بھی ہے کچھ وفا کی بو بھی ہے
گندھ گیا دل بھی تو اُن پھولونکے ہارون مین نہین

چال چلتے ہین کہ لڑتے ہین زمین سے یہ حسین
چین سے کمبخت مرکے بھی مزارون مین نہین

عشق مین تسکین ہے اک نام مجبوری کا ہے
ضعف سے ہلنے کی طاقت بیقرارون مین نہین

نیچی نظرین کہہ رہی ہین کچھ زبان پر ہے کچھ اور
کیون نہ حال افشا ہو انکا رازدارون مین نہین

لا دل او آنکھین چرانیوالے چوری کھل گئی
اب نہ یہ کہنا کہ ہم بے اعتبارون مین نہین

قبر عاشق پر کہان چڑھتے ہین پاسی کے بھی
رشتۂ مہر و وفا پھولونکے ہارون مین نہین

وصل کا انکار بھی کرنے نہین دیتی حیا
قید ہے نیچی نگاہونکے اشارون مین نہین

کاش پھیرے ہی ترے کوچے کے ہوتے رات دن
ضعف سے گردش بھی قسمت کے ستارون مین نہین

اشعار (۱۲)	یکدلی کی بو نہین احباب مین کچھ اے **فروغ** کچھ بہم مل بیٹھنے کا لطف یارون مین نہین	غزل نمبر ۱۵۰

غزل

غزل

اب یہی ہی کون کسکے قابو مین
دل مین تم دل ہمارے پہلو مین

نہین عقدہ کسیکو بھولکی شب
میری قسمت کا بل ہی ابرو مین

وہ ادا ہین جفا کی زہر اثر
وہ نگاہین حیا کی قابو مین

کوئی مشکل پڑے پر اے ہمت
فرق آئے نہ چشم و ابرو مین

در و گھر ہی بنائے لیتا ہے
اٹھو آ بیٹھو میرے پہلو مین

کاش اٹھتی تمہاری نیچی نظر
تیر بنتی کمان ابرو مین

تو یہ کالی گھٹاؤن سے ٹوٹی
پھر طبیعت رہی نہ قابو مین

بانکپن تیغ مین غضب کا ہی
کیون نہ لب ہائے زخم منھ چومین

دل کی بے اختیاریون پہ ہنسو
گو نہ ہو خود زبان قابو مین

درد کیا تمہین ہو جو سمجھے ہو
چٹکیان لے رہی ہو پہلو مین

بدلی ہی کچھ نظر بھی چتون بھی
چل گئی ہو نہ چشم و ابرو مین

غزل نمبر ۱۵۱

اب جہان مین **فروغ** اوج و بقا
مستند ہین زبان اُردو مین

اشعار (۱۵٦)

غزل

زور ہی اُنکے دست و بازو مین
دل جو رکھتے ہین اپنے قابو مین

شوق مین یون بلائین کیا پڑھکر
پاؤن بس مین نہ ہاتھ قابو مین

دل ہو یا درد آپ ہون یا تیر
دشمنِ جان سبھی ہین پہلو مین

ہاتھ اب کوسنے کو اُٹھتے ہین
زور آنے لگا ہی بازو مین

رحم آنے لگا ہی دشمن کو
درد رہنے لگا ہی پہلو مین

ان حسینونکی پھر شکایت کیا
دل ہی کمبخت کب ہی قابو مین

پیچ
پیچ تقدیر مین کسیکی پڑین
خواب مین سر کے جاتے ہو بیقصد
ظلم سے ہاتھ اُٹھا نہین سکتے
نکلے پڑتی ہو میان سے تلوار
کل تلک تم تھے زینت آغوش
ہم سے تمکو غرض ہی کیا ہم کون
یون ہو گردش مین چشم خواب آلود
ایک دل پر نہین ہمارا زور

آپ گھونگر بنائین گیسو مین
نہین تم بھی تو اپنے قابو مین
سکت اتنی کہان ہو بازو مین
نہین قبضہ بھی اُسنکے قابو مین
آج ہو درد میرے پہلو مین
دم مین تم دل تمہارے قابو مین
مست ہی پیکے جسطرح جھومین
ایک دنیا تمہارے قابو مین

غزل ۱۵۲

زندگی کا مزا فروغ ہی یون
ہاتھ مین جام یار پہلو مین

اشعار (۱۵)

غزل

کیا حفظ مراتب ہی محبت کے اثر مین
پردہ یہ نیا ہو کہ ٹھہرتے نہین گھر مین
نیرنگی دنیا کا تماشا نہ دکھاؤ
ظالم ترے خنجر کے ہی دو ہین ٹھکانے
ہوتی ہو کہین درد سے رخصت نہ تری یاد
کچھ ربط تو ہی حسن و محبت مین بہر حال
کیونکر کوئی اُس دلکے بھلا ناز اُٹھائے
تھم کر نہ چلی حلق پہ تلوار تمہاری
روکے کوئی کس کس بھلا صبح شب وصل
تڑپے کوئی مرجائے کوئی در پہ تمہارے

کم مین ہو مرے درد دہمک آپکے سر مین
ہر وقت ٹھہرا کرتے ہو دشمن کی نظر مین
یہ کیا کہ جیا آنکھ مین شوخی ہو نظر مین
رہتا ہو مرے حلق پہ یا تری کمر مین
اک ہوک سی اُٹھتی ہو مرے قلب و جگر مین
یان داغ جگر مین ہین وہان پھول سپر مین
رہتا ہو جو کمبخت حسینون کی نظر مین
وہ کب کہین ٹھہرے گی جو رہتی ہو کمر مین
اُٹھتے ہین ادھر آپ ادھر درد جگر مین
تم چین سے آرام سے بیٹھے رہو گھر مین

یہ سر جو سلامت ہے تو قاتل بھی ہزارون
بیٹھے رہین باندھے ہوئے وہ تیغ کمر مین

انداز ہین سب درد محبت مین تمہارے
ہے آج مرے دلمین تو کل میرے جگر مین

ملتے ہی نگہ ہنس دئیے آنکھونکو جھکا کر
شوخی بھی چھپی بیٹھی تھی شرمائی نظر مین

تم کون ہو مین تو ہون گنہگار محبت
کیون جذب محبت تمہین لایا مرے گھر مین

غزل ۱۵۳

ڈرتا ہون **فروغ** آنکھو مین سینہ سے لگا کر
سوزش ہے قیامت کی مرے قلب و جگر مین

اشعار ۱۶

غزل

رشک اسکو ذرا بھی نہین صحبت کے اثر مین
تلوار لچکنے لگی رہ رہ کے کمر مین

حسن اُنکا نظر سے نہین کچھ کم ہے اثر مین
کھبتا ہے یہ آنکھون مین وہ گڑتی ہے جگر مین

گردش مری قسمت مین ہے چکر مرے سر مین
ملتا ہے مجھے لطف سفر بیٹھ کے گھر مین

خنجر مین یہ انداز ہے مطلب کا تمہارے
ڈالے گا کسی روز جدائی تن و سر مین

ظالم یہ نگاہین ہین تری رشک کی چھریان
ہون دوست کہ دشمن سبھی رہتے ہین نظر مین

عشاق سمجھتے ہین جنھین داغ محبت
اُن چٹکیونکے نیل ہون قلب و جگر مین

بیتابیون نے اپنی اثر خوب دکھایا
ہم کچھ بھی نہ ٹھہرے کسی کافر کی نظر مین

جو جس کے مناسب تھا وہی اُسکو ملا ہے
سودا مرے سر مین ہے غرور آپکے سر مین

جلوے ہین تری برق تبسم کے نرالے
ہے آج قیامت کی چمک درد جگر مین

کچھ میری نگہ مین ترا انداز ہے کسے دوست
آنکھو نسے نہان رہکے بھی بسے ہے نظر مین

عشاق سے جب ملتی ہین جھک جاتی ہین آنکھین
آجاتے ہین ظالم بھی محبت کے اثر مین

اچھی یہ محبت کی نکلنے لگین راہین
پڑنے لگے ناسور مرے قلب و جگر مین

گردش سے غرض حسن و محبت نہین خالی
عاشق کی ہے قسمت مین حسینونکی نظر مین

تنکا اُٹھا بوجھ نہ اللہ ری نزاکت
منقوط کوئی حرف نہین لفظ کمر مین

اے کاش ہمین اُس سے عداوت بھی ہوتی | پھر کسکو گوارا ہی رہے غیر نظر مین

غزل ۱۵۴	وابستہ رہ اُلفت مین نہ غافل ہون فروغ آپ ہر گام پہ کھٹکا ہی مسافر کو سفر مین	اشعار (۱۵)

غزل

میرے گھر آئین وہ ایسی کوئی تدبیر نہین | زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

چھپکے رُخ بھی نہین کرتا ہی کمان کی جانب | بیوفائی مین حضور آپسے کم تیر نہین

دل وہ کھینچے لیئے جاتے ہین ہمی پہلو سے | حسن مین ہی یہ کشش عشق مین تاثیر نہین

سُرخ ملبوس بنا خون شہیدان وفا | جمع عام مین عریان تری شمشیر نہین

وہ یہ کہتے ہین کہ مین لاش پہ آؤنگا مرو | مین یہ کہتا ہون کہ ایسی مری تقدیر نہین

اسنے دیوانہ کیا ہی ہمین تقصیر معاف | حسن مجرم ہی ہماری کوئی تقصیر نہین

نظرین پہلے بھی نہین کیون آج جھکی جاتی ہین | آج کیا آپکے ترکش مین کوئی تیر نہین

نالہ وہ نالہ اثر کا جو نہین سر شرمندہ | آہ وہ آہ جو منت کش تاثیر نہین

جبھی ہنس پڑتے ہین ہر وار پہ بسمل قاتل | کوئی پہلو کی چھری ہی تری شمشیر نہین

جاتے ہین غیر کے گھر وہ مرے گھر سے ہوکر | دیکھئے اب بھی پلٹتی ہی کہ تقدیر نہین

کھو رہی ہی کہ زمانے مین نہین میرا جواب | کون کہتا ہی کہ گویا تری تصویر نہین

چھوٹ کر آنکی چتون سے مرے دلمین چھپا | پھر گرفتار مصیبت ہی کوئی تیر نہین

رحم ہی کھاکے کسی روز تم آئے ہوتے | ہمنے مانا کہ مری آہ مین تاثیر نہین

آپ غصہ مین کھینچے رہتے ہین مجھسے لیکن | ایسے بھی میان سے کھینچی کبھی شمشیر نہین

غزل ۱۵۵	دیکھکر مجکو پھرا لیتے ہین وہ آنکھ فروغ اور پھر کیا ہی جو یہ گردش تقدیر نہین	اشعار (۱۴)

غزل

غزل

مجھ سے ملجائین وہ ایسی کوئی تدبیر نہین
خوبیِ بخت سے لڑتی مری تقدیر نہین

شوخ آنکھین تری کیا جلد پلٹ جاتی ہین
اسطرح ہائے پلٹتی مری تقدیر نہین

کب ترا وعدہ ترا قول بھی سچا نکلا
گر مری آہ مین فریاد مین تاثیر نہین

قیدئے عشق پہ ہنستے ہین بھی پابند حیا
جسطرح پاؤن مین انکے کوئی زنجیر نہین

عرش تک منہ سے نکلتی ہی مری آہ گئی
آپکے تیر سے کم پلہ مین بھی تیر نہین

عشق کے ساتھ کہین حسن پہ بھی حرف نہ آئے
بھی نہ چھپے کہ کسی چیز مین تاثیر نہین

تیغ کو آنکھ کو دنیا کو پلٹتے دیکھا
ایک کمبخت پلٹتی مری تقدیر نہین

آتے ہین پھر کے بھی ظالم کہین جانیوالے
بیوفا میری جوانی سے سوا تیر نہین

کٹتے ہی وصل کی شب صبح فراق آئی نظر
کہین الٹی تو مرے خواب کی تعبیر نہین

یہی ہوتا کہ ترے گرد پھرا کرتا مین
کام آتی مری کچھ گردشِ تقدیر نہین

ایک ہلکی سی نقاب آئینہ پر ڈالے ہوئے
بیحجاب آپ تو کیا آپ کی تصویر نہین

دلمین ہی درد مگر درد کی کیا انکو خبر
لب پہ ہی آہ مگر آہ مین تاثیر نہین

نظرین ملتی ہین مگر وہ نہین ملتے مجھسے
آنکھین لڑتی ہین یہ لڑتی مری تقدیر نہین

غزل ۱۵۶	ٹھیک ہی غالب و ناسخ کا یہ ارشاد فروغ آپ بے بہرہ ہی جو معتقدِ میر نہین	اشعار (۴۰)

غزل

آپ سنتے ہین کسکی غیر ہین کس دھیان مین
بھر گئی ہین میرے نالونکی صدائین کان مین

خنجر و ابرو ہین میرے قتل کے سامان مین
جھمک رہے ہین کچھ نہ کچھ کھلنے کو انکے کان مین

یاد اُنکی قلب مین ہی قلب اُنکے دھیان مین
جان میری دلمین ہی اور دل ہی میری جان مین

یہ ان [illegible] مین بھی ہی مرحبا اے شوقِ وصل
دم نکل جائے اسی حسرت اسی ارمان مین

کرنے دے اے ناامیدی مجکو عرضِ مدعا
پوچھ نہ کچھ آخر مروت ہوتی ہے انسان مین

جان بھی دل بھی جگر بھی سر بھی صدقے آپ پر
لیجئے حاضر ہے جو کچھ ہے مرے امکان مین

کوستے ہو تم مجھے مین جان سے بیزار ہون
جو مجھے حسرت ہے تم بھی ہو اُسی ارمان مین

ظالمون مین ہو رہے ہین مشورے بیداد کے
آسمان جھک جھک کے کچھ کہتا ہے انکے کان مین

تم سدھارو گھر عدم کی راہ لین ہم صبح وصل
تم کسی سامان مین ہو ہم کسی سامان مین

کوس کر مجکو کہو شوخی سے پھر دشمن ترے
اسطرح تا یہ صدا پہنچے عدو کے کان مین

سر جھکے لب ہائے نازک نے کیا دل کو لہو
حسن نے رنگِ ستم اچھا لگایا پان مین

خیر کی حسرت نہین مجکو تمہاری آرزو
خیر میری طرح تم بھی ہو کسی ارمان مین

تیری چشمِ شوخ مین تیرِ نگہ عالم نہان
بے ثباتی ہے جہان مخفی ترے پیمان مین

وصل مین گر عذر ہے تو ایک بوسہ ہی سہی
پھیر دے سائل کو جو کچھ ہے ترے امکان مین

یون کسیلئے وصل کی حسرت نہو دشمن کو بھی
دل لپٹ کر رہ گیا ظالم ترے پیکان مین

ناامیدی مین چھپا لو ہی نیا تسکین کا
وصل سے بڑھکر ہے لذت وصل کے ارمان مین

سینے رو کا لاکھ پھر بھی چھن سکے نکلا نورِ حسن
جھک کے کہتے ہین نقابِ رخ کی گوشہ کان مین

ذبح کرنے پر بھی جب غصہ کا عالم ہے وہی
کیون اُٹھا رکھو جو ہو کچھ اور بھی امکان مین

آپ جب باندھین بندھے جب آپ تیغ [illegible]
نازکی ہے آپ مین یا آپ کے پیمان مین

غزل ۱۵۸	وصفِ حیدر اور کوئی کرسکے کیا اے فروغ کی ہے اُنکی مدح خود اللہ نے قرآن مین	اشعار (۱۵)

غزل

یوہین سکتے دلِ عشاق پر جوبن کے بیٹھے ہین
پھر اُسپر وہ قیامت کر رہے ہین بن کے بیٹھے ہین

سرہانے ڈھانک کر منہ وہ مرے مدفن کے بیٹھے ہین
کوئی جانے برا صدمہ ہوا یون بنکے بیٹھے ہین

بسے ہین وہ مری آنکھون مین ہین ہو اُنکی نظرون مین
وہ گویا بے تکلف سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

تجھی سے شرم آتی تھی تجھی سے منہ چھپاتا تھا
پھر اُس پر اور طرّہ سامنے دُشمنکے بیٹھے ہین

کوئی سمجھے کہ جلسے قتل ہی کرنا یہ کیا جانین
مری بزم عزا مین یون جو بھولے بنکے بیٹھے ہین

کبھی کو قتل کرتے کاش پھر دیکھا نہین جاتا
عجب انداز سے سینہ پہ وہ دُشمنکے بیٹھے ہین

کوئی اتنا تو پوچھے تیغ کیونکر کل اُٹھائی تھی
جو میرے پھول اُٹھانے آج نازک بنکے بیٹھے ہین

بھلا کیونکر نہ وہ اپنے سخن کی ادھیڑ پائین
گلا لیکر مرا آگے مرے دُشمن کے بیٹھے ہین

سوال وصل تو کیا بات کوئی کر نہین سکتا
چڑھا کر تیوریان غصہ سے وہ یون تنکے بیٹھے ہین

یہی تو کل تھے جو کیسے ہمارے دوست بنتے تھے
وہی تو آج ہین پہلو مین جو دُشمنکے بیٹھے ہین

یہی حضرت تو کل میخانے سے نکلے تھے منہ ڈھلکے
وہی تو آج یہ منبر پہ واعظ بنکے بیٹھے ہین

ادائین سادگی کی سوگ نے اچھی نکالی ہین
وہ گویا بزم ماتم مین سہی بن ٹھنکے بیٹھے ہین

قصور ہے جو ڈھونڈے بھی تو کوئی کسطرح دیکھے
کہ جب پایا اُنھین پہلو مین وہ دُشمنکے بیٹھے ہین

خدنگ ناز کی خاطر نہ درد اُٹھا نہ دل اُٹھا
یہ اچھے میزبان ہین میہمان بن بنکے بیٹھے ہین

غزل ۱۵۸	فروغ اچھا نہین اسوقت اُنکی بزم مین جانا یہ ہم دیکھ آئے ہین پہلو مین وہ دُشمنکے بیٹھے ہین	اشعار (۱۸)

غزل

منہ چھپائے ہوئے کیون تجھ سے حسین رہتے ہین
کیا مرے دل مری آنکھون مین نہین رہتے ہین

دل عشاق مین کعبہ کے مکین رہتے ہین
جس جگہ رہتے تھے تب بھی وہین رہتے ہین

ٹھگ گیا مین تو مرے دل سے یہ آئی آواز
کہ جسے ڈھونڈھتا ہے تو وہ یہین رہتے ہین

مہربان ہر شکن فرش ہے غصہ کی دلیل
وصل مین ہمسے سبھی چین بجبین رہتے ہین

ہم شرمانا نہین جھکو وہ خبر لین کس کی
جو لینے والونکو ہم یاد کہین رہتے ہین

ہاتھ ملکر مرے دلبر وہ کسی کا کھنا
میری حسرت مری ارمان نہین رہتے ہین

ہر جگہ تو رگ گردن سے زیادہ ہے قریب
بے ترے چاہنے والے بھی کہین رہتے ہین

دونون دشمن ہین تری چال ہو یا نیچی نظر
خاک آرام سے ہم زیرِ زمین رہتے ہین

تیری فرقت مین سنبھالے سے نہ سنبھلے کیونکر
دل کہین اور ہی ہاتھ اور کہین رہتے ہین

پھیر مری دستِ تمنا کی خطا کو سنی تھی
دیکھئے ہار بھی پھولون کے کہین رہتے ہین

لوحِ تربت ہی ترا نقشِ کفِ پا ہے دوست
وہی اچھے ہین کہ جو زیرِ زمین رہتے ہین

کوستے ہین وہ مجھے چھیڑتا ہون مین اُنکو
کہ زبان اُنکی مرے ہاتھ کہین رہتے ہین

شوقِ دیدار مبارک ہو تجھی کو اے غیر
چاہنے والونکی نظر مین حسین رہتے ہین

اُنسے الزام لگاتی ہے نزاکت تیری
ہوش ہی ہین جو شبِ وصل نہین رہتے ہین

لیجئے آ گئے محشر مین بھی یہ دنیا سے
اک جگہہ آپکے بیتاب کہین رہتے ہین

اے فلک سنگِ حوادث سے نہ اس دلکو کچل
ناز پروردہ امید یہین رہتے ہین

پھر ہوا حسن کے دریا مین تموج پیدا
آجکل ہم سے وہ پھر چین بجبین رہتے ہین

کیا **فروغ** ایک زمانہ ہے ہمین کو کہتا
شعلۂ حسن مین کیا تیرے ہمین رہتے ہین

ردیف واو

غزل ۱۵۹ — **غزل** — اشعار (۱۶)

مجکو یہ ڈر حشر کے ملنے مین رسوائی نہو
اُنکا یہ کہنا کہ جو کچھ ہو پہ تنہائی نہو

اچھی صورت تم پہ بھی آفت کوئی لائی نہو
جسکو تم شہرت سمجھتے ہو وہ رسوائی نہو

خود بخود فرطِ مسرت سے کھلے جاتے ہین زخم
تیغ اُٹھاتے وقت قاتل کو ہنسی آئی نہو

سامنے ہی پر کسیکو تو نظر آتا نہین
حسن خود ہی پردۂ چشمِ تماشائی نہو

مدعا ہے مجمعِ محشر غلط سمجھا ہون کاش
دل دھڑکتا ہے کہ دنیا تیری شیدائی نہو

لاش پر بھی آ کے منہ ڈھانکیگا وہ پردہ نشین | جان دینے پر بھی صورت اُسنے دکھلائی نہو

قدر ہوتی ہی نکلتا ہی جو کچھ دن چھپکے چاند | خو یہ اُس پردہ نشین کو بھی پسند آئی نہو

بیوفا مجکو کہے وہ اعتبار آتا نہین | طنز سے اُسنے عدو کی بات دوہرائی نہو

درد دل مین میرے اُٹھتی ہی جو رہ رہکر چمک | چٹکیان لیتی ترے جلوے کی رعنائی نہو

چرخ بھی جھک جھک کے اب ہمپر ستم کرنیلگا | اُن نگاہون نے اسے یہ چال سکھلائی نہو

وائے نادانی یہ کس سے ہی مجھے چشمِ وفا | آنکھ بھی وہ آنکھ جو دل لیکے شرمائی نہو

نازکی لائی کہانسے اسقدر ہلکی نقاب | گر مسیر پردہ چشمِ تماشا ئی نہو

تو بس اب ہنسدو کہ یہ فقرہ نہین چلتا ہوا | وصل کی شب نیند شوقِ وصل مین آئی نہو

مین وفورِ رنج سے چپ وہ متانت سے خموش | حسن نے انکو ادائے عشق سکھلائی نہو

نیچی نظرو نگاہ زبان خلق پہ مذکور ہی | یہ حیا کیسی کہ جسکو شرم رسوائی نہو

غزل نمبر ۱۶۰

اپنے دامن شوق کی نظرین ہین پھیلائے فروغ
حسن کے سائل کہین چشمِ تماشائی نہو

اشعار (۱۶)

غزل

دولتِ دیدار سائل نے کہین پائی نہو | روزن در آپ کا اور آنکھ دکھلائی نہو

دیکھے الزامِ وفا پھر ہنسکے یہ بھی کہدیا | ڈالدو چادر لحد پر روح شرمائی نہو

اسقدر لبریز حیرت ہی کہ ہوتا ہی گمان | وقتِ زیبِ آئینہ چشمِ تماشائی نہو

بیقراری اور شوخی کی تو لفظی بحث ہی | اُن نگاہونکو ادا دلکی پسند آئی نہو

مرنیوالے مرکے نامِ عشق زندہ کر گئے | منہ نہ کھلواؤ یہ کچھ نازِ مسیحائی نہو

کون چار آنسو بہائے گا ہماری قبر پر | جسکو سمجھے ہو گھٹا وہ بیکسی چھائی نہو

وصل کی شب کب یہ غصہ مین ہی ماتھے پر شکن | حسن کے دریائے بے پایان مین لہرائی نہو

سُنتے ہین اک موج سے ہاتون بڑھا دریائے حسن | اُٹھکے خوابِ ناز سے لی تمنے انگڑائی نہو

وہ سخن میرا ہی جس پر ہوتے ہین سو اعتراض
بات وہ دشمن کی ہی جو تمنے جھٹلائی نہو

ضبط کرنے مین بھی مشکل ہی گھٹا جاتا ہی دم
نالے کرنے مین بھی ڈر ہی اُنکی رسوائی نہو

پاس کہتی ہی کرینگے وہ بھلا اقرار وصل
شرم کہتی ہی کہین لب پر نہین آئی نہو

اک نفس آئینہ آہن مین ہو جس کا اثر
ایک نالہ ان بتون مین جسکی شنوائی نہو

اُنکا بھی دعوے حیا ہی رونق بازار حسن
میرا بھی کہنا کہ اس پردہ مین رسوائی نہو

وصل کے رہنے مین بھی ضد ہمکو تو ہی خلوت پسند
اور یون ملنے مین ہی یہ شرط تنہائی نہو

وہ بھی کہتے ہین مری فریاد کرنا حشر مین
مین بھی کہتا ہون بھری محفل مین رسوائی نہو

غزل ۱۶۱

آپکا طرز سخن سب سے الگ ہی اے فروغ
یہ زبان اور یہ طبیعت اور نے پائی نہو

اشعار (۲۰)

غزل

خفا ہون آپ ذکر وصل پر بھی جب تو پھر کیا ہو
مری قسمت خوشی کی بات مین بھی غم پیدا ہو

زیادہ گر نہو تو اعتبار عشق اتنا ہو
تمہین مجھپر بھروسا ہو مجھے دلبر بھروسا ہو

ہمارا ساقیِ گلرو ہو ہم ہون دور صہبا ہو
زمین پر سبزہ پھیلا ہو فلک پر ابر چھایا ہو

مین کہتا ہون کوئی مرجائے فرقت مین تو پھر کیا ہو
وہ کہتے ہین مجھے مطلب بلا سے میری اچھا ہو

محبت مین خطا کچھ میرے دل کی ہی نہ آنکھون کی
تری کافر جوانی خود یہ کہتی ہی مجھے چاہا ہو

وہان اک دل لگی ہی وعدہ کرنا اور مکر جانا
یہان یہ شرم کب تک اپنے دل سے کوئی جدا ہو

گلا سفاک سے کیا ہی پڑے تلوار اگر اوچھی
مری قسمت ہی مین کب تھا کوئی ارمان پورا ہو

شب وصل عدو سے سو نہ جائے چونک چونک اُٹھین
رہے نالو زمانہ مین تمہارا بول بالا ہو

دم آخر وہ بیٹھے ہین سرہانے مین یہ کہتا ہون
خدا رکھے تمہین دنیا مین تم ہو اور دنیا ہو

اثر ہی پستی و رفعت مین یکسان چراغ اُلفت کا
اگر ڈوبے تو یہ ناسور ہو ابھرے تو چھالا ہو

یہ مانا توڑ آفت کا ہی تیری نیچی نظر لیکن
نہ روکون مین نگاہ یاس کو اپنی تو پھر کیا ہو

اُٹھا رکھا تو ہے دیدار کے وعدے کو محشر پر
مزا جب ہے خدا کے سامنے بھی کوئی جھوٹا ہو

غرورِ حسن اجازت آنکھ اُٹھانیکی نہین دیتا
سویرے اُٹھکے اُسنے آج آئینہ نہ دیکھا ہو

کرو عہدِ وفا یا دل ہمارا پھیر دو ہم کو
خدا کیواسطے کیون ہو گئے چپ سوچتے کیا ہو

یہ سر حاضر ہے کھینچو میان سے تلوار ادھر آؤ
کسی کی جان جائے پر تمہارا دل نہ میلا ہو

دمِ آخر چلے آؤ تو پھندا بھی اُتر جائے
مرا وعدہ برابر ہو تمہارا قول پورا ہو

ارے بیدرد اُٹھکر تیرے در سے وہ کہان جائین
نہ دُنیا مین کہین جن بے ٹھکانون کا ٹھکانا ہو

اُنھین غیرون سے ملنے کا بہانا ہو گیا اچھا
کسی دن مین یہ کہہ بیٹھا تھا تم ہو اور دُنیا ہو

غزل ۱۶۲	بُری ہو یا غزل اچھی فروغؔ اس سے نہین مطلب نہ فرصت ہو مگر تعمیلِ ارشادِ احبا ہو	اشعار (۱۸)

غزل

کان پہونچا دین جسسے دل تک سخن ایسا تو ہو
چومنے کو جسکے جی چاہے دہن ایسا تو ہو

وصل کے انکار نے برچھی چبھو دی قلب مین
بیٹھ جائے دلمین عاشق کے سخن ایسا تو ہو

آگئی عارض پہ سرخی پڑ گئی جب کی نظر
نازنین ایسا تو ہو نازک بدن ایسا تو ہو

تیرے سینے سے کلیجہ بھی کھینچ آئے دلکے ساتھ
ہان اشارہ اسنے نگاہِ سحر فن ایسا تو ہو

رشک سے کرنے لگین گل چاک چاک اپنی قبا
خونچکان تیرے شہیدون کا کفن ایسا تو ہو

ایک وعدے پر نہ آکر مجکو دوہرا غم دیا
توڑ ڈالا دلکو بھی پیمان شکن ایسا تو ہو

ہو رہا ہے شک جو کچھ نیچی نگاہون پر مجھے
لکھ رہے ہین مسکرا کر حسنِ ظن ایسا تو ہو

سُنکے میرا قصۂ غم وہ اُٹھے دل تھام کر
کچھ نہ کچھ ہو درد بھی جس مین سخن ایسا تو ہو

جب کوئی ارمان نکلا دل تڑپ کر رہ گیا
خوگر رنج و غم و درد و محن ایسا تو ہو

پڑتی ہے میت پہ دنکو دھوپ شبکو چاندنی
ناتوانون کا ترے ہلکا کفن ایسا تو ہو

سُنکے نالونکو مرے تم بھی خفا ہونے لگے
بول اُٹھے بت بھی اعجازِ سخن ایسا تو ہو

نیند بھی آتی ہے جب سوتے ہیں وہ اینڈ اینڈ کر
خواب مین بھی جو نجائے بانکپن ایسا تو ہو

راتدن خاموش ہو ہمین خالِ رُخ کی یاد مین
مہرِ لب ایسی تو ہو قفل دہن ایسا تو ہو

تن کے چلنا چل کے جھکنا جھک کے کھینچنا کیا نہین
تیغِ قاتل مرحبا معشوق پن ایسا تو ہو

دیکھکر تجکو لپٹ جاؤن مین فرطِ شوق سے
بیخودی ایسی تو ہو دیوانہ پن ایسا تو ہو

تیرے کشتے کو ترا میلا دوپٹہ چاہئے
رشک آئے جس پہ حورون کو کفن ایسا تو ہو

وہ نہین آتے شبِ وعدہ تو آئے موت ہی
گر نہ ایسا ہو تو اے چرخِ کہن ایسا تو ہو

غزل ۱۶۳۳	واہ نکلے اہلِ محفل کی زبانسے اے فروغ سننے والونکو پسند آئے سخن ایسا تو ہو	اشعار (۲۵)

غزل

جمع اندوہ و غم مین مضطرب دل کیون نہو
دشمنون مین کوئی گھر جائے تو مشکل کیون نہو

کوئی ہوا ہمین کلیجہ کیون نہو دل کیون نہو
جو ہو پہلو مین وہ درد و غم کے قابل کیون نہو

جانتے سامان ہی کیا آخر پئے اخفائے راز
گرد غم ہے پردہ دار حسرت دل کیون نہو

غیر سے ہو اُس ستمگر کے تغافل مین یہ بھید
کام کرنا ہو نہ جس پر اُس سے غافل کیون نہو

منتین قاتل کی کیون کرنا پڑین اے شوقِ قتل
پر اثر ایسی نگاہِ یاس بسمل کیون نہو

آرزوئے قتل ہو یا التجائے وصل ہو
جو مجھے آسان ہو وہ اُنکو مشکل کیون نہو

دھیان اتنا ہی اُنھین دعوے مسیحائی کا ہے
شاد قتل غیر سے ورنہ مرادِ دل کیون نہو

عکس تیرا ہی سہی آئینہ مین کیسے یہ ناز
گھر سے باہر آکے پھر تیرے مقابل کیون نہو

اب کھلا قربِ رگِ گردن کوئی ہے جلوہ گر
سرنگون پاسِ ادب سے تیغ قاتل کیون نہو

رحم کھا کر ہجر مین جسکو نکالا موت نے
وہ کسیکی جان کیون ہو حسرت دل کیون نہو

قیس کو بھی اپنے دلبر ناز ہے اے ساربان
جس مین پوشیدہ رہے لیلی وہ محمل کیون ہو

ہجر مین دشوار جینا موت کا آنا محال
آدمی کے واسطے ہر طرح مشکل کیون نہو

اُسکی بھی ترچھی نگاہین ہین اِدھر آئینہ مین
عکس تیرا ہی تو ہے تیرے مقابل کیون نہو

بیخبر ہو مین خود اپنے حال سے کسکا گلا
جب وہ میری جان ہے یہ مجھسے غافل کیون نہو

ہون کسیکی یاد سے اے رشک جب یہ صحبتین
غیر دشمن کیطرح پہر حالتِ دل کیون نہو

وصل مین کہتی ہے چشمِ شوخ سے اُنکی حیا
درمیان مین آنکھ ہی کا پردہ حائل کیون نہو

غیر کی ضد سے لگائے جب کوئی مجکو گلے
وہ سکون کمبخت بیتابی مین داخل کیون نہو

موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیے
جان دینا بھی ہجومِ غم مین مشکل کیون نہو

آپ ہی ہمنے حسینونکی بگاڑین عادتین
جسکو ہم دلبر کہین وہ طالبِ دل کیون نہو

وہ خیالِ غیر مین پہرتے ہین اتراتے ہوئے
وصل کی شب ہجر کی راتون مین شامل کیون نہو

شرم نے ڈالا ہے اک ہلکا سا پردہ آج بھی
وصل مین اُنکی نگاہِ ناز حائل کیون نہو

وصلمین اب اضطرابِ شوق کا باعث کھُلا
جب چلین یون تیر نظرونکے تو بسمل کیون نہو

وار اُلٹا دیتا ہے قاتل کے رُخ کا آئینہ
پاس کیجے بھی نگاہِ نیم بسمل کیون نہو

پاس اُسکی شرم کا ہے مجکو وقتِ قتل بھی
خون کی چادر نقابِ روئے قاتل کیون نہو

غزل ۱۶۴	کاٹ سے شمشیرِ قاتل کے اسے ڈر ہے فروغ مائلِ پرواز رنگِ روئے بسمل کیون نہو	اشعار (۱۳)

غزل

جانِ عاشق ہو تو پہر جان کے خواہان کیون ہو
آپ ہی اپنے عدو ہائے مری جان کیون ہو

دم مین مہمان کسیکے ترا ارمان کیون ہو
اور جو ہو بھی تو عدو کا دلِ ویران کیون ہو

آئینہ دیکھ کے تیوری کا چڑھانا کیسا
مگر اتنا بھی کوئی حسن پہ نازان کیون ہو

اُسکی تم جان ہو ور چاہتے ہین سب تمکو
غیر کی جان کا پہر کوئی نہ خواہان کیون ہو

اپنے مرنیکا نہین رنج یہ غم اس کا ہے
ہائے گیسو کسی کافر کا پریشان کیون ہو

تم مریجان ہو سب جان گئے اپنی مختار
مین کہون کیون کہ مریجان کے خواہان ہو

ہو گئین ہچکیو پیے دل سے خفا مین شب جل
لو ادھر آؤ خفا مجھ سے مری جان کیون ہو

لاش اُٹھانے کی بھی امید کا خون ہوتا ہی
قتل کر کے مجھے اب کوئی پشیمان کیون ہو

قصہ طور جو سُنتے ہین تو فرماتے ہین
سچ تو ہی پھر کوئی دیدار کا خواہان کیون ہو

منہ کو ڈھانپے ہوئے مقتل مین عبث آئے ہو
قتل کرنا ہی تو پہلے سے پشیمان کیون ہو

کچھ تو سمجھو مری جان کون ہی نادان نہ ہو
ہوش مین آؤ مری جان کی خواہان کیون ہو

وہم آتا ہی مری لاش نکر دفن یہان
نام کوچہ کا ترے گور غریبان کیون ہو

غزل ۱۶۵	ہین علی عقدہ کشا اپنے غلامونکے **فروغ** مشکلین پڑ گئی ہون تو ہراسان کیون ہو	اشعار (۱۱)

غزل

دکھائے گر ذرا بھی قیس جذب عشق کامل کو
یقین ہی کھینچ لائے نجد مین لیلی کی محمل کو

نحیف وناتوان وہ ہون کہ راہ عشق مین تابین
اُٹھایا اک قدم مینے کیا طے ایک منزل کو

الٰہی کس ادا پر اسکی پروانے ہین پروانے
سوار ہونیکے آتا ہی جلا کیا شمع محفل کو

سب اہل بزم ہین پژمردہ خاطر اُسکے اُٹھنے سے
لیے جاتا ہی وہ گل ساتھ اپنے رنگ محفل کو

نچھاور مین کرون تارے ترے رُخسار کے تل پر
تصدق مین کرون عارض پہ تیرے ماہ کامل کو

صدا آتی ہی بعد ذبح بھی حلق بریدہ سے
خدایا حشر مین رسوا نہ کرنا میرے قاتل کو

ادھر تو سخت جانی ہی اُدھر وہ دست نازک ہی
خدا ہی آج رکھے آبروئے تیغ قاتل کو

تعجب ہی کہ میرے رنج سے واقف نہو کوئی
محبت مین سُنا ہی ہوتی ہی دلکی خبر دل کو

ہوئی روز ازل تقسیم جسدم شادی وغم کی
تبسم پایا غنچون نے ملا نالہ عنادل کو

بہے یک اشک آنکھو سے جو بیتابانہ آتا ہی
لیئے جاتا ہی یارب کون پہلو سے مرے دل کو

فروغ آرام کب پایا ہوا ہون جب سے مین پیدا
دیا ہی رنج اُٹھانے کے لیے حق نے مجھے دل کو

غزل ۱۲۶ — غزل — اشعار (۲۰)

ہنس ہنس کے اس طرح کوئی پھر ہم سخن نہو
کچھ بات بن نہ آئے جو دیوانہ پن نہو

ہین شاد ہون نہین ہی تمہارے دہن نہو
اچھا تو پھر رقیب سے بھی ہم سخن نہو

اے رشک دل تڑپ گیا قاصد کی بات سنکے
اسکی زبان پر کہین اُن کا سخن نہو

ہی عذر بوسہ دینے مین باتین بنا کے بھی
اچھی کہی زبان تو ہو اور دہن نہو

سمجھا ہے باغبان جو ہوئی باغ مین سحر
پھیلا ہے اُڑکے رنگ رخِ یاسمن نہو

دولہا بنا لباس لہو سے جو تر ہوا
اتنی بھی کیا شہید پہ تیرے پھبن نہو

سینے مین کیون ہے ہوک سی اُٹھتی ہی درد کی
کچھ ڈھونڈھتی کوئی نگہ سحر فن نہو

نازک بھی ہو اُٹھاتے بھی غیرون کا ہو مزاج
سمجھو کوئی حسین کہین طعنہ زن نہو

ہین اور دل لگا کے سنون باتین غیر کی
دھیان آگیا حضور کا طرزِ سخن نہو

کیا کیا چٹک کے بلبلون کو دیتے ہین جواب
ان پھولون سا بھی کوئی دریدہ دہن نہو

ہین ناتوان ہون لاش ہو عریان مری تن
شاید مجھے تحملِ بارِ کفن نہو

دل مجھ سے جان دینے کو کہتا ہی ہجر مین
در پردہ تو یہ اور کسی کا سخن نہو

یہ رشک ہی تو دل کی تسلی بھی ہو چکی
میری زبان پر بھی کسی کا سخن نہو

جنکو ہلاک تیغ تغافل سے تو کرے
اُنکو نصیب غسل نہو اور کفن نہو

دین غیر اور آکے تسلی فراق مین
غم ہی اشارۂ نگہِ سحر فن نہو

ہون خالِ رُخ کی یاد مین کچھ ابھی خوشتر
پر فکر ہی کہ پڑھ کے بھی قفلِ دہن نہو

کرتے ہو تم وہ بات جو دُنیا سے ہو الگ
چلتے ہو تم وہ چال کہ جس کا چلن نہو

غصہ بھی ہی کہ پوچھتا ہی غیر حالِ دل
پھر شاد بھی ہون ہین کہ تمہارا سخن نہو

اسکی بھی فکر بھیجون ہین کوئی پیامبر
اس کا بھی رشک آ سنے کوئی ہم سخن نہو

کیونکر جلائے آتشِ دوزخ نہ اے فروغ

اُس دلکو حسین ہین دوستے پنجتن نہو

غزل ۱۶۷ — غزل — اشعار (۲۰)

اچھا چلو ہمین سہی جھوٹے خفا نہو
کرتے ہین ایسا وعدہ ہمین جو وفا نہو

اے چرخ غیر پر وہ بہت مہربان ہین
ہی لطف منقلب جو کہین اب زمانا ہو

بغضِ عدو بھی دلمین نہ آئے شبِ وصال
بس اور کوئی میرے تمہارے سوا نہو

لونگا بلائین ہاتھ جو مینے بڑھائے ہین
چھوتا نہین ہون پھول سے عارض خفا نہو

آئے ہو لاش پر تو نہ آنسو نکلنے پائین
صحبت یہہ دو گھڑی کی کہین بے مزا نہو

مجکو مزاج غیر اُٹھانے مین عذر کیا
ڈر یہہ ہی کچھ سمجھ کے تمہین پھر خفا نہو

احباب ہجر مین نہ تڑپنے سے میرے شاد
مجکو یہہ فکر دو کو ایذا ذرا نہو

فرماتے ہین وہ ہنسکے زمانے کو دیکھئے
الزام مجھپہ کیا جو کسی مین وفا نہو

اے دردِ دل کے ساتھ جگر بھی تڑپ گیا
اتنا بھی چٹکیون مین کسیکی مزا نہو

تعذیر دیکے ہاتھون سے اپنے حضور نے
اچھی کہی کہ دیکھ کبھی پھر خطا نہو

مین روزِ وصل دلکا بھی شکوہ نہ کرسکا
چپ ہو رہا کہ یہہ بھی کسیکا گلا نہو

سہمے ہوئے وہ گورِ غریبان مین آئے ہین
کم سن ہین ڈر رہا ہین کوئی جاگتا نہو

سنئے تو کچھ فراق کا قصہ بیان کرون
کھلیے تو آج کچھ گلہ دوستانا ہو

بین اُنکے میری لاش پہ نشتر سے کم نہین
کہتے ہین روکے تجھسا کوئی بیوفا نہو

سچ پوچھئے تو عیش کا باعث ہی رنج ہر
مرتا نہو تو جینے کا بھی کچھ مزا نہو

ہمکو تو اُنکی منتین کرنیسے کام ہے
اسمین کوئی خطا بھی ہماری ہو یا نہو

مرنا مرا حسینو نہیہ بیکار تو نجائے
کیا خوب ہی یہی جو قضا کو بہانا ہو

اس ڈر سے چاہتا نہین اپنا جلا بھی مین
برگشتہ بخت ہون مرے حق مین برا نہو

ہاتھ اُنکے میری لاش اُٹھانیسے سرخ ہین
غیرونکو ہی گمان کہ رنگِ حنا نہو

غزل نمبر ۱۶۸	کیون زندگی عزیز ہی دنیا کو اے **فروغ** معشوق کیا وہی ہی کہ جسمین وفا نہو	اشعار (۱۹)

غزل

تڑپون مین کیا خیال ہی ایذا ازا نہو
پردہ مین درد کے کوئی دلمین چھپا نہو

لو ہم بُرے رقیب بھلے تم خفا نہو
یہ باتین جلانے کو کہین محبت سوا نہو

بہتر عدو کی سمت سے بھی دل ہی مطمئن
اچھا اگر نہین ہی کسیمین وفا نہو

ظالم تری جفا سے نہ ٹوٹیگا میرا دل
کیون ہنس رہا ہی یہ ترا عہد وفا نہو

کچھ سوچکر تمہارے بگڑنے سے خوش ہو نہین
مجکو تو جب ملال ہو جب تم خفا نہو

مشہور خوب ہوگئے پردے مین شرم کے
تم سا بھی بیحجاب کوئی دوسرا نہو

سب بے سمجھے بوجھے وسلکے تڑپنے پہ یہ ہنسی
اے شوخ اسمین بھی کوئی تیری ادا نہو

روز جزا بھی اب کوئی فریاد کر چکا
جب ڈر یہ ہی وہان بھی ترا سامنا نہو

مرتا ہو جو تری خفگی کی اداؤن پر
کیونکر وہ زندگی سے بھی اپنی خفا نہو

ہمنے کسیکی حشر مین صورت تو دیکھ لی
اب ہو خدا کے سامنے انصاف یا نہو

ہم سے وہ آنکھ بھی جو ملاتا نہین کبھی
تو غیر کی نظر مین سمایا ہو یا نہو

مین تھام لون کلیجہ کو پہر تم سدھارنا
کسکی مجال ہی کوئی روکے خفا نہو

اچھی سنائی یہ مرے حاضر جواب نے
ہم مین جفا نہو تو کسی مین وفا نہو

اے وصل تجہپہ صبر مرے شوق دید کا
کہتی ہی انکی شرم کہ اب سامنا نہو

وہ دو گھڑی کو آکے یہ فکر اور دیگئے
وعدہ کسی کا تو کہین یاد آگیا نہو

بیزار زندگی سے ہون مین کوستے ہو تم
دیکھو کہین مرے لیئے یہ بھی دعا نہو

کچھ اب تو چشم غیر کے تیور غضب کے ہین
کم بخت کی نگاہ مین کوئی رہا نہو

رکھیے سنبھل کے پاؤن ہمارے مزار پر
ایذا کہین دکھے ہوئے دلکو سوا نہو

غزل ۱۶۹ | کمبخت بیخودی بھی غضب کر گئی **فروغ** کیا کہہ گیا مین کاش کسی نے سنا نہو | اشعار (۲۵)

غزل

کہین جانا ہو نہین ہے تو سنورتے کیون ہو
لکھدیا نیچی نگاہون نے مکرتے کیون ہو

زلف کہتی ہے بکھر کر کسی رُخ پر شب وصل
حشر تک صبح نہین ہونیکی ڈرتے کیون ہو

آپ ہی آئینہ مین دیکھئے اپنی صورت
مجھ سے کیون پوچھتے ہین آپ کے ڈرتے کیون ہو

جلوۂ حسن سے خود آنکھ جھپک جائے گی
رُخ سے پردے کو اُٹھاتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

فاتحہ میری لحد پر نہ پڑھو پھیر کے منہ
مرنیوالے سے تم اب ناز یہ کرتے کیون ہو

اُسکو خود پاس نزاکت ہے گلے سے تو لگاؤ
دل بیتاب ٹہر جائیگا ڈرتے کیون ہو

گر ہوئی غیر کے مرنے کی خوشی بھی تمکو
ایسی باتون کا بھلا ذکر ہی کرتے کیون ہو

بسملونکو ہے سدا تیری ملاحت کا خیال
یہ کہے کون نمک زخمون مین بھرتے کیون ہو

جان دے کوئی کس امید پر آخر ظالم
تو نے اتنا بھی نہ پوچھا کبھی مرتے کیون ہو

بدگمان کیون ہو مین پھر جان نشین پر دونگا
میرے مردے کو جلاتی ہوئی ڈرتے کیون ہو

کشمکش مین نہ محبت کو تم اپنی ڈالو
دلکو میرے غم و اندوہ سے بھرتے کیون ہو

یادِ عارض مجھے دیتی ہے شب غم تسکین
لو ابھی صبح ہوئی جاتی ہے ڈرتے کیون ہو

خاک قدمون سے جو لپٹے گی بھی تو کیا ہوگا
تم مری قبر پر آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

دل ہے بیتاب کہین تمکو اذیت تو نہو
دستِ نازک کو مرے سینہ پہ دھرتے کیون ہو

آپ ہی کرتے ہین وہ ترچھی نظر سے بسمل
آپ ہی پوچھتے ہین مجھسے کہ مرتے کیون ہو

یاس کہتی ہے وہ بگڑے ہین تو سب بگڑے ہین
پھر خوشامد ملک الموت کی کرتے کیون ہو

پھر تو دلکو ہلاتا ہے گنہگار ہون کے
اُسکی رحمت یہی کہتی ہے کہ ڈرتے کیون ہو

التجا موت کی بیکار ہے کہتی ہے امید
منتین اتنی انھین کی نہین کرتے کیون ہو

قہر کا توڑ تمہاری ہی نگاہون مین تو ہے
ہے تو سینے سے لگا لینے کا اک پہلو ہے
اُنکا تو رحم بھی خالی نہین بیدردی سے
جھوٹ سمجھے ہو اگر تم مرے مرنے کی خبر
گیا مری آہ و نے ہمنے بھی رسائی سیکھی
وہ بڑھاتے ہین مرے سوگ مین زیور اپنا

تم مرے سامنے آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو
کیون کہون وصل کی شب اُنسے کہ ڈرتی کیون ہو
پوچھتے بھی ہین تو یہ ناز سے مرتی کیون ہو
گیسو و نے تو یہ پوچھو کہ بکھرتے کیون ہو
بنکے ارمان مرے دلمین گذرتی کیون ہو
سادگی کے یہ اشارے ہین سنورتے کیون ہو

غزل نمبر ۱۷۰	پڑ گئی چوٹ محبت کی کہین دلپہ **فروغ** ٹھنڈی سانسین نہین رہ رہکے یہ بھرتی کیون ہو	اشعار (۱۷۶)

غزل

زلفون مین آپکی دلِ اندوہگین نہو
آئینہ مین خود اپنے مقابل تمہین نہو
شوخی حیائے نقشِ قدم سے ہے منفعل
کہتے بھی ہو وہ بات جو آئے نہ ذہن مین
دیکھو تو چل کے کوچۂ جانان کو واعظو
اقرارِ عشقِ غیر بھی وعدے کے ساتھ ہی
آیا ہی آج حرفِ تمنا زبان پہ
وعدے پہ قسمین کھا کے کہا منہ کو موڑ کر
غنچے کے پردہ مین یہ خوشی ہو نہ رو دل چل
کرتے بھی ہو وہ عہد جو نا پائدار ہو
مٹھا مین حسن کے ہین ستارے ملے ہوئے
دو دشمنو نکے بیچ مین اک جانِ ناتوان

مین جسکو ڈھونڈھتا ہون وہ ظالم یہین نہو
اپنی نظر کا آپ نشانہ کہین نہو
چھپکر گیا ادھر سے کوئی شرمگین نہو
کرتے بھی ہو وہ عہد کہ جسکا یقین نہو
دُنیا مین جو ہے وہ یہی جنت کہین نہو
کسکا مجھے یقین ہو کس کا یقین نہو
پہلے پہل کی بات پہ دیکھو نہین نہو
اب بھی جو اعتبار کسی کو نہین نہو
موجِ تبسم آپ کی چینِ جبین نہو
ہوتے بھی ہو خفا جو کسی کو یقین نہو
ممکن نہین فلک پہ دماغِ زمین نہو
یارب یہ آسمان نہو یا زمین نہو

چھپی ہوئی نگاہ بھی کچھ کہ رہی ہی اور | کیونکر عدو کی بات کا مجھکو یقین نہو
بارِ گران عشق مین لیکر ہوا ہون دفن | خم آسمان کی طرح سے پشتِ زمین نہو
جاتے ہو کیون کسیکی عیادت کو وقتِ نزع | نوکِ سنان کہین نگہ واپسین نہو
ڈرتا ہون آسمان کو بھی جھکتے ہوئے برا | یہ بھی ستم شریک کسیکا کہین نہو

غزل ۱۵۱

قاصد ضرور آئے گا جا کر کسی کے پاس
یہ اے **فروغ** میرا دمِ واپسین نہو

اشعار (۱۴۶)

غزل

اے دردا گر مرا دلِ اندوہگین نہو | تیرا جہان بھر مین ٹھکانا کہین نہو
انکو گلے نہ ملنے کا حیلہ کہین نہو | میرا عدو مرا نفسِ آتشین نہو
رحم آ نہ جائے موت کو مجھپر یہ خوف ہی | بیمار آنکھ میری اُنکی دمِ واپسین نہو
چادر سے منہ چھپائے ہوئے ہی مزار بھی | قاتل مرے کوئی نگہ شرمگین نہو
اُلفت نے تیری ہر رگ و پے مین اثر کیا | کیا یہ بھی دردِ ہجر کہ کہین ہو کہین نہو
شوخی کی لاکھ ادا ہین نثار اک حجاب پر | وہ آنکھ آنکھ ہی نہین جو شرمگین نہو
آئے وہ غم مرے دلِ اندوہناک ہین | دنیا مین اور جسکا ٹھکانا کہین نہو
ڈرتے ہین آپ دیدۂ مشتاق سی عبث | حسرت بھری نظر نگہ واپسین نہو
وہ حسن حسن ہی نہین جو ہو نہ دلفریب | وہ بات بات ہی نہین جو دلنشین نہو
وہ اُنکا دیکھنا وہ مرا دل کا تھامنا | برچھی لیئے اُٹھی نگہ شرمگین نہو
جب درد اُٹھا تڑپ گئے ہم اس خیال سے | جانیکا قصد دل سے ہمارے کہین نہو
اقرار اب تو کرتے ہین وہ عشقِ غیر کا | اے کاش اُنکی بات کا مجھکو یقین نہو
اے دوست اعتبار ترے وعدے ہی پہ ہو | گر اپنی زندگی پہ بھروسا نہین نہو

جو خویش بھی ہو قوتِ بازو بھی ہو **فروغ**

کیا خوب مصطفےٰ کا وہی جانشین نہو

ردیف ہائے ہوز

غزل

غزل ۱۷۲ — اشعار (۱۲)

غصہ ہی کیون تمھین مری آہِ رسا کیساتھ
کچھ خیر ہی کہ اڑتے ہو اب تم ہوا کے ساتھ

دل سے دھوان نکلتا ہی آہِ رسا کے ساتھ
جسطرح ابر اُٹھتا ہی اکثر ہوا کے ساتھ

سنتی تھی قافلہ مین جو لیلی بگوش دل
آوازِ قیس آتی ہی بانگِ درا کے ساتھ

صحت ہو کسطرح ترے بیمار کو نصیب
پرہیز ہی اثر کو دعا و دوا کے ساتھ

مرنیکی میری ہو جو خبر اُن کو کیا عجب
ہو جائین دو قدم مرا لاشہ اُٹھا کے ساتھ

دیکھا ہی اسطرف جو کبھی مڑ کے یار نے
بجلی گرائی ہی نگہہ سرمہ سا کے ساتھ

جھرمٹ مین خوبرویونکے رہتا ہی راتدن
تارون کا ہی ہجوم مرے مہ لقا کے ساتھ

دل کھول کے جو نالے شبِ ہجر مین کئے
ارمان سب نکل گئے آہِ رسا کے ساتھ

آہون سے میری یون ہوا برہم مزاجِ یار
جسطرح بوئے گل ہو پریشان ہوا کے ساتھ

دیکھا کبھی جو رنگ خزان کا بہار مین
سنبل کے ہوش اُڑ گئے بادِ صبا کے ساتھ

مین آہین سرد بھرتا ہون سو رہئے شوق سے
آ جائیگی نیند آپکو ٹھنڈی ہوا کے ساتھ

باقی رہیگا نام مرا حشر تک **فروغ**
ہی مجھکو ادعائے تلمذ لبتا کے ساتھ

غزل

غزل ۱۷۳ — اشعار (۱۰)

کیونکر نہ دلکو عشق ہو درد و الم کے ساتھ
ہی لطفِ زیست بھی انھین دو نونکے دم کے ساتھ

آنا تھا تمکو گورِ غریبان مین کیا ضرور
لپٹی ہوئی ہی خاک یہ کسکی قدم کے ساتھ

مانا رقیب ہی کو بھی خو تو اُن کی ہے ‏— اچھا وہ دیکھتے تو ہین چشم کرم کے ساتھ

دیکھین نہ سوگوار اُنھین مرگِ رقیب مین ‏— یارب نہ میرا علیش مبتلی ہو غم کے ساتھ

اتنا تو میرے بعد وہ کہتے ہین غیر سے ‏— بس خاتمہ وفا کا ہوا اُسکے دم کے ساتھ

بولے نقاب اُٹھا کے وہ عاشق کی وقت نزع ‏— اچھا یہ آرزو بھی نکل جائے دم کے ساتھ

ہمراہ میرے غیر کو بھی قتل کرتے ہین ‏— کیا لطف ہے ستم بھی ہے اُنکا کرم کے ساتھ

کسکو وہ رنج دینگے مرے بعد اے رقیب ‏— تیرا خیال بھی ہے اُنھین میرے دم کے ساتھ

کیونکر نکالون دل سے مین ارمان شب وصال ‏— پالا ہے مدتون اسے ناز و نعم کے ساتھ

غزل ۱۷۴	لکھین گے ہم جنون مین بھی خط یار کو فروغ گو ہاتھ بھی قلم ہون ہمارے قلم کے ساتھ	اشعار (۱۷)

غزل

پھرتا ہے میرے حلق پہ خنجر نظر کے ساتھ ‏— کیا قطع ہو رہی ہے مروت بھی سر کے ساتھ

پھیری اگر نگاہ تو دل ٹوٹ جائیگا ‏— وابستہ ہین امیدین بھی تارِ نظر کے ساتھ

سمجھا ہون آسمان کے ارادے کو خوب مین ‏— قد مونیہ جھک رہا ہے ترے میرے سر کے ساتھ

خود درد کے بہانے سے لیتے ہو چٹکیان ‏— اچھا سلوک کرتے ہو قلب و جگر کے ساتھ

دم بھی تو ہو رہا ہے خفا مجھ سے ہجر مین ‏— دُنیا پلٹ رہی ہے تمہاری نظر کے ساتھ

تنہا رہے سوا نہین کوئی فراق مین ‏— ارمان دل کے ساتھ ہے سودا ہے سر کے ساتھ

دو بوند خون تیر سے تیرے کیا عزیز ‏— اس جرم مین شریک ہے دل بھی جگر کے ساتھ

سینے سے وہ لگے مٹ گئے ناسور عشق بھی ‏— کتنے ہی گھر تباہ ہوئے ایک گھر کے ساتھ

پیری مین داغ عشق بھی دل کی طرح بجھے ‏— گل ہو گئے چراغ بھی شمع سحر کے ساتھ

ہو شوخیٔ نگاہ سے غافل نہ وقت ذبح ‏— لپٹے کہین نہ تیغ بھی تیری نظر کے ساتھ

سہتا ہون چوٹین ہجر کی صبح شب وصال ‏— پڑتی ہے موگری مرے دل پر گجر کے ساتھ

پہنچانے جاتی ہی الفتن صبح شبِ وصال
نکلی ہی روح تن سے طلوعِ سحر کے ساتھ

کرنا نہ اعتبار تم اپنی نگاہ پر
ہی رشتہ اسے مرے قلب و جگر کے ساتھ

کب کہنے دیتے ہین وہ دمِ ذبح حالِ دل
باتین بھی میری کاٹتے جاتے ہین سر کے ساتھ

پھیلو نہ اک فراق مین خوش قسمتی کا ہی
پلٹے زمانہ کاش تمھاری نظر کے ساتھ

کرتا ہی ذبح خاطرِ دشمن سے مجکو دوست
ہوتا ہی قطع رشتۂ اُلفت بھی سر کے ساتھ

ترچھی نظر کے اور ہی کچھہ ڈھنگ ہین فروغ
مجروح ہو گیا مرا دل بھی جگر کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

غزل ۱۷۵ — **غزل** — اشعار (۲۰)

جلوۂ حسن ہی دلمین کہ محبت تیری
نظر آتی ہی اس آئینہ مین قدرت تیری

دل ہی سینہ مین مرا دل مین محبت تیری
کس حفاظت سے ہین رکھا ہوا امانت تیری

جیسے نور آنکھ مین بو گل مین صدف مین گوہر
یون نہان ہی دل شیدا مین محبت تیری

خوفِ محشر سے لحد مین بھی نہ لگتی مری آنکھ
نہ تھپک کر جو سُلاتی مجھے رحمت تیری

جلوہ فرما مری آنکھون مین تصور تیرا
رونق افروز مرے دلمین محبت تیری

ذرہ ذرہ سے جھلکتا ہی ترا جلوۂ حسن
پتہ پتہ سے عیان ہوتی ہی قدرت تیری

دین و دنیا مین مری یاس نے کھویا تھا مجھے
آسرا مجکو دلاتی جو نہ رحمت تیری

نہ کوئی مجھہ سا گنہگار نہ تجھہ سا ہی رحیم
میری خصلت ہی بُرائی دوست وہ عادت تیری

جسطرح عاشق و معشوق گلے ملتے ہین
میرے دلسے یونہین لپٹی ہی محبت تیری

لطف جب ہی کہ ہین سرشار ہون ایسا اے دوست
دو نو عالم کو بھُلا دے مئے وحدت تیری

خاک اُس منہ مین کُھلے جو ترے شکوے کیلئے
وہ زبان قطع ہو جسپر ہو شکایت تیری

نہ مجھے کام تھا دنیا سے نہ محشر سے غرض
ہر جگہ مجھکو لیئے پھرتی ہی الفت تیری

اب بھلا آگ جہنم کی جلا سکتی ہی
ہی گنہگارونسے لپٹی ہوئی رحمت تیری

آنکھ مین ہی ترا جلوہ کہ جہان بیٹھی ہین
بحر ہی کوزے مین یا دل مین محبت تیری

حشر مین دوھرے وسیلے ہین گنہگارونکے
ہی شفاعت ترے محبوب کی رحمت تیری

سوزِ الفت سے نہین پڑتا ہی چھالا اید وست
گھر بناتی ہی مرے دلمین محبت تیری

ہوئی بیقدرون کی بھی قدر زہی شانِ کرم
ٹوٹی پڑتی ہی گنہگارونپہ رحمت تیری

جوشش فصلِ بہاری ہین ترے حسن کا جوش
ساغرِ گل مین لبالب ہیئے وحدت تیری

جب کیئے ظلم حسینون نے خدا یاد آیا
کُھل گئی عشق مجازی سے حقیقت تیری

غزل ۱۷۶

خالقِ نور ہی تو خاک کا ذرہ ہی **فروغ**
تاب کب ہی اُسے جو کر سکے مدحت تیری

اشعار (۱۰)

غزل

آیا جو سامنے مرے چشمِ پُر آب سے
ٹکڑے اُڑا دیئے موج ہوا نے سحاب کے

سرکا دیئے ہوا نے جو گوشے نقاب کے
تیور بدل گئے نگہہ پر حجاب کے

ہیکل بھی ڈر کے اُنکے گلے سے لپٹ گئی
دیکھے جو تو نے دل پر اضطراب کے

سونے مین کچھ خبر نہ دوپٹہ کی بھی رہی
آفت بپا کرینگے یہ انداز خواب کے

اُڑتی نہین ہی گرد یہ اے شہسوار حسن
اُٹھکر زمین لیتی ہی بوسے رکاب کے

سینے پہ ہاتھ آپنے رکھکر غضب کیا
سب حوصلے مٹے دلِ پُر اضطراب کے

گر دیکھتا نہ تیری تلون مزاجیان
کیون سیکھتا زمانہ یہ ڈھنگ انقلاب کے

ہوتی نہ صبح داغ دل و آفتاب مین
پڑتے اگر نہ بیچ مین پردے سحاب کے

گرتی نہین سحر کو شعاعین مزار پر
غم مین ہمارے بال کُھلے [illegible]

نیچی نظر سے بھی نہ چھپا سینے کا اُبھار
پردے بھی گو بڑے نگہہِ پُر حجاب کے

مسکی ہوئی قبا سے ہے دامانِ شوق چاک
اب اور کیا ارادے ہیں جوشِ شباب کے

وہ سینہ تان تان کے چلنا حضور کا
وہ ولولے مرے دلِ پر اضطراب کے

گوشے ہوا سے اُڑتے ہیں لائے نہ تاب حسن
دیکھو رہے نہ ہوش ڈھلکانے نقاب کے

دلکو وفورِ شوق سے کب وصل میں ہے چین
تسکین قلب میں بھی ہیں ڈھنگ اضطراب کے

آیا ہے برق کے جو تڑپنے پہ اُن کو رحم
اب رنگ دیکھنا دلِ پر اضطراب کے

بہلے گا دل لحد میں نکیرین سے ذرا
ترسے ہیں مدتوں سے سوال و جواب کے

بیتابیوں سے قطرۂ سیماب ہے ہر اشک
ٹوٹے ہیں آبلے دلِ پر اضطراب کے

غزل ۱۷۳	وہ سو رہے ہیں چین سے کیا جانیں اے فروغ بیچین کسکو کرتے ہیں انداز خواب کے	اشعار (۱۸)

غزل

جب اُنکے دلمیں ولولے آئے شباب کے
شوخی نے بڑھ کے پردے اُٹھائے حجاب کے

آنکھیں ہیں بند نشے میں جوشِ شباب کے
ہیں اُنکے جاگنے میں بھی انداز خواب کے

ٹھہرے نہ ہائے کچھ بھی کسیکی نظر میں ہم
قربان جائیے اثرِ اضطراب کے

کیا آفت آئی دیکھیے اس چشمِ شوق پر
کچھ کھو رہے ہیں کان میں گوشے نقاب کے

سوتے ہیں اینڈا اینڈ کے کیا کیا شبِ وصال
ہیں خواب میں بھی ڈھنگ غرورِ شباب کے

آنکھوں کی پتلیوں نے سکھایا ہے جھپک کے کیا
وہ بنگئے جو وصل میں پتلے حجاب کے

سینہ نے بھی اُبھر کے اُٹھایا سرِ غرور
ابتو کچھ اور رکھتے ہیں تیور شباب کے

تیوری چڑھا کے پھول چڑھاتے ہیں قبر پر
ہے رحم بھی لیئے ہوئے پہلو عتاب کے

داغِ جگر شگفتہ ہوئے آہِ سرد سے
ٹھنڈی ہوا سے پھول کھلے ہیں گلاب کے

ن جب ہے ک ذرا سا دوپٹہ بھی ہٹتے جب
ٹوٹے سب آسرے دلِ پر اضطراب کے

آیا تھا ایکدن کسی کے رونے پہ اُس کو رحم
اے موت جنکو بات بھی کرنا تھی ناگوار
سینہ اُبھار اُبھار کے دریا کی سیر کی
پردے ہیں لوگ کے ہر غم ساقی ہیں منتشر
بڑھ بڑھ کے لے رہی ہیں بلائیں نگاہ شوق
کیا جانتا تھا غیر کی میت پہ جاتے ہیں
آخر کو میری لاش نہ اُنسے سنبھل سکی

تھمتے نہیں ہیں آجتک آنسو سحاب کے
اب وہ امیدوار ہیں مجھسے جواب کے
وہ بھی سمجھ گئے کچھ اشارے حجاب کے
رندو نہیں جو اس ٹھکانے شراب کے
ہیں کچھ سلامتی سے نئے طور خواب کے
ہیں شاد تھا کہ بند کھلے ہیں نقاب کے
پہلو لیئے ہوئے تھا جو غم اضطراب کے

غزل ۱۷۸	بجلی تڑپ کے چرخ سے گرتی نہیں **فروغ** قربان ہوتی ہر دل پر اضطراب سے کے	اشعار (۱۳)

غزل

سنکے میرا حال غم آزردگی کا ہیکو تھی
وصل میں لڑنا نہ تھا تو چھیڑ کی کا ہیکو تھی
مجکو اُلفت اس سے تھی کھٹتے ہیں میری بر
بن کے دیوانہ ہوا ہون اُس پری سے ہمکلام
اک تمہارا نام رہتا ہی مرے لب پر مدام
گو بُرائی سے سہی ذکر اُنسے تو میرا کیا
وصل میں روٹھے تھے وہ میرے منانیکے لیئے
باغبان اُس گل کا شوقِ دید کیون نرگس کو تھا
ہائے وہ اگلے زمانے کی وفای بیوفا
اک ادا تھی یہ بھی تا اب اور کوئی جان دے
مار ڈالا یار کی تیغِ تبسم نے مجھے

دل کا شکوہ تھا شکایت آپکی کا ہیکو تھی
خیر کے سر کی قسم پھر ہمکو دی کا ہیکو تھی
کوئی کھدرے جھوٹ کھتے ہو کبھی کا ہیکو تھی
یہ بھی تھی اک بات زخم و رفتگی کا ہیکو تھی
بات اک میری کبھی تمنے سُنی کا ہیکو تھی
اے عدو یہ دوستی تھی دشمنی کا ہیکو تھی
اک لگاوٹ یہ بھی تھی آزردگی کا ہیکو تھی
آنکھ اس کمبخت کی حسرت بھری کا ہیکو تھی
ہان ترے نزدیک تو سچ ہی کبھی کا ہیکو تھی
سوگ میں میرے کسیکی سادگی کا ہیکو تھی
ہائے اک میٹھی چھُری تھی وہ ہنسی کا ہیکو تھی

کیون چراغ داغ روشن تھے جو وہ دل مین نہتا | اس اندھیرے گھر مین پھر یہہ روشنی کا ہیکو تھی

غزل ۱۷۹	رنج اعدا نے دئے بعد نبی کیا کیا **فروغ** اسقدر انکو علی سے دشمنی کا ہیکو تھی	اشعار (۱۳)

غزل

تھی نظر انکی ادھر اور ادھر کیا کرتے | ہم اگر دل کو چھپاتے تو جگر کیا کرتے

جل گئی رشک کی انیر بھی جھڑی وصل کی شب | پھر جو اٹھتے جو نہ مرغان سحر کیا کرتے

تیغ کے پورے نہ پڑنے کا گلا تھا اے ترک | اور فریاد لب زخم جگر کیا کرتے

رکتے ہین یہہ دمین شوخی کے انھین بھی ہین | میرے نالے تھے نہ اتنا بھی اثر کیا کرتے

تجھ سے آپ بگڑ کر نہ ملے خوب ہوا | منہ کو پھیر اٹھا جدھر سے پھر ادھر کیا کرتے

اعتبار آپ کے وعدے کا بھلا کسکو تھا | دل غمگین کی تسلی نہ مگر کیا کرتے

آتی اوچھی ہمکو ہی تیغ لگاتا اے ترک | ہنس نہ پڑتے جو مرے زخم جگر کیا کرتے

آگیا رحم انھین پونچھ رہے ہین آنسو | اور احسان مرے دیدۂ تر کیا کرتے

کبھی یہہ رنج نکلے نہ سب ارمان شب وصل | کبھی یہہ فکر کہ پھر بار دگر کیا کرتے

وصل کے روز ہمین خوب ہوا موت آئی | دن بھی اچھا تھا نہ کرتے جو سفر کیا کرتے

آپ کھاتے ہین ہر بات پہ جھوٹی قسمین | یہہ تو کہیے جو نہو تا مرا اسر کیا کرتے

نہو اختر بھی لو ساتھ ہمارا اُن کا | دیکھنا تھا ہمین چھپتے وہ کدھر کیا کرتے

غزل ۱۸۰	اے **فروغ** آپ نے ہنس ہنس کے گذاری شب غم شمع کی طرح سے رو رو کے بسر کیا کرتے	اشعار (۱۹)

غزل

سے گئے قلب مضطر کو ملتے ہوئے | نئی چھیڑ کی راہ سے چلتے ہوئے

الٰہی نہو غیر کے گھر کا قصد | سے چلے ہین وہ گھر سے ٹہلتے ہوئے

ابھی دل میں آنے بھی تو اسے آج — کلیجے کو شوخی سے ملتے ہوئے
یہ ارمان نکلنے سے تھی تیری ضد — کہ دیکھا نہ دم بھی نکلتے ہوئے
غضب ڈھا رہی ہیں نگاہیں تری — رُکیں نہ گئے نیم تیر چلتے ہوئے
خفا کب ہے مانع مری لاش پہ — چلے آئے ہاتھ ملتے ہوئے
نکالے تو اسے حسن یوں انکا نام — جو شرمائے گھر سے نکلتے ہوئے
قیامت کا ہے شوخ تیرا لطف — ارے چھیڑ یا ہی ہے چلتے ہوئے
مرے قتل پہ تیغ کو پھینک کر — چلے آڑ تیوری بدلتے ہوئے
کیا قتل بھی مجکو روتے بھی ہو — ستارے ہیں نیچے یہ چلتے ہوئے
تھمینگے بجا نالۂ پر شرر — رُکیں گے یہ شعلے نکلتے ہوئے
وہ پوچھے کا کچھ ہوش تمکو نہیں — کلیجہ بھی ملتے ہو جلتے ہوئے
وہ فرقت ہی کا دن تھا ای روز حشر — نہ دیکھا کبھی جسکو ڈھلتے ہوئے
ملے کس محبت سے وقت وداع — کیا وار اک اور چلتے ہوئے
ستم سے بھی وہ ہاتھ اٹھا نینگے — جو دیکھا مرا دل بہلتے ہوئے
اٹھائے ہیں سر دلکی بیتابیاں — اُنھیں دیکھ کر تنکے جلتے ہوئے
ذرا ہچکیاں تھم کے احباب لاش — کہیں ساتھ وہ بھی ٹہلتے ہوئے
مرا دل بھی ہے راستہ میں پڑا — کوئی ٹھوکر اسکو بھی چلتے ہوئے

غزل ۱۸۱	ہوئی کم نہ بیتابی دل **فروغ** دوپٹہ بھی دیکھا سنبھلتے ہوئے	اشعار (۱۹)

غزل

وہ ماہ آئے جو یہ دن تمام ہو جائے — خدا کرے کہیں جلدی سے تمام ہو جائے
رُخ آفتاب سے ہے ماہ تمام ہو جائے — جو زلف کھولیئے دنکو تو شام ہو جائے

چمن میں دورِ مئے لالہ فام ہو جائے
وہ پھول دے ہمیں ساقی کہ نام ہو جائے

کلیم اگر ترا محوِ کلام ہو جائے
تو حسن دیکھ کے یوسف غلام ہو جائے

جہان ہو ظلمت و کفر و نفاق سے خالی
الٰہی اب تو ظہورِ امام ہو جائے

بنا کے دوش پر اسے ماہ چھوڑ دے گیسو
سحر سے آج ہم آغوش شام ہو جائے

وہ گل ہو باغ ہو دورِ شراب ہو ہم ہوں
بہار آئے تو یہ اہتمام ہو جائے

نچھوڑ کشتۂ تیغ نگاہ کو بسمل
لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہو جائے

ہمارے خانۂ دل کو خدا جو دے حرمت
ابھی یہ بتکدہ بیت الحرام ہو جائے

بغیر ساقیٔ مہوش نہ جام منہ سے لگائیں
مئے حلال بھی ہمکو حرام ہو جائے

ابھی وہ آئیں نہ آئیں ہی اختیار انھیں
پھر رسم و راہ پیام و سلام ہو جائے

جو مو بمو ہو بیان سرگذشت گیسوئے یار
تو اختصار میں طول کلام ہو جائے

ہزار قتل ہوں اسے ترک لاکھ شیدا ہوں
چھٹے جو پھیر تو اور اژدہام ہو جائے

ہمارے دل کے پھپھولے سے کیا انھیں نسبت
جو ایک آبلہ گردوں تمام ہو جائے

کھلے یہ عقدہ دہن کا جو بوسہ مانگیں ہم
انھیں سکوت ہو ہمکو کلام ہو جائے

تمہاری ابروؤں کے نیچے جو پلکیں ملیں
تو ایک اور دو پیکر حسام ہو جائے

خدا کی شان ہے اک نور سے تو پیدا ہوں
کوئی رسول ہو کوئی امام ہو جائے

تمہاری زلف کے کوچہ میں جو نکو راہ نہیں
پڑے جو بھول بھلیاں میں شام ہو جائے

اشعار (۲۱)	فروغ مہر جو استاد کی ہو ذرہ بھی فروغ نظم ثریا نظام ہو جائے	غزل ۱۸۲

غزل

غیروں میں چہرے پر نقاب بھی ہے
بے حجابی بھی ہے حجاب بھی ہے

آنکھوں میں نیند بھی حجاب بھی ہے
منہ چھپائے کسیکا خواب بھی ہے

وعدہ کرتے بھی ہیں مگر جھوٹا — دلکو تسکین بھی اضطراب بھی ہے

نیچی نظروں سے کب ہیں بے پردہ — منہ پہ ہلکی سی اک نقاب بھی ہے

ہو نہ غصہ ہیں جامہ سے باہر — واہ کچھ شرم کچھ حجاب بھی ہے

منہ بھی کھولے ہیں عارضہ بھی ہے ملا — رخ دبے پردہ بھی نقاب بھی ہے

حسن رخ کی چمک نے کام کیا — منہ کھلا بھی ہے اور نقاب بھی ہے

تیوریاں قبر پر چڑھاتے ہیں — رحم کے ساتھ کچھ عتاب بھی ہے

وصل میں ہے قرار بھی دل کو — اور کمبخت اضطراب بھی ہے

ڈھانکتے ہیں وہ میری لاش پہ منہ — رنج کے ساتھ کچھ حجاب بھی ہے

بے سبب تنکے وہ نہیں چلتے — سر اٹھائے ہوئے شباب بھی ہے

نشہ حسن سے نہیں بند آنکھ — قید شوخی بھی ہے حجاب بھی ہے

بولے وہ نامہ بر کو دیکے سزا — خط کا اسکے یہی جواب بھی ہے

تیرے ہر ناز میں ہزار ستم — ان جفاؤں کا کچھ حساب بھی ہے

مجکو آتی ہے اس حیا پہ ہنسی — کچھ بھلا یاد حال خواب بھی ہے

کچھ نہ ٹھہرے کسیکی نظروں میں — دشمن اے شوق اضطراب بھی ہے

وہ سوال وصال پہ چپ ہیں — اب مری بات کا جواب بھی ہے

وصل میں ہیں لڑائیاں بھی نئی — پاس بیٹھے بھی ہیں عتاب بھی ہے

تم مرے دلکو کیا سمجھتے ہو — یہی پتھر یہی حباب بھی ہے

دو قدم ہو لو ساتھ میت کے — مجھپر احسان بھی ہے ثواب بھی ہے

غزل ۱۸۳	کچھ نگاہوں میں شوخیاں ہیں **فروغ** کچھ کسی دل کا اضطراب بھی ہے	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

مزا ہی ہم ہیں گلشن ہی ہمارا یار جانی ہی
شب مہتاب ہی دور شراب ارغوانی ہی

مریض ہجر کو اے یار ایسی ناتوانی ہی
بدن پر جامۂ ہستی بھی اک بار گرانی ہی

ہرے ہو جائیں زخم دل جو اب سینے تو عجب کیا ہی
دوپٹہ آج کل اوڑھا ہمارے گل نے دھانی ہی

یہ کہنا یار سے رکھ رکھ کے دل میں درد اٹھتا ہی
نہ اسکو بھولنا قاصد یہ پیغام زبانی ہی

عوض لطف و کرم مہر و وفا کے اس نے یا ہمیں
جفا ہی جور ہی بیداد ہی ایذا رسانی ہی

مے گلگوں ہی ساقی ہی چمن ہیں یار ہی ہم ہیں
وہ لطف بادہ خواری ہی یہی عیش زندگانی ہی

ہمارے تلوے چھید چھید کر ہوئے غربال کانٹوں نے
تری فرقت میں اے گل دشت کی یوں خاک چھانی ہی

لباس مردن دکھایا اوج اپنا خاکساری نے
لحد پر آسمان نے چادر مہتاب تانی ہی

ہمیں بوسہ دہن کا دیکے چپکے سے وہ کہتے ہیں
اسے افشا نہ کرنا تم کہ یہ راز نہانی ہی

تجھی پہ جان دیتے ہیں تجھی کو پیار کرتے ہیں
مری یہ جان تیرے باعث سے اپنی زندگانی ہی

غزل عدد ۱۸۳	فرد — اللہ رکھے آنکھ وہ ہون اور دنیا ہو عجب نام خدا جوبن ہی کیا حسن جوانی ہی	اشعار (۲۴)

غزل

کب توڑ کر جگر کو مرے دل میں راہ کی
رکھی ہی بات آپ کے تیر نگاہ کی

ظلمت کو بھی جگہ نہیں ملتی پناہ کی
اللہ ری تیرگی مرے روز سیاہ کی

حسن انکا آئنہ میں جو دکھلا دیا انھیں
لینے لگے بلائیں وہ میری نگاہ کی

وہ آتے آتے گھر مرے ہو بیٹھے عدو کے گھر
یہ گردش فلک ہی کہ گردش ہی ماہ کی

عشاق ہائے گھٹتے ہیں جبکہ شب فراق
پرچھائیں تو ہو تری زلف سیاہ کی

وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں صبح شب وصال
پوچھے کوئی کہاں گئی شوخی نگاہ کی

خوش ہوں سوال وصل پہ کا تو مری ہاں
ہوگا مزا سزا میں بھی ایسے گناہ کی

شد کیا کیا تری تہمت سے نہ روزِ حشر
ہوتی ہے بیگنا ہوں حسرت گناہ کی

کیا اس سے یہ غرض ہے کہ بھی جان بھی ندے
کیون تمنے میری لاش پہ حالت تباہ کی

اے حشر پڑھ سکے نہ کوئی تا دمِ حساب
فردِ گناہ اس لیئے ہمنے سیاہ کی

دیکھو نہین انکی شرم شبِ وصل چھپ رہی
پائی کوئی جگہ نہ کہین جب پناہ کی

پائی شبِ فراق نے کچھ زلفِ یار نے
جب تیرگی بڑھی مرے بختِ سیاہ کی

دل بڑھنے کا عدو سے کہین یہ سبب نہو
کیون میرے غم مین آپنے حالت تباہ کی

میت مری اٹھاؤ اب آنسو بہا چکے
مٹی کرو خراب نہ مجھ بے گناہ کی

جیتے ہی جی زمین ملاتی ہے خاک مین
اڑتی نہین یہ راہرو و گردِ راہ کی

کیون قطع کر رہے ہین مرے ہاتھ وصلین
تبلائیے تو کہ ہے یہ سزا کس گناہ کی

اچھی یہ خفگیان ہین نئی یہ لڑائیان
کرتے ہین ظلم بھی ہین ضدین بھی نباہ کی

پھر ناز کیجیے گا حضور اپنے حسن پر
تعریف پہلے کیجیے میری نگاہ کی

ہو سامنا رقیب کا یارب نہ روزِ حشر
پھرتے ہین وہ تلاش مین جھوٹے گواہ کی

جھکا کے میری قبر پہ وہ جھکتے ہین ناز سے
سمجھے تھے تم یہ کوئی جگہ ہے پناہ کی

ہین در پہ سر پٹکتا ہون انسے کہے یہ کون
کچھ آپنے حضور ادھر بھی نگاہ کی

یارب فراقِ یار کی صورت نظر نہ آئے
یہ تیرگی بڑھے مرے روزِ سیاہ کی

تمنے نظر جو پھیر لی سب ہے پھر گئے
کیا گردشِ زمانہ بھی گردش نگاہ کی

غزل بحر ۱۸۵	آتا ہے مجبور رشک شبِ غم سے اے فروغ تقلید کرتی ہے کسی زلفِ سیاہ کی	اشعار (۲۹)

غزل

چشم تر بال پریشان یہ حالت کیا ہے
کیون مری لاش پہ آنے کی ضرورت کیا ہے

ضعف تو ضعف نزاکت پہ بھی حرف آتا ہے
اب کبھی مجھ سے نہ کہنا تری طاقت کیا ہے

ایسی صورت نظر آئی کہ قیامت آئی
ایک آفت ہے یہ کمبخت طبیعت کیا ہے

کم نہین مجھ سے کسی طرح رقیبونکا بھی حال
رحم کرنے کی مین کہتا ہون ضرورت کیا ہے

یاد سمجھائین گی بیدرد جفائین تری
کٹ ہی جائیگی کسی دن یہ مصیبت کیا ہے

جو مین کہتا ہون وہ سُن لیتے ہین صبح شب وصل
اب نکلتا نہین منہ سے تری قدرت کیا ہے

حال دل اُس سے کہون کیا جسے معلوم نہو
آرزو نام ہے کس چیز کا حسرت کیا ہے

لبنھی بوسہ بلائین مجھے لے لینے دو
تم بتاؤ تو سہی اس مین قباحت کیا ہے

نگہ شوق سے پوچھو دل پُرارمان سے
اب مین کیا تمسے بتاؤن مری حسرت کیا ہے

فلک کو بھی نہ تربت پہ مری رکھو ہاتھ
اب تسلی کی تشفی کی ضرورت کیا ہے

آپ ہی آ ترچھی نگاہونسے کیا ہے بسمل
آپ ہی پوچھ رہے ہین تری حالت کیا ہے

کھولنا آنکھ کا بھی ضعف سے اب مشکل ہے
ہائے پوچھا بھی کب اُسنے تری حسرت کیا ہے

اُسکے قبضہ مین ہے دل دلمین ہے وہ آفت جان
حال دل لکھنے کی پھر ہمکو ضرورت کیا ہے

اک ذرا مجکو کلیجہ سے لگا لینے دو
پھر نہ پوچھوگے کبھی تم کہ محبت کیا ہے

خوش ہون مین وہ نہین کرتے جو گلا دشمنکا
جس سے الفت ہی نہین اُس سے شکایت کیا ہے

کاش سمجھائے مرے بعد نزاکت ہی انھین
ظلم سے ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت کیا ہے

اُنکا غصہ بھی ہے یہ حسن طلب پر مبنی
کہہ رہے ہین کہ ترے دلکی حقیقت کیا ہے

دل ہے بے چین کہ آنکھونمین تڑپ کر آؤن
اک قیامت ہے تری چاندسی صورت کیا ہے

دیکھکر آئنہ مین عکس کو اپنے خوش ہین
ہم بھی سینہ سے لگا لین تو قباحت کیا ہے

دیکھتا ہو نہ کوئی خواب مین بھی جوش شباب
ورنہ اینڈ اینڈ کے سونیکی ضرورت کیا ہے

اثر آہ کا ممنون ہو کب تک کوئی
یوہین آؤ جو مرے گھر تو قباحت کیا ہے

نہین ہیکل کو لگائے ہے جو سینہ سے کوئی
پھر دوپٹہ سے چھپانیکی ضرورت کیا ہے

وصل مین آپ نہ شرمائین کہ خوش ہین یہ بھی
پھول ہارونکے جو پہنے ہین قباحت کیا ہے

دامنِ شوق کو پھیلائے ہوئے ہین شبِ وصل
کوئی اتنا نہین کہتا تری حاجت کیا ہی

وصل کی شب ہی چھپائے ہوئے آنکھین کوئی
بسترِ ناز کو پھولون کی ضرورت کیا ہی

قتل کرنیکو کلائی کی لچک کافی ہے
دستِ نازک کو ترے تیغ کی حاجت کیا ہی

آنکھین پھیرنے پہ دمِ نزع خفا کیون ہے کوئی
مرنیوالے کو خوشامد کی ضرورت کیا ہی

عکسِ گیسوئے سیہ فام بھی ضایع ہوا
سرمہ کی چشمِ فسون ساکو حاجت کیا ہی

غزل ۱۸۶	جو سُنے تھام لے دل اپنا مزا جب ہی فروغ ورنہ پھر شعر ہی کہنے کی ضرورت کیا ہی	اشعار (۱۰۶)

غزل

لکھنؤ گلزار تھا لیکن فضا جاتی رہی
پھول مرجھانے لگے نشو ونما جاتی رہی

صوت نالہ صورتِ بانگِ درا جاتی رہی
کان مین لیلی کے مجنون کی صدا جاتی رہی

شمعِ سوزان قبر پر بعدِ فنا جاتی رہی
بیکسون پر یہ بھی چار آنسو بہا جاتی رہی

مجھکو شرمندہ کیا کیا سخت جانی نے مری
باڑھ پر سے یار کی تیغِ جفا جاتی رہی

کیا ہوا وہ زندگی مین تھا جو ربطہ و اتحاد
اُلفت تن روح کو بعدِ فنا جاتی رہی

کس لئے گھر سے نکلنا شب کو چھوڑا آپنے
چاندنی کی سیر بھی اے مہ لقا جاتی رہی

گیسوئے پیچان کا سودا ہوتے ہوتے رہگیا
سر سے آفت ٹل گئی آئی بلا جاتی رہی

سوزِ غم سے باغ مین کیا کیا جلا بلبل کا دل
آتشِ گل روز بھڑکانے صبا جاتی رہی

عاشقون کے خون مین ڈوبے نہین مدت سے ہاتھ
اے صنم وہ شوخیٔ رنگِ حنا جاتی رہی

غزل ۱۸۷	اے فروغ آئے نہ وہ ہم ہجر مین تڑپا کئے تھی کشش دل مین جو مثلِ کہربا جاتی رہی	اشعار (۷)

غزل

یونہین ہجر کی شب بسر ہو گئی
کہ گن گن کے تارے سحر ہو گئی

جو دیکھا کبھی آنکھ بھر کر انھین / ہنسی آئی نیچی نظر ہو گئی

وہ پہلو سے اُٹھے تو حالت مری / بس اک دم مین نوع دگر ہو گئی

یہ ہوتا ہی ظاہر شب وصل مین / سر شام ہی سے سحر ہو گئی

کیا وعدہ وصل آئے نہ وہ / تڑپتے ہمین رات بھر ہو گئی

شب وصل مین وہ یہ کہکر اُٹھے / وہ بولا موذن سحر ہو گئی

غزل ۱۸۸	شب وصل مین وہ نہ اٹھی فروغ جگاتے جگاتے سحر ہو گئی	اشعار (۱۰)

غزل

مسیحا بڑھ گئی ہی حرص یہ بیمار اُلفت کی / تمنا رنج پر ہی رنج کی حسرت پہ حسرت کی

ہمیشہ اسے بہتر رہتے ہو خواہان جان عاشق کے / خدا کیو اسطے کچھ انتہا بھی ہی عداوت کی

یہ الٹی بات دیکھی ہمنے عالم کے حسینون مین / عدوے جان ہوا اپنا وہی جس سے محبت کی

تمہارے عشق مین ہمنے نئی دنیا بسائی ہی / خلاف دل جگر کا ہی زمین گرد کدورت کی

نہین ہی ناتوان مجھسا جہان مین دوسرا کوئی / نہ آئے گر یقین سے لو قسم اپنی نزاکت کی

مری جان ایک بوسہ کی حقیقت کیا ابھی دیدیجے / زرا سی بات پر عاشق سی ناحق تمنی حجت کی

فروغ ظاہری یہ بعد مردن بھی کیا حاصل / چراغ زیست کو گل کر کے روشن شمع تربت کی

فراق مہروش مین حال ہی یہ سوزش دل کا / شرر مین آہ کے گرمی ہی خورشید قیامت کی

درازی مین نہین کم ہجر کا دن روز محشر سے / فراق یار کی راتین بھی ہوتی ہین قیامت کی

غزل ۱۸۹	غزل گوئی کا شغل اک تھوڑے عرصہ سی چھوٹا ہی بتاؤ اسے فروغ اب وہ روانی ہی طبیعت کی	اشعار (۲۰)

غزل

بلا کے شوخ انکی چال کے انداز سی تھے / قیامت اور یہ آسپر کہ سینہ بھی ابھارے تھے

جو سچ پوچھو تو ہمکو غیر تم سے بڑھکے پیارے تھے
کہ تم عاشق تھے اُنپر اور ہم عاشق تمہارے تھے

ہوا زخمی جگر گھائل دل بیتاب کیا کہنا
یہ چھریاں تھیں کہ ظالم تیری آنکھوں کے اشارے تھے

وبال انکو سپرے وصل میں لپٹا کے سینہ سے
ستم بھی اُنکے صورت کے بغیر حسن انکے پیارے تھے

شریک بیخودی تھی ناتوانی بھی شب وصلت
نہ کچھ دل ہی پہ قابو تھا نہ وہ بس میں ہمارے تھے

کسی سے صبح کو وعدہ نہو شک دلکو ہوتا ہے
کہ اُسنے وصل کی شب تا سحر گیسو سنوارے تھے

کلیجے نا میں جگہ دون میں جو پاؤں ان کا ہو
بسر جنکا تیرے چاند سے رُخ کے نظارے تھے

اگر یہ جانتا تو غیر سے کرتا محبت میں
وہ میرے دوست کیا ہو مر دشمن کے پیارے تھے

کیسے کے خو نہیں جانیکا کیا شب کچھ ارادہ تھا
یہ زلفیں کیوں بنائی تھیں یہ گیسو کیوں سنوارے تھے

اثر ہو غیر کی فریاد میں یہ ہو نہیں سکتا
وہ پھر بھائی ہو دل کے [illegible] سدھارے تھے

میں احسان وصل کی شب کا نہ مانا ہے نہ مانوں گا
نکالے تھے ورنہ ارمان پا گیسو سنوارے تھے

جگر قربان دل صدقے ذرا آنکھیں اُٹھاؤ تو
جنھیں میں تیر سمجھا ان نگاہوں کے اشارے تھے

بتا دو کیا سمجھتا راہ میں دشمن جو مل جاتا
جھکائے شرم سے آنکھیں یہ گھر سے سدھارے تھے

لب دریا کھڑا ہونا ہی کیا تھا تمکو تن تنہا
جبھی بیتاب ہے جبیں تھیں حباب ان میں اشارے تھے

نہیں خالی خطا سے ان حسینوں کی ادا کوئی
بگاڑے تھے ہزاروں گھر یہ گیسو جب سنوارے تھے

وہ روٹھے پھیر نے پر آنکھیں وقت نزع عاشق سے
نہ سمجھو خاک بھی جو مرنیوالے کے اشارے تھے

نہ وعدہ ہو رقیبوں سے یہ دھیان آتا ہی رہتا ہے
وہ کیوں بیتاب ہو کر گھر سے سدھارے تھے

وہ اچھے خاک میں جنکو ان آنکھوں نے ملایا تھا
انھیں سے راہ میں نیچی نگاہوں کے اشارے تھے

چھپائے گرد کی چادر میں ہر نقش کف پا بھی
مرا دل کھو رہا ہے اس طرف سے وہ سدھارے تھے

غزل نمبر ۱۹۰	نہ کیونکر دوست رکھتا ہے فروغ اللہ حیدر کو محمد اسکو پیارا تھا محمد کے وہ پیارے تھے	اشعار (۱۶)

غزل

منفعل ہو کے گناہون پہ ہین رونیوالے
دامنِ حشر کو مجرم ہین بھگونے والے

جگر و دل ہین مری جان نکلے کھونیوالے
ناخدا ہین مری کشتی کے ڈبونیوالے

دل بھر آتا ہی تو رو لیتے ہین رونیوالے
گردِ غم آنسوؤن سے دھوتے ہین جو رونیوالے

سن جو پایا ہی کہ خواہش ہی ستم کی انکو
مہربان ہین وہ مرے حال پہ ہونیوالے

ابرِ رحمت ہی ترا اشک ندامت میرے
حشر مین نامۂ اعمال کو دھو نیوالے

ڈر ہی کیا گورِ غریبان پہ جو تم سکتے ہو
حشر کے روز بھی اُٹھین نہ یہ سونیوالے

جان دینا تو مرا خوش ہو نہین ضائع نہوا
تم سلامت رہو تم ہین مرے رونیوالے

میری جان تم ہو زمانہ ہو فلک ہو کہ عدو
کبھی یہ دوست کسیکے نہین ہونیوالے

قلقلِ شیشہ سے دیکھ کے ساقی نے کہا
ہچکیان بند ہوگئین یون روتے ہین رونیوالے

یون مرے قتل سے پردہ نہین ہونے والا
او مری لاش پہ منہ ڈھانک کر رونیوالے

ٹھیرو للہ مرے پاس نہ صبح شب وصل
اب یہان اور ہی سامان ہین ہونیوالے

یاد ہین ایک بتِ پردہ نشین کی اے عشق
ہجر مین ڈھانک کے منہ روتے ہین رونیوالے

اہل ماتم کو نہ بھا جائے یہ انداز ترا
او مری لاش پہ سر کھولکے رونیوالے

گدگدی کرتے ہین اب ہنس ہنس پڑو جب جانین
ڈھانک کے منہ کو بڑے وصل مین سونیوالے

لو دوپٹہ سے وہ خود پونچھ رہے ہین آنسو
ہم نہ کہتے تھے بُرے ہوتے ہین رونیوالے

غزل ۱۹۱	غمِ شبیر مین ہین آج جو مغموم فروغ کل قیامت مین ہنسین گے وہی رونیوالے	اشعار (۱۰)

غزل

قضا کا سامنا ہی اُسپہ دل مائل ہمارا ہی
جسے ہم خوب سمجھے ہین کہ یہ قاتل ہمارا ہی

گلا اب یاد ہی کوئی نہ شکوہ یاد ہی کوئی
شبِ وصلت مین محوِ حسن ایسا دل ہمارا ہی

قیامت مین خدا کے سامنے دیکھ او بتِ کافر
ترے کشتے پکارین گے کہ یہ قاتل ہمارا ہی

نہ وہ اُلفت میں سچ ہی دلسے دلکو راہ ہوتی
تمہارے دل پہ روشن ہی جو حال دل ہمارا ہی

اُسیکا عشق ہی ہمیوت مارا جسکی اُلفت نے
اُسی پر ہم تو مرتے ہیں کہ جو قاتل ہمارا ہی

نہ وہ حسن جوانی ہی نہ وہ جوش جوانی ہی
نہ اب وہ دل تمہارا ہی نہ اب وہ دل ہمارا ہی

سوال وصل پر دیں گالیاں غیروں کو کہنے سے
نہ سمجھے آپ اتنا بھی کہ یہ قاتل ہمارا ہی

نہ وہ اُلفت میں جسکو دوست سمجھے تھے عدو نکلا
الٰہی کیا غضب ہی دشمن جان دل ہمارا ہی

ہمیں مارا ہمارے دل نے اُس سفاک سے ملکر
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہی قاتل ہمارا ہی

غزل ۱۹۲	تخلص ہی فروغ اے دلربا مشہور عالم میں لقب جو پوچھتے ہو عاشق بیدل ہمارا ہی	اشعار (۷)

غزل

ایکدم غافل نہیں ہیں نالہ و فریاد سے
تنگ آئے ہیں بہت ہم اس دل ناشاد سے

ذبح مجھ سا سخت جاں ہو خنجر فولاد سے
یہ ہوا کار نمایاں بازوئے جلاد سے

موسم گل میں جو آئی اُس سہی قامت کی یاد
ہم گلے مل مل کے روئے باغمیں شمشاد سے

اضطراب دل سے ہی اتنا تو تزلزل ہیں میں
کانپ اُٹھیں گے فلک بھی ایکدن فریاد سے

کیا کہا ہی آپ سے غیروں نے فرمائیں تو آپ
جھوٹ سچ کھل جائیگا خود آپکے ارشاد سے

دیکھکر حیران ہیں آئینہ رخسار کو
کیا کھنچے تصویر تیری مانی و بہزاد سے

غزل ۱۹۳	صورت خورشید تاباں اے فروغ اپنا کلام ہوگیا پُر نور حضرت اُستاد سے	اشعار (۱۴)

غزل

گردش غم ہائے مرے دلمیں غضب ڈھاتی ہی
آپکی یاد بھی ہی میں ملی جاتی ہے

بیوفائی کی ادا تیری ستم ڈھاتی ہی
کسطرح لیتے ہی دل آنکھ بدل جاتی ہی

دیکھ تو لوگے غرض اتنی سی گستاخی سے
تمسے تو آنکھ بھی دکھلائی نہیں جاتی ہی

ہی ترا پاس تری یاد کو اسے پردہ نشین
ملتی جلتی ہی حسینون سے مری قسمت بھی
ہنسنے کے کھیلتے ہین گلے پردہ ہجوم غم کے
ہر ادا سے تری پیدا ہی شب وصل حجاب
نہ سہی لطف و عنایت ستم و جور سہی
پھول اُٹھا کر مرے سر سے کے وہ آنسو بھر لائے
کیا ہین کو سون بھی عدو کو تو نہ کچھ بولو گے
ہائے کیون آپ مری لاش اُٹھانے آئے
حشر مین بھی نہین جاتا ہی ترا پاس حجاب
آپ نے خواب مین آنیکا جو اقرار کیا

ویسے عاشق کے نکلتے ہوئے شرماتی ہی
زلف کی طرح سے بن بن کے بگڑ جاتی ہی
خیر اچھا ہی طبیعت تو بہل جاتی ہی
کیسی شرمائی ہوئی لب پہ ہنسی آتی ہی
جو ادا تیری ہی اے شوخ ہمین بھاتی ہی
پھر کہا ہمین تو کچھ بو ئے وفا آتی ہی
ہمکو تو بات بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی
ایک دنیا اسی حسرت مین مری جاتی ہی
ہمکو فریاد بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی
لیجیے نیند بھی کمبخت نہین آتی ہی

اشعار (۹)	ہم گنہگار ہیں مرگ بھی تربت مین **فروغ** منہ کفن سے ہین چھپائے ہوئے شرم آتی ہے	غزل ۱۹۳

غزل

مسیح بیمار ہجر تیرا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
اب اسکا دم کا نہین بھروسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی ہی مضطر کبھی ہی نالان کبھی ہی گریان کبھی ہی خندان
ہین حالِ دل کیا کہون خدایا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

ہمو کا سن ہی اُمنگ کے دن ہی اور اُٹھتی ہوئی جوانی
اُبھار پر اب ہی جوبن اُنکا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی محبت کبھی عداوت کبھی ہی نفرت کبھی ہی رغبت
مزاج اُس بانیِ ستم کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

جو کل تھا بوٹا سا قامت اُنکا تو آج ہی رشک سرو طوبےٰ
کہ بڑھ پر اب ہی قدِ بالا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی گدا ہی کبھی تونگر کبھی ہی مفلس کبھی غنی ہے
جہان مین بھی حال آدمی کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

بشر ہو یا حور ہو کوئی ہو کسی کا دُنیا مین اے پری رُو
نہو تلوّن مزاج ایسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

بشر بھی پانی کا بلبلہ ہی کبھی تو پیدا کبھی فنا ہی
یہ بحر ہستی مین ہمنے دیکھا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی کچھ ہی

کبھی تو جوشِ بہار گل ہی خروشِ بادِ خزان کبھی ہی
فروغ نیرنگ باغ دُنیا گھڑی کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

غزل

ادائین سوگ کی ظاہر ہوئی ہین جوششِ غمسے
چھٹی ہی خود بخود ہاتھونکی مہندی ہیر ماتم سے

روان ہین بنکے رو غن اشک میری چشمِ پُرنم سے
حسینونکا چراغ حسن روشن ہی مرے دم سے

آلہی خیر یہ انداز دیکھون کیا غضب ڈھاے
وہ سینہ تان کر اُٹھے ہین ہے بزم ماتم سے

جنون کے جوش مین اب کس خوشی سے خاک اُڑاتی ہین
نہین معلوم وہ نیچی نظر کیا کہگئی ہم سے

عدو اے بیکسی دشوار ہی فریاد بھی کرنا
کلیجہ منہ کو آیا ہی ہجوم حسرت و غم سے

کوئی دیکھے نہ کیون آئینہ لیکر حسن کو اپنے
محبت مین ہمارا حال کیون پوچھے کوئی ہمسے

مزا دکھلا گئی وہ ہلکی ہلکی چہرے کی سُرخی
کہ دُونی حسن کی رونق ہوئی غصہ کے عالم سے

نہین فریاد میری بے اثر دل کوئی کیا تھامے
کہ اُن ہاتونکو فرصت ہی کہان عجز و نکے ماتم سے

جفا وہ ہم پہ کرتے ہین دعا ہم اُنکو دیتے ہین
حسینونکو کوئی ظالم بنانا سیکھ لے ہم سے

عدو کے گھر سے یون جاتے ہین گھبرائے ہوئے زلفین
کوئی سمجھے کہ آتے ہین کسیکی بزم ماتم سے

وہ ہم پر وصل مین الزام بیرحمی لگاتے ہین
جو ہم کہتے تھے اُنسے اب وہ کہتے ہین وہی ہم سے

کچھ ایسا پاس ہے غم کشتۂ فرقت کا ہر سب کو
پتنگے بھی الگ رہتے ہین شمع بزم ماتم سے

محبت مین کوئی اس شان سے سیکھے وراندازی
اسی نے کر دیا بدظن انہین مجھ سے تمہین ہم سے

کسی کی حسرتین آکے میرے دلمین کہتی ہین
تمہین چھپ چھپ کے ملنے کے طریقے یاد ہین ہمسے

ابھی یہ منحصر کیا رشک سے کوئی نہین خالی
کسی کا حسن بھی ملتا نہین خوبان عالم سے

غزل ۹۵

عنادل سے **فروغ** اخفائے راز عشق کیا ہوگا
گلو نے چھپ کے ملنا سیکھے کوئی شبنم سے

اشعار (۱۹)

غزل

عیان ہر رنگ میں ہے عیش میری محفل غم سے
ہر اک صحبت کی رونق ہے جہان مین آپکے دم سے

بھبھوکے چنگاریان اُٹھتی ہین نبض بسمل غم سے
حرارت ہمین کیا آئی تری تیغ شرر دم سے

ابھی بہلے انکو اپنے گھر جانے نہین وہم آئے
مرے گھر آئے نہین وہ اُٹھکر عدو کی بزم ماتم سے

بھرما تا غیر سے ترکِ محبت ہو گئی اچھا
ضرورت اس کی کیا ہم کیون سنین تم کیون کہو ہمسے

کسی کے تنکے چلنے کی ادائین کوئی کیا دیکھے
کہ مہلت سر اُٹھانیکی نہین ہے کثرت غم سے

خدا کیواسطے اب اُنکے منہ پر کیا کہے کوئی
مرے مرنیکا باعث پوچھتے ہین اہل ماتم سے

نگاہِ گرم غیرونکی نہین حسرت بھری نظرین
خنک ہو کر نکلتے ہین یہ میرے دیدۂ نم سے

کہین کا بھی نہ کمبخت اعتبارِ عشق نے رکھا
خطا کوئی کرے لیکن خفا ہوتے ہین وہ ہم سے

وفائین دیکھنے مین اللہ کون ایسی برائی تھی
بس اتنی بات پر بدظن ہوا وہ ناسمجھ ہم سے

قیامت ڈھا رہی ہین ہاتھ اُٹھنی کی ادائین بھی
کبھی بیچین سینہ پر دوپٹہ میرے ماتم سے

نفس کی گرمیون نے کر دیا اظہار اُلفت کا
تری تصویر آئینے مین اب چھپنے لگی ہم سے

خدا جانے وہ کیون شرما گئے کیا اُنکو یاد آیا
جو دیکھا پیٹتے پروانونکو شمع بزم ماتم سے

ہین صدقے کوئی کس امید پر رو سکے تمہین کچھ دو
نہ پونچھے تمنے آنسو بھی کسی کی چشم پرنم سے

بھری ہین شوخیان کیا رنگ بھرے مضمون نے — تری تصویر بھی اے بیوفا کھینچی لگی ہم سے

نہین کچھ اور مطلب انکے چلنے سے حسینونکا — اشارہ ہی فلک بھی سیکھ لے طرز جفا ہم سے

کیا ہی حجاب آنکھ مرے محشر کی اداؤن نے — نہ کیونکر رشک ہو مجکو نگاہ اہل ماتم سے

گنہگارون کی اور یہ قد صدقے آنکی رحمت — پڑھے ہین مجرمونکے سینے کو شعلے جہنم سے

یہ دو دھرے دو دھر آنچل اسلئے سینے پہ لٹکتے ہین — نہ دکھ جائین کسیکے دست نازک میرے ماتم سے

غزل ۱۹۷	فروغ اچھے ہین تہا وید و فصاحت ظرافت مری صحبت کی رونق ہی آمین احباب کے دم سے	اشعار (۸)

غزل

صبح شب وصال جو وہ اپنے گھر گئے — صدمے ہماری جان پہ کیا کیا گذر گئے

فصل بہار آئی ہے پھر باغ دہر مین — سینہ مین اپنے داغ جنون پھر ابھر گئے

دن ہو گیا جو رخ سے ہٹی زلف مشکبو — شب ہو گئی جو چہرے پہ گیسو بکھر گئے

دینگے ہمارے خون کا محشر مین یہ ثبوت — قطرے لہو کے جو ترے دامن مین بھر گئے

آخر شب وصال ہے بس ہو چکا سنگار — شانہ کو رکھ دو ہاتھ سے گیسو سنور گئے

کیا اعتبار آئے حسینون کی بات کا — اقرار وصل آج کیا کل مکر گئے

مشتاق دید رہ گئی حسرت بھری نظر — ہم تمکو دیکھنے بھی نہ پائے کہ مر گئے

غزل ۱۹۸	سچ تو یہ ہے کہ منزل الفت مین اے فروغ فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے	اشعار (۷)

غزل

دلمین سامان حشم اور خدم رہتا ہے — مجمع حسرت و اندوہ و الم رہتا ہے

بوسے بھی دیتے ہین ہمکو تو خفا ہو کر — حال عاشق پہ بہم قہر و کرم رہتا ہے

یہ حسین چوٹیان برسون نہین گندھواتی ہین — وحشتے زلف کے مرنیکا نہ کچھ غم رہتا ہے

وعدہ جب یاد دلاتا ہون تو فرماتے ہین
قصد ہر روز ترے سر کی قسم رہتا ہے

شوق دید ابروے تابان کا تری ہے ایسا
ماہ نو چرخ پہ اس وجہ سے خم رہتا ہے

جستجوے کمر یار جو رہتی ہے سب مجھے
قصد ہر وقت سوے ملک عدم رہتا ہے

غزل ۱۹۹ — اشعار (۲۸)

اے فروغ اب تو بھی عالم ہے بتون کا ہم پر
عوض لطف و کرم مہر و ستم رہتا ہے

غزل

جوش انکی جوانی کا نکلنے نہین دیتے
انداز حیا بنکے بھی چلنے نہین دیتے

صدقے جگر و دل مرے آنکھین تو اٹھاؤ
کیون روکے ہوا ان کو وہ چلنے نہین دیتے

ہار ونکو بھی مٹھی مین دبائے ہین حیا سے
خوشبو کو بھی بیدردنے نکلنے نہین دیتے

ہاتھ انکو جھٹک دیتے ہین شرما کے شب وصل
مین عطر بھی ملتا ہون تو ملنے نہین دیتے

آفت ہوا سینہ سے گھڑی بھر کا لگانا
تم اور مرے دلکو سنبھلنے نہین دیتے

جو آتا ہے دل مین ترا ارمان ہو کہ غم ہو
ہم پاس مروت سے نکلنے نہین دیتے

آفت ہین ستم ہین تری رفتار کے انداز
کروٹ بھی زمانہ کو بدلنے نہین دیتے

دم بھر کے لئے خوش بھی وہ کر جاتے ہین اکثر
غم سے بھی مرے دلکو بہلنے نہین دیتے

خوف انکو ہے کچھ میرے دل صاف سے ایسا
آئینہ سے وہ عکس نکلنے نہین دیتے

ہر ناز قیامت ہے ہر انداز بلا ہے
کیا دلکو سنبھالون وہ سنبھلنے نہین دیتے

کرتے ہین دم نزع وہ اظہار محبت
ارمان کی طرح دم بھی نکلنے نہین دیتے

آنکھین بھی پھراتے نہین وہ شرم کے مارے
بیمارونکو کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

بیٹھین انھین دیکھ کے احباب ہین میرے
تابوت بھی کاندھونپہ سنبھلنے نہین دیتے

کیا لینے کوئی دشت نوردی مین بڑھیگا
دامن کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے سے کہین کہ اللہ بچائے
موسی کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے
موسیٰ کو بھی جو گر کے سنبھلنے نہین دیتے

اے قبر وہ مرنے پہ بھی ہوتے نہین راضی
بیمار ہون اور کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

اسدری حیا بند ہین آنکھین بھی شب وصل
حسرت ہے نظر بھی کہ نکلنے نہین دیتے

احسان یہہ کرتے ہین وہ انداز نزاکت
تیوری بھی شب وصل بدلنے نہین دیتے

ہو نزع کی مشکل بھی نہ آسان یہہ عوض ہے
رو رو کے مرا دم بھی نکلنے نہین دیتے

ملتے ہین وہ دل اب جو کہو نہین تو خفا ہون
مجھکو کف افسوس بھی ملنے نہین دیتے

غیرونکے تصور ہی مین رہتے ہین شب وصل
وہ ہجر کے پہلو کو بدلنے نہین دیتے

سنتے بھی ہو موسیٰ پہ نہ آنچ آئی جلا طور
عاشق کو جو سمجھے ہین وہ جلنے نہین دیتے

چلتا ہے ان آنکھون کے اشارے پہ فلک بھی
وہ رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

کیا خوب مرے ضعف پہ آتا ہے انھین رحم
لو اب وہ مرا ذکر بھی چلنے نہین دیتے

غیرونپہ وہی لطف ہے مجھپر وہی آفت
نازک ہین نگہ کو بھی بدلنے نہین دیتے

بیداد بھی کرتے نہین یہہ پاس حیا ہے
وہ نام کو بھی اپنے نکلنے نہین دیتے

اس رشک کے قربان کہ دشمن کے بنے دوست
ہم غیر کا دل بھی انھین ملنے نہین دیتے

اشعار (۱۴)	اظہار تمنا کا فقرہ و غم انکو جو ڈر ہے وہ منہ سے کوئی بات نکلنے نہین دیتے	غزل نمبر ۲۰

غزل

ہم نہ اک دم کا بھی دنیا مین بھروسا سمجھے
بحر ہستی کو حباب لب دریا سمجھے

کوئی بیمار محبت کی دوا کیا سمجھے
ہان جو سمجھے تو وہی رشک مسیحا سمجھے

وعدہ وصل انھین یاد دلانیکے لیئے
مینے کچھ منہ سے نکالا وہ تقاضا سمجھے

کون اٹھائیگا مرے ناز و ادا اسکے بعد
مار ڈالا مجھے اور آپ نہ اتنا سمجھے

ہجر ساقی مین جو تھا جوشش پہ اپنا یم اشک
ابر اٹھتا تھا اسے ہم زیست او دریا سمجھے

نشترِ چشمِ حقارت سے کسیکو دیکھے — ہو جو ادنیٰ تو اُسے اپنے سے اعلیٰ سمجھے
ہی مریضِ تپِ فرقت کی دوا شربتِ وصل — آپ اتنا بھی نہ اے رشکِ مسیحا سمجھے
دیکھا جب عقدِ ثریا کو فلک پر اے ماہ — ہم ترے کان کا اُترا ہوا جھمکا سمجھے
ناخنِ یار سے بھی تیرے نہ کبھی دی تشبیہ — ہم مہِ نو کا جو مضمون بُرا نا سمجھے
دیکھکر شوخیِ رفتار نگاہِ جانان — وحشیِ چشمِ رمِ آہوئے صحرا سمجھے
خاک مین مجکو ملایا ہی جفاؤن نے تری — تجھسے اللہ مرا او بُتِ ترسا سمجھے

غزل ۲۰۱	دیکھکر زُلفِ سیہ مین رُخِ روشن اُن کا اے **فروغ** آپ چراغِ شبِ یلدا سمجھے	اشعار (۸)

غزل

زلفون مین ہی رُخ یار کا پنہان کئی دن سے — بدلی مین چھپا ہی مہِ تابان کئی دن سے
یاس و الم و حسرت و حرمان و غم و رنج — ہین خانۂ دل مین مرے مہمان کئی دن سے
چپ چپ ہی ہر اک سُنکے دہن کا ترے شہرہ — ہی سارا جہان شہرِ خموشان کئی دن سے
رہتا ہی جو راتو نکو خیالِ شبِ گیسو — آتے ہین نظر خوابِ پریشان کئی دن سے
کس عاشقِ ناشاد کا یہ سوگ ہی رکھا — کنگھی ہی نہ چوٹی ہی مری جان کئی دن سے
وہ دیکھتے ہین آجکل آئینہ مین گیسو — عشاق ہین حیران و پریشان کئی دن سے
کیا عاشقِ کاکل کوئی دُنیا سے سدھارا — کیون آپکی زلفین ہین پریشان کئی دن سے

غزل ۲۰۲	دل گیسوئے دلدار کے پھندے مین پھنسا کر پھرتے ہین **فروغ** آپ پریشان کئی دن سے	اشعار (۱۵)

غزل

اچھے ہین طور سب تری مستانہ چال کے — پر خاک مین ملے ہو و نکو دیکھ بھال سے
کچھ ڈھنگ تم بھی دیکھتے ہو اپنی چال کے — رہتے کہان تلک کوئی دلکو سنبھال کے

ہو ناز کی یہ خاک نے دھبہ لگا دیا
اب تو چلو نہ قبر پہ دامن سنبھال کے

آئے کسی طرح تو یقین اضطراب کا
رکھئے تو آپ رکھدون کلیجہ نکال کے

اُبھرے حباب جب لبِ جو شرم آگئی
نیچی نگاہین کرلین دوپٹہ سنبھال کے

بادِ صبا نے چھو جو لیے پھول سے وہ گال
نرگس چمن مین ہنس پڑی آنکھین نکال کے

ڈر ہے سما نہ جائین کہین اُنکے قلب مین
گھبرا گئے ہے حسرتین مرے دل کی نکال کے

گھٹتی ہے اب کچھ اور نہ خود رفتگی مری
اچھے نہین حضور یہ انداز چال کے

کچھ اس ادا سے ہاتھ مرے سینہ پر دھرا
بےچین کر دیا مجھے دل کو سنبھال کے

نیچی نگاہ کر کے نہ چل او ستم شعار
نظرین اُڑائے لیتی ہین انداز چال کے

کچھ تو مرے دکھے ہوئے دل کا رہے خیال
رکھئے حضور پاؤن لحد پر سنبھال کے

ہیکل الجھ رہی ہے دوپٹہ سے راہ مین
فتنے اُٹھا رہے ہین سب انداز چال کے

ہوتا ہے کس سے وصل کا اظہار مدعا
لب بوسے لے رہے ہین زبانِ سوال کے

پڑتے ہین میرے دل ہی پہ بہکے ہوئے قدم
قربان جائیے تری مستانہ چال کے

غزل ۲۰۳	گو لکھنؤ چھٹا پہ زبان لکھنؤ کی ہے قائل ہین اے فروغ تری بول چال کے	اشعار (۱۰)

غزل

تمہارے حسن کا بندہ فروغ زار بھی ہے
ہزار جان سے عاشق بھی جان نثار بھی ہے

محبت اُنکو جو ہم سے بہت ہی غیر سے کم
ہمارا دل بھی ہے صاف اُنسے کچھ غبار بھی ہے

عجب ہے کہتے ہو کی تمنے مجھ سے کیون اُلفت
تمہین بتاؤ بھلا دل پہ اختیار بھی ہے

فراق ہے جو محبت مین وصل بھی ہوگا
خزان ہے آج چمن مین تو کل بہار بھی ہے

مہار ناقہ کی اے ساربان روکے ہوئے
کہ ساتھ محمل لیلےٰ کے قیس زار بھی ہے

کسی کے عشق کے اوصاف ہے جو ہر گلمین
کسی کا باغ مین نرگس کو انتظار بھی ہے

ادھر بھی اک نظرِ لطف اے مرے مالک
امیدوار کرم یہہ گناہ گار بھی ہی

ہر ایک پھول میں بو ہی جو تیری اُلفت کی
ہنوز دیدۂ نرگس سے انتظار بھی ہی

چمن میں ہی گل و بلبل سے حسن و عشق کی بحث
چلو تو ساتھ تمہارے یہہ جان نثار بھی ہی

غزل نمبر ۲۰۴ | نہ بھولنا اسے تم یا علیؑ بروزِ حساب
کہ خواستگارِ شفاعت فروغ زار بھی ہی | اشعار (۱۰)

غزل

وفا ان حسینوں میں اید ل نہیں ہی
کوئی دل لگانیکے قابل نہیں ہی

یہہ بندہ جزاے دوست تیری رضا کر
کسی بات کا تجھسے سائل نہیں ہی

لپٹکر وہ کھتے ہیں سینہ سے میرے
بس اتنو کوئی خواہش دل نہیں ہی

بجز تیرے اس عاشق ناتوان کے
کوئی ناز اُٹھانیکے قابل نہیں ہی

بگولہ اُٹھا کوئی صحرا میں شاید
یہہ قیس لیلی کا محمل نہیں ہی

شب وصل میں شکوہ ہی کیسا
شکایت کا یہہ وقت اید ل نہیں ہی

لیا میںنے بوسہ تو بولے بگڑ کر
کہ تو منہ لگانیکے قابل نہیں ہی

نہو وصل ممکن تو سہی دید و
کہ یہہ تو کوئی بات مشکل نہیں ہی

ہوا ہی ترے حسن کا جب سے شہرہ
مرے بس میں ایجان جان دل اِ نہیں ہی

غزل نمبر ۲۰۵ | فروغ آپ اُلفت میں جی سے نہ گذریں
کہ یہہ شیوۂ مرد عاقل نہیں ہی | اشعار (۱۵)

غزل

یہہ مانا تمکو عادت ہی ہنسی کی
اگر یہہ بزم ماتم ہی کسی کی

چمن میں کیا ہی آج آمد کسی کی
یہہ کیون رنگت ہر اک گل کی ہی پھیکی

کرے تیرِ نظر ہی دل میں سوراخ
کہیں دگر تو کرے الفت کسی کی

شکایت ہی سے یاد آیا مین اُنکو
یہ اچھی دشمنون نے دوستی کی

نظر کوا سے ہجوم شوق دے راہ
بلائین مجکو لینا ہین کسی کی

کرے گی کیا اثر فریاد اُس پر
وہ کافر بھی جو سُنتا ہو کسی کی

کرو اب قتل یا دکھلاؤ دیدار
نکالو کوئی صورت زندگی کی

کلیجہ کو ملا دل کی خطا پر
کسی کے سر گئی آفت کسی کی

جگر پر ہی کبھی دل پر کبھی ہاتھ
خبر فرقت مین لیتا ہون سبھی کی

بہت مداح ہی حورون کا واعظ
ارے دیکھی بھی ہی صورت کسی کی

ترا وعدہ اُسے تسکین کیا دے
ہو امید جسکو زندگی کی

بنو نازک نہ تم اتنے شب وصل
اُٹھائی ہی ابھی میت کسی کی

حسین کرتے نہین اب مجھ سے پردہ
بلائین لے رہا ہون بیخودی کی

نہ آنا تھا نہ آئی ہجر کی شب
قضا نے سیکھ لی عادت کسی کی

غزل ۲۰۶	فروغ آئی ہر پھیکے ہوئی شرم کہ ہیسے دوستون نے دشمنی کی	اشعار (۹)

غزل

لچکی جاتی ہی کمر گلگشت گلشن بار ہی
کوئی پھولونکا مگر اُنکے گلے مین ہار ہی

بحث ہی گل سے اور اُس غنچہ دہن سی حسن کی
مجھ سے بلبل سے چمن مین عشق کی تکرار ہی

راہ مین جب جا ملتا ہون کچھ کہون فتنہ ہی
لوٹتا کوئی کسی کو بھی سر بازار ہی

ایک مدت سے قیامت کا ہی ہمکو انتظار
حشر پر ٹھہرا جو اُنکا وعدہ دیدار ہی

خلد و دوزخ سے غرض کیا ہیدی جا جہان
اختیار اپنا بھی کو اسے مختار ہی

باغ مین نرگس کو اسے رشک مسیحا دیکھ آ
رحم کر للہ وہ بھی نرگس بیمار ہی

کچھ نہین بحر الم مین ڈوبنے کا ڈر ہمین
یا علی جسوقت نکلا منہ سی بیڑا پار ہی

دوسرا کوئی نہین ہی عکس ہی یہہ آپ کا
آئینہ پہ کیون کڑی آنکھ آپ کی ہربار ہی

غزل ۲۰۷

اے فروغ اُس بیوفا سے دکھ نہ امیدِ وصال
جس سے ملنا ایک بوسہ کا بہت دشوار ہی

اشعار (۹)

غزل

کھنچے رنجش ہوگئی کیا اُس بُتِ مغرور سے
اے فروغ آج آپ چپ بیٹھے ہین کیون رنجور سے

اک ذرا تربت مین دم لینے دو اے منکر نکیر
ہین تھکے ماندے چلے آتے ابھی تو دور سے

حسرت و حرمان و درد و یاس و غم کی بھیڑ ہی
کسطرح نکلے کوئی ارمان دلِ رنجور سے

وائے قسمت ایک بوسہ بھی جو مین مانگون کبھی
وہ کہین یہہ بات باہر ہی مرے مقدور سے

میرے نالونسے اگر ہوگی تزلزل چرخ مین
آسمان جل جائیگا آہِ دلِ محرور سے

باغ کی جانب سے اُٹھی ہی گھٹا اے میکشو
چل کے پینا چاہیئے ہی ساقیٔ مخمور سے

آمد و رفت اُنکے گھر مین روز کی اچھی نہین
ہی یہی بہتر رہے صاحب سلامت دور سے

بزم مین آنے ندین اپنی سمجھے اچھا حضور
دیکھنا ہوگا جو مجکو دیکھ لونگا دور سے

غزل ۲۰۸

دے نہ دے مجکو جواب اسکا نہین غم اے فروغ
مین سوالِ وصل کرتا ہون بُتِ مغرور سے

اشعار (۶)

غزل

کرین کیون نہ سب سے شکایت ہماری
لڑی ہی حسینوں سے قسمت ہماری

بنی اُنکے کوچہ مین تربت ہماری
ٹھکانے لگی کچھ تو محنت ہماری

نہ کرتا تھی اُس نازنین سے محبت
بہت اب تو نازک ہی حالت ہماری

مزا ہو جو وہ آ کے ٹھوکر لگا مین
لپٹ جائے قدمون سے تربت ہماری

نہ و شک آ رے کیونکر کہ غیر نے ملکر
پہنچتی ہے تم تک شکایت ہماری

مزا دیکھئے داستانِ محبت
ہنسا کوئی سُنکر مصیبت ہماری

پلٹ جائیگا کوی اسے ضعف آ کر
نہ پہچانی جائیگی صورت ہماری

ہمیں کو مزا وصل میں دے رہی ہی
تمہاری نزاکت سے شکایت ہماری

ترا رحم بھی ہمسے منہ پھیر لے گا
کہ دیکھی نہ جائیگی حالت ہماری

جو کہتے ہیں دشمن وہ ہم بھی کہیں گے
ہمیں سے کرو تم شکایت ہماری

جفائیں کیئے جاؤ تم ہم وفائیں
وہ عادت تمہاری یہ خصلت ہماری

گلے کاٹنا ہی بس اک تمکو آیا
نہ کاٹی گئی پر مصیبت ہماری

لگا ہاتھ رکھکر دمِ نزع منہ پر
خدا سے نہ کرنا شکایت ہماری

اثر کر رہی ہی حسینوں کی صحبت
بگڑنے لگی ہی طبیعت ہماری

لحد پر بھی آئے ہیں وہ بن سنور کر
نہیں اب بھی منظور راحت ہماری

غزل ۲۰۹	فروغ آ کے وہ اک نظر دیکھ تو لیں نہ رحم آئے جب بھی تو قسمت ہماری	اشعار (۱۱)

غزل

کوی لگائے دل نہ کسی سے مگر کبھی
بس میں نہو بشر کے الٰہی بشر کبھی

اے ماہ تیرے ہجر میں تارے گواہ ہیں
سوئے نہیں ہیں چین سے ہم رات بھر کبھی

کوی قصور اسے مرے دلبر کوی خطا
آتے نہیں جو خواب میں بھی تم نظر کبھی

رضوان سے بحث حور وں سے تکرار ہو گئی
یاد آیا گھر بہشت میں تیرا اگر کبھی

وہ بیخبر ہی یار کہ درد فراق میں
ہم مر بھی جائینگے تو نہو گی خبر کبھی

شاید ہی درد فرقت جاناں میں رات دن
کروٹ بدل سکے نہ ادھر سے ادھر بھی

کس کس کی لوں خبر میں تمہاری فراق میں
بیتاب دل کبھی ہی کبھی جان جگر کبھی

یہ طرفہ ماجرا ہی کہ وہ اور کھینچ گئے
گر اپنے جذب دل کا ہوا کچھ اثر کبھی

روشن ہر ایک دل رہے الفت کی داغ سے
دنیا میں بیچراغ نہو کوی گھر کبھی

اُٹھتا ہوں بزم سے تو بٹھاتا ہے بار بار | اُٹھ اُٹھ کے دردِ دل کبھی دردِ جگر کبھی

غزل نمبر ۲۱۰

بتخانے جائیں ہو کے مسلماں ہم **فروغ**
کعبہ میں ایکدن ہو اپنا گذر بھی

اشعار (۲۷)

غزل

وہ پردے میں نہ وفا کے اگر جفا کرتے
نہ مجھ ستم زدہ کے جلنے کی دعا کرتے

عصا پہ تکیہ جو ہم مثل آسیا کرتے
مقام ایک ہی رہتا مگر پھرا کرتے

ملاؤں خاک میں کہتے ہی تھے ندی مٹی
حضور کاش اسی عہد کو وفا کرتے

کٹی یہاں بھی شب غم عجب طرح زاہد
ہوئی ہے صبح ہمیں بھی خدا خدا کرتے

اسیر دام محبت میں اور ہو جاتا
رہا نہ قید سے ہوتا اگر رہا کرتے

وہ کہہ اُٹھیں گے یہی آرزو ہے غیر بھی ہے
یہ جانتے تو نہ اظہارِ مدعا کرتے

اگر ہماری تمنا ہی سے تھی ضد اُن کو
تو اُنسے کاش ستم ہی کی التجا کرتے

یہ سمجھکے جور کے شکوؤں کو ٹالدیتے ہیں
بھلا تمہارے سوا کسپہ ہم جفا کرتے

جو میرے دلکی تمناؤں کا خیال آیا
وہ مسکرائے مجھے دیکھکر دعا کرتے

علاج اور کوئی اضطراب دل کا نہ تھا
گلے سے مجکو لگاتے نہ وہ تو کیا کرتے

ہے اعتبارِ محبت کا یہ بھی اک پہلو
وہ میرے ہوتے ہوئے غیر پر جفا کرتے

سوائے گرد نہ بیٹھا ہمارے پاس کوئی
حسین خاک نشینو سے ربط کیا کرتے

کچھ اور سوچکے کہتے ہیں وہ قبول نہو
ہم اپنی موت کی خالق سے ہیں دعا کرتے

ہیں کیا سمجھ کے بھلا جان آپ پر دیتا
نہ زندگی کی طرح آپ بھی وفا کرتے

کمان سے اُنکی جو نکلا خدنگ مینے کہا
کسی اسیر کو کاش اسطرح رہا کرتے

اگر ہے جان ہی دینا تو زہر کیا کم ہے
حجاب آتا ہے قاتل کی التجا کرتے

نہ سمجھے ضد ہے اثر کو ہماری خواہش سے
رقیب کیلئے بھی ورنہ کچھ دعا کرتے

لگائے تیرِ نظر چٹکیان بھی لین تم نے
علاج دردِ جگر کا اب اور کیا کرتے

ہم اور یاد دلاتے رقیب کا وعدہ
کسیکے عہد کو ہین خوگرِ وفا کرتے

اُڑا جو رنگ مرے رُخ سے ہنسکے وہ بولے
اسیطرح ہم اسیرونکو ہین رہا کرتے

وفا کی تمکو اجازت حیا نہین دیتی
مگر حجاب نہ آیا کبھی جفا کرتے

ہمارا شوق کچھ اس سے بھی بڑھکے ضد کرتا
وہ ہاتھ رکھ کے دلِ مضطرب پہ کیا کرتے

حضور تنگیِٔ ترکش سے کشمکش مین ہین تیر
دلِ وسیع مین کس چین سے رہا کرتے

مین بارِ لطف سے بھی سر اُٹھا نہین سکتا
حضور اس سے سوا اور کیا جفا کرتے

جو شوق سیر کا بھی تھا تو گھر سے کیون نکلے
نظر مین چاہنے والون ہی کی پھرا کرتے

غضب ہے تنکے کوئی اسطرح سے چلتا ہے
کسی کے بس مین نہ رہتا جو دل تو کیا کرتے

غزل ۲۱۱ — اشعار (۱۰)

عجیب کام کیا طولِ مدعا نے فروغ
سمجھ کے قصہ ہین پہرون حسین سنا کرتے

غزل

بیتاب دل ہے کوچۂ جانان کے واسطے
مضطر ہے عندلیب گلستانکے واسطے

مچلا ہے دل نظارۂ مژگان کیواسطے
بپھرا ہے شیر نیستانکے واسطے

طولِ شبِ فراق نہ کم ہوگا کس طرح
دونگا مین اُسکو گیسوئے جانانکے واسطے

کھا استخوان نہ میری بس ہو گا اے ہما
رہنے دے دعوتِ سگِ جانانکے واسطے

بگڑو نہ مجھ سے وصل کی شب بات بات پر
اے یار اپنی زلفِ پریشانکے واسطے

اشکونکے ساتھ لختِ دل آئے سرِ مژہ
غنچہ ہر ایک بنگیا پیکانکے واسطے

پہلو ہے جس سے گرم وہ معشوق شعلہ رو
ہین چاہتا ہون فصلِ زمستانکے واسطے

اندوہ و یاس و رنج و غم و حسرت و الم
[illegible] کے واسطے

کی جان تک عزیز نہ دردِ فراق سے
مر مر گیا ہون خاطرِ مہمان کے واسطے

اشعار (۱۸)	دکھلا دو اپنا روضۂ اقدس فروغ کو یا شاہِ مرسلان شہِ مردان کیواسطے	غزل ۱۱۲

غزل

اک قہر تھا نگاہ کا ملنا نگاہ سے
دلمین ہمین اُتر گئے آنکھونکی راہ سے

محشر مین ڈر کے آپکی ترچھی نگاہ سے
نکلے کی بات بھی نہ لبِ دادخواہ سے

گو مرنوالے خاک کے پردے مین بھی چھپے
جب بھی نہ بچ سکے تری ترچھی نگاہ سے

محشر مین اُنکی چال کا ہی رنگ ہی کچھ اور
بچ بچ کے چل رہے ہین وہ ہر دادخواہ سے

اللہ یہ فراق نے کی ہین ترقیان
اب تو نگاہ بھی نہین ملتی نگاہ سے

کام آئی ظلمتِ شبِ تارِ فراق مین
جو تیرگی بچی مرے بختِ سیاہ سے

دل کے اشارے کچھ ہین جگر کہہ رہا ہی کچھ
دونونکو کیا سکھا گئے ہو اک نگاہ سے

کچھ تمکو اپنی زلفِ پریشان کی ہی خبر
پوچھو بھی مل گئی مرے حالِ تباہ سے

تم دیکھتے ہو آئنہ ڈرتا ہی میرا دل
اللہ کی پناہ تمہاری نگاہ سے

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
اپنے ہی دلپہ چوٹ لگی اپنی آہ سے

اچھا رہا زمین سے تو آسمان ہی
بچکر نکل گیا تری نیچی نگاہ سے

پیارے ہین مجکو میرے گنہگار تم ہو کون
رحمت یہ کہہ رہی ہی ہر ایک بیگناہ سے

تم پارسا سہی مگر اتنا سمجھ تو لو
یون منہ چھپا کے کوئی نکلتا ہی راہ سے

اللہ ری مستیان کہ سحر کو نسیم بھی
نکلی ہی لڑکھڑا کے تری خوابگاہ سے

خالی نہین ہی چال سے آنکھونکا پھیرنا
کرتے ہین پائمال وہ دلکو نگاہ سے

پھولون مین کس غضب کی بسی ہی نسیم بھی
آتی ہی باغ سے کہ تری خوابگاہ سے

کس کی مجال کون کہے تمکو بے حجاب
لو چٹکیان کلیجے مین نیچی نگاہ سے

سب کچھ سمجھ رہا ہی یہ کہتا نہین فروغ

غزل ۲۱۳	ملتے ہین سب نیچے تری نیچی نگاہ سے	اشعار (۱۱)

غزل

الفت جوان بتون کی کدورت مآل تھی
عاشق کی قبر تو وہ گردِ ملال تھی

اپنی تو زندگی کا سہارا فراق ہین
بس اک امید لذتِ روزِ وصال تھی

مین بوسے مانگتا تھا وہ دیتے تھے گالیان
یہ روزِ وصل شکل جواب و سوال تھی

وہ گل نہ تھا تو نخلِ الم ہر درخت تھا
پیدا چمن مین چپہ لونسے بوئے ملال تھی

وہ چار پھول اٹھا ہی پئے جان کر ثواب
قاتل مری شریکِ سوم تیری فعال تھی

از بسکہ تھا خجل ترے دندان کے روبرو
گوہر کی آب بھی عرق انفعال تھی

اٹھتی ہین آجتک مری تربت سی آندھیان
انکی طرف سے دلمین جو گرد ملال تھی

وعدے پہ کیون نہ آئے جو پوچھا تو ہنس کہا
کچھ اب سے دو میری طبیعت نڈھال تھی

آنکھین لبِ فنا بھی کھلی ہین جو قبر مین
ہمکو کسی کے دید کی حسرت کمال تھی

بولے وہ میری لاش کو ٹھکرا کے ناز سے
اس شخص کو بھی ہم سے محبت کمال تھی

غزل ۲۱۴	کیون اسے فروغ اب وہ زمانہ گذر گیا وہ عشق خواب تھا وہ محبت خیال تھی	اشعار (۱۳)

غزل

یہ طرزِ دلبری اے فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے
اشارہ آنکھ کا کچھ ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

کیا ضبط آجتک دیکھین ادائین تیرے چلنے کی
مگر اب بیتابی قلب و جگر کچھ اور کہتی ہے

نگہ تیری کبھی دشمن سے ملتی ہے کبھی مجھسے
ادھر کچھ اور کہتی ہے ادھر کچھ اور کہتی ہے

دمِ وعدہ بتاؤ مجھکو کس کا اعتبار آئے
کہو تم کچھ اور کہتے ہو نظر کچھ اور کہتی ہے

چھپایا حسن نے گو تیری زلفون کو مگر ظالم
[illegible] کھائی ہوئی پتلی کمر کچھ اور کہتی ہے

ہرا نازو نکا پالا دل ابھی تک یاد ہے مجھکو
انکھی خیر پھر ترچھی نظر کچھ اور کہتی ہے

ترے کہنے سے زاہد توبہ کر نیکو تو کی لیکن
ادھر اٹھی گھٹا نیت ادھر کچھ اور رکھتی ہے

سنواری ہے یہ کس کمبخت کی بگڑی ہوئی قسمت
یہ بکھری زلف آج اے فتنہ گر کچھ اور رکھتی ہے

تری تیغ نگہ نے کام تو پورا کیا لیکن
وفورِ لذتِ زخمِ جگر کچھ اور رکھتی ہے

برا ہو رشک کا آرام کب ہو وصل کی شب بھی
یہ بیتابی تری رشکِ قمر کچھ اور رکھتی ہے

یہ کس کی رات کو سوئی ہوئی تقدیر جاگی ہے
کہ شرمائی نگہ وقتِ سحر کچھ اور رکھتی ہے

سمجھتے تھے ہر آفت سے بچے ہم خاک میں ملکر
مگر ظالم تری نیچی نظر کچھ اور رکھتی ہے

غزل ۲۱۵	فروغ اسوقت نکلے گھر میں تم جاتے تو ہو لیکن سمجھ لو جنبش زنجیر در کچھ اور رکھتی ہے	اشعار (۱۸)

غزل

صلاح اسے درد آشیمیں یہ بہتر ہے اگر ٹھہرے
جگر تڑپے تو دل ٹھہرے جو دل تڑپے جگر ٹھہرے

غضب ہے میں اگر نالے کروں تو شور و شر ٹھہرے
جو انکے در پہ سر ٹیکوں علاجِ دردِ سر ٹھہرے

اسی کے دل سے پوچھے کوئی لطف اسکا خلش اسکی
کہ جسکے دل میں اے قاتل ترا تیرِ نظر ٹھہرے

بچایا یار شک قتلِ غیر سے انکی عداوت نے
ہوا جب شوقِ قتل انکو ہمیں مدِ نظر ٹھہرے

نہیں معلوم کیا تھا دل میں انکی جو بس مردن
ہماری لاش پر آئے بھی تو منہ پھیر کر ٹھہرے

مخاطب غیر سے ہو بات بھی ہمسے نہیں کرتے
نہ ٹھہرے آدمی ہم بھی کوئی دیوار و در ٹھہرے

کہونگا حال دل ٹھہرو میں اپنے ہوش میں آ لوں
لگا لوں تمکو سینہ سے ذرا دردِ جگر ٹھہرے

خدارا دفن کر قاتل نہ کشتے اپنے کوچہ میں
کہیں ایسا نہو گورِ غریباں تیرا گھر ٹھہرے

گھرا ہے ابر بھی کیفیتِ گلگشت حاصل ہو
اگر سیرِ چمن کی آج اے رشکِ قمر ٹھہرے

ترس کھاتے ہیں غیروں پر ستم کرتے ہیں عاشق پر
ادھر وہ رحمدل ٹھہرے ادھر بیدادگر ٹھہرے

نہیں وہ کھولتے گیسو نہ کھولیں میرے ماتم میں
یہ کیا کم ہے جو دم بھر آکے میری لاش پر ٹھہرے

مرے پردہ نشیں کی باغ میں آج آمد آمد ہے
کوئی کہدے یہ بلبل سے ذرا بیرون در ٹھہرے

انکو نہ طبیعت جوش پہ انکی جوانی ہی
نہایت چھپ کے ٹھہرے حجاب انکھو مین کر ٹھہرے

سُنے جائین نہ بولین کب تلک کچھ نہ ابھی ہی
زبان رکتے ہین منہ مین ہم بھی یار آخر بشر ٹھہرے

تمنا ہی کسی زانو پہ سر ہو شکوے جب ہوئین
اٹھین تو چاند سامنے آئینہ وقت سحر ٹھہرے

حجاب آتا نہین دونکو برآمد گھر سے ہوتے ہو
نکلتے شب کے پردہ مین کہ تم رشک قمر ٹھہرے

انھین رحم آگیا لپٹا لیا ہی اپنے سینہ سے
بھلا دو روز تو یار بٹھ یہہ درد جگر ٹھہرے

غزل نمبر ۲۱۶

فرد
انکو نہین معلوم کیون ہمسے عداوت ہی
مٹاتے ہین جو وہ نقش وفا ہم بھی مگر ٹھہرے

اشعار (۲۱۶)

غزل

کسی کا ناز یہہ حسن و شباب کیسا ہی
کسی کا قول ہی اجتناب کیسا ہی

شب وصال یہہ ہم پر عتاب کیسا ہی
تمہارے گیسوؤنکو پیچ و تاب کیسا ہی

ستم انتشار تڑپ اضطراب کیسا ہی
یہہ ڈھنگ اے دل خانہ خراب کیسا ہی

سوال وصل پہ وہ بات کاٹتے ہین مری
مین پوچھتا ہون یہہ طرز جواب کیسا ہی

وہ دانت پیس رہے ہین ابھرنے والون پر
حیا و شرم کا دشمن شباب کیسا ہی

نگاہ شوق نے کھولا ہی عقدۂ دیدار
یہہ آج وا ترا بند نقاب کیسا ہی

وہ گھر مین بیٹھے ہین شہرت ہی حسن کی باہر
نئی یہہ شرم نرالا حجاب کیسا ہی

گلے سے تیغ ملا کر سوال وصلت پر
وہ پوچھتے ہین کہو یہہ جواب کیسا ہی

شب وصال لگاؤ نہ رشک کی چھریان
مری طرح یہہ تمہین اضطراب کیسا ہی

مرے گناہونکی پرسش ہی کیون قیامت مین
جو بیحساب ہین انکا حساب کیسا ہی

مری نظر مین سما کر مجھی سے منہ کو چھپاؤ
کھلی ہوئی ہی یہہ شوخی حجاب کیسا ہی

شب وصال تڑپ اور بڑھ گئی دل کی
اسے سکون کے وقت اضطراب کیسا ہی

سوال وصل پہ تیوری چڑھائی کیون ظالم
کہ سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب کیسا ہی

وہی رقیب وہی تم وہی تمہارا لطف
وہی زمانہ ہی یہہ انقلاب کیسا ہی

ہمارے قتل سے روزِ جزا بھی ہی انکار
خدا کے سامنے اُلٹا جواب کیسا ہی

نقاب پہ رُخ سے بھی پھوٹی نکلتی ہی رنگت
خطا معاف یہہ شرم و حجاب کیسا ہی

فرشتو آئے ہین دُنیا کو چھوڑ کر ہم ابھی
ارے یہہ وقت سوال و جواب کیسا ہی

جہان کی سیر مین ہم عمر بھر رہے مشغول
کبھی خیال نہ آیا یہہ خواب کیسا ہی

چڑھی ہین تیوریان اظہارِ مدعا کے لیئے
مرے سوال سے پہلے جواب کیسا ہی

پلٹ رہی ہین نگاہین بدل رہا ہی مزاج
دیارِ حسن مین یہہ انقلاب کیسا ہی

غزل ۲۱۷	غرور شوخیو نیر ہی **فروغ** اُن کو اُدھر ادھر یہہ رشک اُنھین اضطراب کیسا ہی	اشعار (۹)

غزل

نہایت مجھ سے اب وہ شوخ بدظن ہوتا جاتا ہی
کہ دیوارونکا بند ایک ایک روزن ہوتا جاتا ہی

سبھی آتے ہین اب مشتاق ہوکر میری تربت پر
زیارت گاہِ عالم میرا مدفن ہوتا جاتا ہی

مرے رونے پہ رحم آیا تھا پہلے اب وہ ہنستے ہین
دل اُنکا موم تھا لیکن اب آہن ہوتا جاتا ہی

صبا زلفین اُڑا کر تو یہہ کیا اندھیر کرتی ہی
کہ پوشیدہ کسیکا روئے روشن ہوتا جاتا ہی

ہمارے دلکو جتنی اُسکی اُلفت بڑھتی جاتی ہی
ہماری جانکا اُتنا وہ دشمن ہوتا جاتا ہی

ترقی حسن بھی دکھلا رہا ہی کیا جوانی مین
عجب نامِ خدا اُس بُت کا جوبن ہوتا جاتا ہی

تری محفل سے رفتہ رفتہ عاشق اُٹھتے جاتے ہین
مگر خالی عنادل سے یہہ گلشن ہوتا جاتا ہی

رقیب آنے لگے ہین رفتہ رفتہ گھر مین اُس گلکے
پُر از خارِ بیابان صحنِ گلشن ہوتا جاتا ہی

غزل ۲۱۸	**فروغ** اُس ماہ کا ہی حسن ان روز دن ترقی پر مرے سینہ مین داغِ عشق روشن ہوتا جاتا ہی	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

در کیطرح سے اُٹھے جو وہ جانیکے لیئے
دل مرا بیٹھ گیا اُنکے بٹھانیکے لیئے

ضعف ہی سے نہ ترے کوچہ مین جانیکے لیئے
زار ہون پر نہ ترے ناز اُٹھانیکے لیئے

شمع ہر شب کو نہیں مرگ چلی آتی ہی
چار آنسو مری تربت پہ بہانیکے لیئے

چھوڑونگا دامن دولت نہین آنسو کیطرح
تم جو چاہو مجھے نظرون سے گرانیکے لیئے

مرے مرنیکی خبر سُنکے وہ بولے افسوس
نہ رہا کوئی مرے ناز اُٹھانیکے لیئے

خاکساری کا چلن [illegible] نہان سیکھے
چاہتا ہی اگر آنکھون مین سمانیکے لیئے

انکے کوچہ سے بگڑ کر جو مین اُٹھ آتا ہون
بیٹھ رہتے ہین تصور کو منانیکے لیئے

بد دعا سے موت کے ہوتی ہی شب وصل تمام
صبح ہونیکو ہی بیٹھے ہین وہ جانیکے لیئے

نہین جاتی ہین شب وصل بھی ضد کی باتین
بگڑے بیٹھے ہین وہ زلفونکے بنانیکے لیئے

نہین وحشت [illegible] وحشت مین مرا دل مجکو
ڈھیر ہی گردِ الم خاک اُڑانیکے لیئے

غزل ۱۹ — رحم آیا جو نہیں مرگ فروغ اُن کو تو کیا
زندگی مین رہے سرگرم جلانیکے لیئے — اشعار (۱۲)

غزل

ہمین ستم نہین آتا جفا نہین آتی
تمھین ترس نہین آتا وفا نہین آتی

ہی کمسنی ابھی کوئی ادا نہین آتی
وفا کا ذکر ہی کیا ہی جفا نہین آتی

نہ رو بیٹھ کی [illegible] کسکو سوتے ہین
جب آنکھ بند ہوئی پھر حیا نہین آتی

شب فراق بھی [illegible] بلا گئے بیدرمان
کہ جسکے خوف سے مجھ تک قضا نہین آتی

ہمنے جو وصل [illegible] نکلے بھول مجھ سے کہا
ہے آج کیا ہی کسیکو حیا نہین آتی

سب آئے اپنے پرائے مری عیادت کو
بس ایک تم نہین آتے قضا نہین آتی

شب فراق مری نیند بھی اُنھین کو ملی
موذنونکو جو یادِ خدا نہین آتی

تمہاری شوخ نگاہین غضب کی چھُریان ہین / قریب خوف سے جسکے حیا نہین آتی

وہ پھیرتے ہین ہمارے گلے پہ اُلٹی تیغ / جفا کا حوصلہ ہی پر جفا نہین آتی

تمھین پہ کیا جسے چاہو وہ ناز کرتا ہی / غضب ہی اور تو اور اب قضا نہین آتی

عدم کا قافلہ چپ چاپ اسطرح ہی روان / کیسکے کان مین بانگِ درا نہین آتی

نکلنے دے کہ نہ دے قتل کی بھی حسرت کو / وہ آنکھ جس مین مروت ذرا نہین آتی

تمہارا کوچہ ہی جنت بس اب یقین آیا / کہ سر پٹکتا ہی غیر اور قضا نہین آتی

وہ اپنے ہاتھ سے دیتے ہین غیر کو تعذیر / ہمارے کام ہماری خطا نہین آتی

عدو کے سامنے یون پیار سے مجھے کوسو / کہ دشمنون کو تمہارے قضا نہین آتی

غزل ۲۲۰ — **فروغ** تم سے نہ دو دن بھی نبھ سکی توبہ / خدا سے شرم بھی مردِ خدا نہین آتی — اشعار (۸)

غزل

ہی رشک کرے بات تو اُس رشکِ پری سے / باز آیا مین قاصد تری اس نامہ بری سے

پیدا اثر آہون کا ہوا بے اثری سے / کچھ کم نہین اُنکو یہ نسیمِ سحری سے

کیا کیجیے دردِ دلِ مضطر کی تواضع / فرصت ہی کہان خاطرِ دردِ جگری سے

دیکھے کوئی پھر حدتِ خورشیدِ قیامت / گرما نگ لے سوزش مرے داغ جگری سے

ہین رنگِ شفق دیکھکے بدلی مین یہ سمجھا / پیدا ہوا شعلہ مرے دردِ جگری سے

چلاتا ہی اسے بُت جو ہر اک صورتِ ناقوش / نالان ہی زمانہ تری بیدادگری سے

ہنس ہنس کے جو قاتل نے کیا ہی مجھے زخمی / پیدا ہی تبسم لبِ زخمِ جگری سے

غزل ۲۲۱ — اشعار **فروغ** آپکے ہین نالۂ موزون / انداز فغانی ہی عیان نوحہ گری سے — اشعار (۸)

غزل

غزل

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم خدا نکرے
کہین رقیب کے حق مین کوئی دعا نکرے

مرض کسی کو محبت کا ہو خدا نکرے
یہ درد وہ ہی کہ جس کی کوئی دوا نکرے

کسی سے اس لیئے خلوت مین وہ نہین ملتے
کہ تا کبھی کوئی اظہار مدعا نکرے

تمھارے جور و ستم کی کچھ انتہا بھی ہی
تمھین کہو کہ گلا کوئی تا کجا نکرے

یہ جھلاطسے ہر وقت کیے ہی خوف مجھے
کہ بے حجاب کہین تمکو آئنا نکرے

جفائین سہنے کا تھا حوصلہ ابھی تو مجھے
مین کیا کرون جو مری زندگی وفا نکرے

ذرا سمجھ کے بگڑتے ہین بات بات پہ وہ
یہ کیا غضب ہی کوئی عرض مدعا نکرے

پھنسا دل الفت خال ذقن سے زلفون مین
اسیر دام جسے چاہیے آب دانا کرے

کسی طرح کا سروکار تو رہے مجھ سے
جفا سہی نہین کرتا اگر وفا نکرے

شکایت انکی نہ تھی وہ بگڑ گئے ناحق
فلک کے جور کا بھی کیا کوئی گلا نکرے

ہماری لاش کو کرتے ہین اس لیئے تشہیر
جہان مین تا کوئی الفت کا حوصلا نکرے

ستم ہی قہر ہی اٹھلا کے ناز سے چلنا
ابھی یہ چال قیامت کہین بپا نکرے

سوال وصل پہ خوش ہین کیا جو قتل مجھے
کہ تا جہان مین پھر ایسی کوئی خطا نکرے

مین کس ادا سے کہون جب کہون کہ مرتا ہون
حضور یہ کبھی کہتے نہین خدا نکرے

خدا کے واسطے رؤو نہ میری تربت پہ
یہ کیا ہی جان بھی تم پر کوئی فدا نکرے

اثر وفا کا مری طرح ہو گا غیر پہ بھی
وفا کی آپکو عادت پڑے خدا نکرے

غزل ۲۲۲	پھر اُس مریض کی صحت کی کیا امید **فروغ** مسیح چرخ سے آئے اگر دوا نکرے	اشعار (۱۷)

غزل

مزے لیتا ہون دشمن کی زبان سے
کہ ملتی ہی ترے طرز بیان سے

ڈرے اُنکی بلا میری قضا سے — اُڑی نیند اور چشم پاسبان سے

عدو بھی کم نہین ہے راز دان سے — کہ واقف ہے مرے شوق نہان سے

نہین کوچہ مین اُنکے خاک اُڑاتی — زمین کرتی ہے باتین آسمان سے

کرونگا آج اک بوسہ پہ تکرار — لڑاؤنگا زبان اُنکی زبان سے

چمن سے ہی اُٹھی ہے گھٹا بھی — یہ سب کچھ ہے اُنھین لاؤن کہان سے

مقدر کو مین اپنے رو رہا ہون — گلا تم سے نہ شکوہ آسمان سے

کیا ہے عرض مطلب خوب ہم نے — نہ سمجھے خود بھی جو نکلا زبان سے

ذرا اونچی تو ہون نیچی نگاہین — ستم کی داد لو کچھ آسمان سے

کہو تو خود کرون اسکا گلا مین — مزا کیا اسکا دشمن کی زبان سے

نہین سے چلتے ہین یون ظالم بھی تنکر — نہ سیکھا جھک کے چلنا آسمان سے

یقین اب ہے نہ آئے تو گنہگار — نہ کیجے عہد دشمن کی زبان سے

ترے کوچہ مین یون کٹتی ہین راتین — لڑی رہتی ہین آنکھین پاسبان سے

خوشامد ہو چکی میری شب وصل — اشارے ہوتے ہین اب آسمان سے

ہجوم غم مین کیا اُنکو دعا دون — کہ نکلی گی گلا بن کر زبان سے

ہوئی ہے تا سحر زینت شب وصل — خدا جانے کہان جا بیٹھین یہان سے

مزے نیچی نظر کے لوٹتی ہے — زمین رہتی ہے اچھی آسمان سے

شکایت مین مری کچھ تو مزا ہے — کہ سنتے ہین وہ دشمنکی زبان سے

چلے ہین اُنکے گھر ہم عید کے دن — گلے ملنا ہے پہلے پاسبان سے

حصار تنگ مین دشمن کا گھر ہے — کشش دلکی اُنھین لائی کہان سے

بھروسا کسکو ہے وعدے پر اُنکے — تسلی خاک ہو دلکی زبان سے

ادھر صیاد اُدھر تھی منتظر برق — نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

بہت بنتے ہو نازک ہے تو سمجھو — نہ دل جاؤ کہین مجھ ناتوان سے

غزل ۲۲۳

فروغ اچھی نہین اُن کی محبت
بُرے ہوتے ہو کیون ساکے چیا سے

اشعار (۱۳)

غزل

کچھ مری ضد سے نہین ظلم ہی عادت تیری
مین تو مین غیر بھی کرتا ہی شکایت تیری

مینے مانا مین گنہگار سہی خیر سہی
ڈھونڈھ ہی لیگی بہانہ کوئی رحمت تیری

دفن کرکے مجھے کوچہ مین وہ اپنے بولے
خوش ہوے اب تو ٹھکانے لگی محنت تیری

مجکو حیرت ہے بھلا اے شمع کہ پروانون کو
کیون پسند آگئی روتی ہوئی صورت تیری

اپنے پہلو مین جگہ دل کو نہ دیتا مین کبھی
اسمین ہوتی جو نہ اے دوست محبت تیری

کاش آئینہ بنا دے مری حیرت مجکو
مین بھی دیکھون تو کسطرح ہے صورت تیری

کس سے کہتا ہی تو حال شب فرقت اے دل
کون سنتا ہی مری جان مصیبت تیری

آئینہ آٹھ پہر سامنے کیون رہتا ہی
تیرے دلکو بھی مگر بھا گئی صورت تیری

ڈر یہی ہی آپ مجھے رشک نہو اپنے سے
وہ یہ کہتے ہین کہ ہو مجکو محبت تیری

رات بھر کس لیئے تو روتی ہی چپکے چپکے
کچھ تو اے شمع سنین ہم بھی مصیبت تیری

روز فرقت کی درازی ہی کہ اللہ اللہ
اے شب وصل رہی یاد نہ صورت تیری

شوق سے دل کو ہی پامال کرا و خانہ خراب
مجکو کیا ہی بھی جو اس مین تو محبت تیری

غزل ۲۲۴

ہی اس امید پہ مرنا ترا بیکار فروغ
اپنے کوچہ مین وہ بنوائینگے تربت تیری

اشعار (۱۱)

غزل

ادا بھی ناز بھی انداز بھی حیا بھی ہی
یہ سب ہی مگر اسے بیوفا وفا بھی ہی

عجیب لطف ہی قاتل ضد ایک کی ہی ایک
کہ نازکی بھی ہی اور طاقت جفا بھی ہی

جو سُنکے ظالم تو سمجھتا ہون مین مگر یارب
کہین یہ طور تو نہ ہو تیرا انداز بھی ہے

عدو کے ذکر سے لیتے ہو چٹکیان دل مین
جفا کو ہمین مر جان یہ کوئی جفا بھی ہے

مین بوسے لیتا ہون جب گالیان وہ دیتے ہین
قصور ایسا بھی ہی جسپر کبھی سزا بھی ہے

سبب عدو سے ہو شاید یہ ترک الفت کا
مین خوش ہون جب سے سُنا ہی وہ بیوفا بھی ہے

رقیب اُنکو تغافل بھی ہے تو ہم سے ہے
یون ہی سہی ہمین مرغوب یہ ادا بھی ہے

رہو نہین وصل سے محروم کو سنا یہ نہین
عدو کے حق مین ہمی خیر اگر دعا بھی ہے

ہی بیوفائی کا اُنسے گلا عبث مجھکو
شریک ہمین مرا بخت نارسا بھی ہے

کیے سُننے سے عدو کے تو قہر ہی بیداد
ستم کرین وہ خود ایجاد تو مزا بھی ہے

غزل ۲۲۵	ہوئی ہی آپکی عشقِ فروغ سے شہرت حضور گو وہ بُرا ہی مگر بھلا بھی ہے	اشعار (۱۶)

غزل

تبِ غم آپ ہون یا موت ہو آئے کوئی
اس مصیبت سے مری جان بچائے کوئی

حسن کو ناز بجا عشق کو زیبا ہی نیاز
کیون نہ روٹھے کوئی اور کیون نہ منائے کوئی

آئینہ مین تو کہین ایک بھی صورت نہین
اب نہ دکھنا نہ مرے سامنے آئے کوئی

تم وہ ظالم کہ اُسے پاؤن سے یون ملتے ہو
دل وہ نازک نہ جسے ہاتھ لگائے کوئی

مین تری یاد کے قربان تصور کے فدا
دل مین آئے کوئی آنکھون مین سمائے کوئی

بگڑے بیٹھے ہین بل ابرو پہ ہی تیوری پہ چڑھی
اب کلیجہ ہی کہیے کس کا کہ منائے کوئی

وہ مرے دل مین ہین اور دل ہی مرا سینہ مین
یون خفا ہون جو کلیجے سے لگائے کوئی

اسلیئے برق نظر کوند رہی ہے ان کی
کہین ایسا نہو آنکھون مین سمائے کوئی

کہین کٹتے ہین دوپٹہ سے اُبھرنے والے
خود جو ظاہر ہو تو کیا اُسکو چھپائے کوئی

مین ابھی پیار جو کر لون تو ہنسی آجاسے
کیا بگڑنے کا یہ مطلب ہی منائے کوئی

اُسنے کھینچی ہی شب وصل نزاکت اُنکی	کس کی طاقت کہ نہین ہاتھ لگائے کوئی
دم ہم تلقین نہ کہا ہائے کسی نے اتنا	کہ ابھی آنکھ لگی ہی نہ جگائے کوئی
مجکو کیا باتین بناتین کہ سنوار ین کھین	جب مین جانون مری بگڑی کو بنائے کوئی
بگڑے یونہی فقط روک رہی ہین شب وصل	نیچی نظرین تو کھینچی ہین منائے کوئی
متوجہ ہین اُنھین کی طرف اہل ماتم	ناز اُٹھائے کوئی یا لاش اٹھائے کوئی

غزل ۲۲۶	لکھنؤ والونسے دعویٰ جو زبانکا ہو **فروغ** یہی گوئے ہے یہی میدان ہے آئے کوئی	اشعار (۸)

غزل

بہار آئی ہی بوستان مین شجر پہ بلبل چہک رہی ہی
خوشی سے پھولے نہین سماتے قبا گلونکی مسک رہی ہی
مین اُنکے کوچہ مین رو رہا ہون وہ اپنے کوٹھے پہ ہنس رہے ہین
زمین پہ پانی برس رہا ہی فلک پہ بجلی چمک رہی ہی
ادھر تو دیکھو اُدھر تو دیکھو عدو کے گھر تم نہین گئے تھے
شمیم کاکل سے پھر یہ کس کی وہ راہ اب تک مہک رہی ہی
بتا تو اے سار بان خدا را نہ مر گیا ہو غریب مجنون
یہ چوب محمل سے کس کے غم مین سر اپنا لیلی پٹک رہی ہی
رُلا نہ ہمکو ہنسکے مجکو اے بت نہ اپنا نقصان کر خدا را
ارے اُنھین آنسوؤنکے شامل تری محبت ٹپک رہی ہی
رقیب کمبخت سنگ ودر سے وہ دیکھئے سر ٹپک رہا ہی
یہ وصل مین دو گھڑی کی صحبت جو سکو کھٹک رہی ہی
تمہاری کاکل جو بل رہی ہی ہوا سے بیکار لڑ رہی ہے

تمہیں تو گھونگھٹ کا شوق خود ہی نسیم زلفیں جھٹک رہی ہے

غزل ۲۲۳	فروغ پڑھ اُس غزل کا مطلع کہ جس کا ہر شعر ہو مرصع کہیں یہ سب سن کے تا بہ مقطع عجب فصاحت ٹپک رہی ہے	اشعار (۱۱)

غزل

چمن میں آیا ہے تو جو اے گل کلی خوشی سے چٹک رہی ہے
تجھی پہ پڑتی ہے چشم بلبل تجھی کو نرگس بھی تک رہی ہے

چمن میں بلبل کا ہے یہ عالم کہ تجھکو حیرت سے تک رہی ہے
گلوں نے گرمی نہیں ہے شبنم یہ رال منہ سے ٹپک رہی ہے

ہوا سے جنبش میں ہے جو سنبل سحر کو شبنم ٹپک رہی ہے
پری کھڑی ہے چمن میں اے گل نہا کے زلفیں جھٹک رہی ہے

نہ اس میں صیاد کر تامل دکھادے لللہ صورتِ گل
کہ مرنہ جائے غریب بلبل قفس میں سر کو پٹک رہی ہے

میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا یہ حد سے بڑھنے کا ہے نتیجہ
تمہاری کاکل بھی یہ مانا زمین پر آخر لٹک رہی ہے

پروں نے چھو لونکو ہے چھپائے خدا ہی بلبل کو اب بچائے
ارے یہ کمبخت جل نجائے کہ آتشِ گل بھڑک رہی ہے

گلے سے اپنے ہمیں لگاؤ خدا کو مانو اسے نکالو
نہیں دھڑکتا ہے دل یہ دیکھو تمہاری حسرت پھڑک رہی ہے

غضب کا ہے تم میں چلبلاپن ادا بلا کی ستم کی چتون
تمہاری باتوں نے مشفق من بڑی شرارت چھلک رہی ہے

ہمکیشی کا مزا بھی ساقی چمن چمن ہے فضا بھی ساقی

گھری ہوئی ہی گھٹا بھی ساقی ہوا بھی کچھ کچھ سنک رہی ہی

ارے برا ہو نسیم تیرا رقیب بھی بزم مین ہی بیٹھا
وہ کھل رہا ہی کسی کا چہرہ نقاب رخ سے سرک رہی ہی

غزل ۲۲۸	بڑھا ہین ہمسے نہ وہ محبت **فروغ** ہمکو نہین شکایت یون ہی جو رہجائے ہی غنیمت کہ جسطرح آجتک رہی ہی	اشعار ۳۰

غزل

تمھارے کوچے سے بچکر صبا نکلتی ہی
کلیجہ تھام کے خلق خدا نکلتی ہی

ہماری آہ بس اتنی رسا نکلتی ہی
کبھی کبھی ترے کوچہ مین آ نکلتی ہی

ادا یہ کونسی روز جزا نکلتی ہے
نظر بچا کے جو خلق خدا نکلتی ہی

ہر ایک سنکے کلیجے کو تھام لیتا ہی
تمھارے نام مین بھی اک ادا نکلتی ہی

مٹائے سے نہ مٹی الفت مژہ دل سے
بھلا یہ پھانس کلیجے سے کیا نکلتی ہی

زمانہ یون تو نہین اس پہ جان دیتا ہی
قضا مین بھی کوئی تیری ادا نکلتی ہی

عدو کا اور مرا حال ایک ہی ظالم
جفا بھی تیری بڑی بیوفا نکلتی ہی

غضب ہو کہین جلدی بنائے وہ زمین
بگڑ بگڑ کے بلا کی ادا نکلتی ہی

نشان یون بھی نہ مٹتا تھا میری تربت کا
تری گلی سے تو خلق خدا نکلتی ہی

بیان ہجر کا اللہ رے اثر ظالم
کہ بات کرکے لبون کو جدا نکلتی ہی

وہ سنکے ہین تری حسرت کو شرم بھی کچھ ہی
کہ سنکے نکات نہین سب سے حیا نکلتی ہی

ہین سب بلائے خدا کے بھی گھر نہین جاتا
کشش انھین کی مری رہنما نکلتی ہی

مرون جو آپ پہ مین یہ فاخر تا ہون
کرین جو آپ تغافل حیا نکلتی ہی

جگر مسلتی ہی لیتی ہی چٹکیان دلمین
تری نگاہ بھی درد آزما نکلتی ہی

ترے فراق مین کرتا ہی ناتوان نالے
نہ سکے ٹوٹنے کی کچھ صدا نکلتی ہی

ہر ایک گل مین ترا رنگ ہی تری بو ہے
ہر اک حسین مین تیری ادا نکلتی ہے

ہرا تو کھلتا ہے جس چیز کو وہی زاہد
تمھی زبان سے بھی مرد خدا نکلتی ہے

نہ التجا کی ضرورت نہ عرضِ مطلب کی
ہر آہ بن کے ہمارا مدعا نکلتی ہے

اسی سے ہوتی ہے تسکین کچھ تو ہوتی ہے
تڑپ ہی درد کی آخر دوا نکلتی ہے

فروغ سامنے اُس بت کے جا نہیں حاصل
زبان سے بات بھی مرد خدا نکلتی ہے

غزل ۲۲۹ — اشعار (۱۳)

غزل

نکل جائے دم خواہش دل یہی ہے
حسینوں پہ مرنے کا حاصل یہی ہے

کہا دل نے دیکھا جو سوفارِ قاتل
کہ منہ چوم لینے کے قابل یہی ہے

جو کی عرضِ وعدہ وفا کیجیے گا
تو کہنے لگے ہنس کے مشکل یہی ہے

رہ عشق مین اک قدم بھی جو رکھا
کہا ضعف نے ایک منزل یہی ہے

نہ نکلے نکلتی نہین ہے جو حسرت
نکلتا نہین دم بھی مشکل یہی ہے

شب وصل تا صبح جانے نہ دین گے
کہ اقرار اے ماہِ کامل یہی ہے

اسی کو جو عشق مین دل ہو اکم
لٹا ہو نہین جس مین وہ منزل یہی ہے

قضا نے کہا دیکھ کر اُس کا کوچہ
جگہ قبرِ عاشق کے قابل یہی ہے

کیا خواہش قتل نے قہر یارب
وہ سمجھے ہین آپ اپنا قاتل یہی ہے

عدو ہم سے دُنیا مین جلتا تھا یارب
جہنم مین رہنے کے قابل یہی ہے

نہ کیون آئین جا ہین ترے دل مین ظالم
تری آرزوون کی منزل یہی ہے

اُٹھین اُسکے ماتم سے ہوگی نہ فرصت
عدو مر بھی جائے تو مشکل یہی ہے

فروغ حزین کی مدد جلد کیجے
کہ مشکل کشا وقتِ مشکل یہی ہے

غزل نمبر ۲۴ — غزل — اشعار (۱۹)

جاچتا ہون جسے اسپہ وہی مائل دل ہی
جو ہی معشوق کا معشوق [illegible] وہ دل ہی

تم کہے جاؤ مین خاموش رہون مشکل ہی
میرے منہ مین بھی زبان [illegible] آخر دل ہی

کوئی خواہان کوئی طالب ہی کوئی مائل ہی
جان ہی سارے حسینون کی یہ وہ دل ہی

بس گیا ہی مری آنکھون مین تصور اُسکا
کوئی مجنون کوئی لیلی ہی کوئی محمل ہی

کوئی بیٹھا ہی دم نزع سرہانے میرے
ایسی حالت مین تو مرنا بھی بہت مشکل ہی

ناز اب وہ بھی تمہاری ہی طرح کرنے لگا
تم کہا کرتے تھے جس کو یہ ہمارا دل ہی

اُس نگہ نے مجھے مارا کہ ادا نے مارا
یہ بھی معلوم نہین کون مرا قاتل ہی

میرے سینہ مین ہی رکھنے مین تمہارے ہی مگر
اب خدا جانے یہ میرا کہ تمہارا دل ہی

خود بھی آسکتے ہو مجکو بھی بلا سکتے ہو
تمکو آسان ہی ہر بات مجھے مشکل ہی

تو نے برباد کی اے گردش غم اسکی ہٹی
جو کھلونا تھا حسینونکا یہی وہ دل ہی

اُسپہ مرتا بھی ہون جیتا بھی ہون انکی دم سے
ہی مسیحا بھی وہی اور وہی قاتل ہی

خیر لیتے ہو تو سینے سے لگائے رکھنا
میرا ارمان بھرا نازون کا پالا دل ہی

پھر تو کٹتے ہی تھے وہ بات بھی اب کٹنی لگی
آگے جلاد کے منہ کھولنا بھی مشکل ہی

ایک دل کیا ہی جو ہون لاکھ تو صدقے تمپر
مانگتے ہو جسے تم وہ بھی کسی قابل ہی

ہجر مین تم جسے نالونکی صدا سمجھے ہو
اے مری جان وہ آواز شکست دل ہی

دل ہی مجرم ہی وہ مجرم نہین اے داور حشر
یہی دشمن یہی کمبخت مرا قاتل ہی

دھیان اُنکا ہی خیال اُنکا ہی یاد اُنکی ہی
میرا دل ہی کہ حسینونکی بھری محفل ہی

جو کسی سے نہین لڑتی وہ نظر ہی اُن کی
جو کسی سے نہین ملتا ہی وہ اُنکا دل ہی

چودھوین رات کو نکلا ہی فلک پر اک چاند
میری پہلو مین **فروغ** ایک مہ کامل

غزل ۲۳۱ — اشعار (۱۳)

تو سلامت نہیں کچھ شک مری تقصیر میں ہے
کہ عجب لطف ترے ہاتھ کی تقدیر میں ہے

زیب کانوں کی کبھی ہار گلے کا ہیں کبھی
ہائے سے جو لطف ہے ان ہیروں کی تقدیر میں ہے

تا نہ الزام جفا تم پہ لگائے کوئی
ایک بھولے سے وفا بھی مری تقصیر میں ہے

نخوت حسن کے شکوے پہ بگڑ کر بولے
جھک کے ملنے کی تو عادت مری خمیر میں ہے

ہنس کے فرماتے ہیں وہ میری جبیں سائی پر
کہیں مٹتا ہی مٹائے سے جو تقدیر میں ہے

التجا تم سے نہ کی حق سے دعا کرتا ہے
اسے ہی تو غیر تو کچھ اور ہی تدبیر میں ہے

دیر وعدے پہ وہ کرتے ہیں ستانے کے لیے
رشک کہتا ہے کہ باعث کوئی تاخیر میں ہے

ہم اسیروں پہ چلے کیا تری تلوار اے ترک
آپ جوہر سے وہ جکڑی ہوئی زنجیر میں ہے

رات دن رہتا ہے ابھرے ہوئے سینہ پہ ترے
کیا مزا ہائے وہ [illegible] کی تقدیر میں ہے

غیر کا ذکر فقط ضد سے مری کرتے ہیں
صدمہ رشک تو سہنا مری تقدیر میں ہے

کبھی جھکتی ہے کبھی جھک کے گلے ملتی ہے
ذبح کرتی ہے ادا جو تری شمشیر میں ہے

وصف تو کرتا ہے گو بادۂ کوثر کا سہی
خیر کچھ لطف تو زاہد تری تقریر میں ہے

وعدۂ حشر سے ہم خوب یہ سمجھے ہیں فروغ
انکا دیدار اب اور وہ بھی تقدیر میں ہے

غزل ۲۳۲ — اشعار (۱۵)

اے دست شوق دیکھ تو سینہ ابھار کے
کیا بات ہے جو ہنستے ہیں سب گل بہار کے

اب کیا خزاں کا ڈر کہ رگ گل سے بلبلو
جکڑے ہوئے ہیں پاؤں عروس بہار کے

لیتا نہیں زمانہ بھی کروٹ فراق میں
قربان اضطراب دل بے قرار کے

ہنس ہنس کے آپ نے تو سبھی کو ہنسا دیا
خندان چراغ و گل بھی ہیں میرے مزار کے

وہ بے قرار ہو کے جگر تھامنا مرا
چلنا وہ ناز سے ترا سینہ ابھار کے

باہم گر کا دشمن ہین کہ چھپ جائے راز عشق
پردے پڑے ہوئے ہین دلوں مین غبار کے

اللہ رے شوق مجھ پہ لگایا جب اُسنے وار
سینے لپٹ کے چوم لیئے ہاتھ یار کے

ایک ایک کا شریک نہین اس زمانے مین
تڑپا جگر نہ ساتھ دل بے قرار کے

ہم مر گئے ہین کون اُٹھائے اب انکی ناز
بیٹھے ہین روٹھکر وہ کنارے مزار کے

چھایا نہین ہی باغ پہ رندو سیاہ ابر
گیسو کھلے ہوئے ہین عروس بہار کے

پھر وعدیان بھی نہین کوئی بیتاب ساتھ ہی
او جانیوالے ناز سے سینہ اُبھار کے

پوچھو کچھ اُنکے دل سے مزا اپنے وعدیکا
چسکے پڑے ہوئے ہین جنہین انتظار کے

شانہ ہلا کے کہتے ہین وہ میری لاش کا
اُٹھو بس اب گذر گئے دن انتظار کے

کچھ رو رہے ہین آپ بناوٹ سے اسطرح
سب ہنس رہے ہین پھول ہمارے مزار کے

غزل ۳۴۳ | بیتاب وہ بھی پردہ شوخی ہین ہین فرو
اب او وزار و سے کیا ہین دل بیقرار کے | اشعار (۱۶)

غزل

شکوہ ہی کر رہین وعدہ بے اعتبار کے
کسکو بھلا نصیب ہین دن انتظار کے

ہین ٹھنکے میرے دل کو نیا بال بیچئے
کیون اپنا گھر بگاڑیئے زلفین سنوار کے

رو بھی چکے تم آنکھین دوپٹہ سے پونچھکر
آنسو تھمے نہین مری شمع مزار کے

شرما کے بولے وصل کی شب کچھ حیا بھی ہی
کمبخت دیکھ ہنستے ہین سب پھول ہار کے

سمجھا نہ ظالم ہین وہ شریک آسمانکو ہین
ہین کر گیا گلے ستم روزگار کے

بھولی نہین ابھی اُنھین باتین فراق کی
آئے بھی تو کھڑے ہین کنارے مزار کے

ملتے ہو مجھ پہ رکھ کے زنجیر سے بند ہین
حسن لیں عدو کی پھر بھی کہہ دو پکار کے

اب ہاتھ مل رہا ہوان کیا کیجیے [illegible]
لوٹے سب آسرے دل امیدوار کے

آہ [illegible]
قربان جایئے ستم روزگار کے

ماتم مین میرے کچھ سروپا کا بھی ہوش ہے
دیکھو سبھی کھڑے ہین کنارے مزار کے

پرہیز اور شراب سے واعظ اس ابر مین
کمبخت پی بھی لے کہ یہ دن ہین بہار کے

اچھا ہوا کہ گلون نے نزاکت کا تیری ساتھ
مرجھا گئے وصال مین سب پھول ہار کے

وعدہ ہی کیا ضرور تھا آنا نہ تھا اگر
ہان یہ غرض کہ رنج سہون انتظار کے

روئے کچھ اسطرح سے وہ منہ ڈھانک ڈھانک کے
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار کے

گیسو بہت بڑھ آئے ہین قربان ہو یہ دل
آئی بلا کو ٹال لیئے صدقہ اُتار کے

غزل ۲۳۴

کچھ حال رنجِ عشق تو کھئے اب ای قمر
شاکی بہت تھے آپ غمِ روزگار کے

اشعار (۱۸)

غزل

وہی ہین کان جو سنتے ہون گفتگو کوئی
وہی ہے تاب جو رکھتا ہو آرزو کوئی

گرے زمین پہ اشک آنکھ سے تو بولا ضبط
کہ یون ملاتا ہے مٹی مین آبرو کوئی

پھر رشک بھی ہے گوارا کہ جائے غیر کے گھر
کرے گا ترک مگر تیری آرزو کوئی

نہو گی صبح شبِ وصل اس حیا کے نثار
چھپائے منہ کو تہ زلفِ مشکبو کوئی

تری بلا سے نہ ہم بخشے جائین گے واعظ
یہ کیسی باتین ہین توبہ خدا ہے تو کوئی

شبِ وصال جگر مین یہ درد کیون اُٹھا
کہین نہ دل سے نکلتی ہو آرزو کوئی

مزے ہین حسن پرستونکے حشر کے دن بھی
یہ فکر ہے کہ نظر آئے خوبرو کوئی

ہمارا نقشِ محبت مٹاتے ہو دل سے
اسے بھی غیر کی سمجھے ہو آبرو کوئی

بغیر روئے کرون کسطرح مین ترا ذکر
بھلا نماز بھی پڑھتا ہے بے وضو کوئی

وہ سر نہین نہو جس سر مین عشق کا سودا
وہ دل نہین نہو جس دل مین آرزو کوئی

مری نظر سے کوئی تیرے حسن کو دیکھے
مری زبان سے کرے تیری گفتگو کوئی

کھٹک رہا ہے ترا تیر دل مین اے ظالم
مین ڈر رہا ہون نہو یہ بھی آرزو کوئی

کہین گے حشر مین ہم اُنسے پیش داور حشر
کہ آج بھی نکرے ہمسے گفتگو کوئی

ہین وصل مین مرے دلکی نئی تمنائین
یہ آرزو ہی کہ نکلے نہ آرزو کوئی

کبھی پہ چھیڑ نہین کرتے بات بھی تم تو
کبھی یہ ضد نکرے ہم سے گفتگو کوئی

مری وفا سے تعلی جفا یہ کرتی ہی
کرے گا ابتو کسی کی نہ آرزو کوئی

تمہین ہو جان ہماری تمہین ہو دشمن جان
بھلا زمانے مین اپنا بھی ہی عدو کوئی

غزل ۲۳۵

نصیب حشر کے دن ہو شفاعت احمد
فروغ اور نہین دلمین آرزو کوئی

اشعار (۱۸)

غزل

عشق کا آزار گیا آزار ہی
کچھ وہی اچھا ہی جو بیمار ہی

کیون جلانے کا ہی وعدہ بعد قتل
غیر خود ہی جان سے بیزار ہی

آئنہ بھی سامنے رہنے لگا
جسکو دیکھو طالب دیدار ہی

سو گیا سب کو جو ربان بھی تو کیا
آنکھ کھولے روزن دیوار ہی

دل مسلتے ہو کہ ملتے ہو گلے
یہ نئی اُلفت نرالا پیار ہی

تو چھپا لے انکو اے دامان حشر
اک زمانہ طالب دیدار ہی

پیٹی رہتی ہی گلے سے آپ کے
کوئی دست شوق کیا تلوار ہی

پڑ گئین نظرین کسی کمبخت کی
بڑھ گئی کچھ سرخی رخسار ہی

تیرا جلوہ کس کی نظر و نمایان نہین
کون تیرا طالب دیدار ہی

جسکو آتا ہی غریبون پر ترس
وہ تمہارا سایہ دیوار ہی

مانگنے مین وہ لگے یہ اُلٹی ہوئی
اب اُدھر اصرار ادھر انکار ہی

ہوا ہمین [illegible] وہ آکے جاگ اُٹھے نصیب
کوئی سوتا ہی کوئی بیدار ہی

دل ترا اے سنگدل ہلتا نہین
آنکھ لڑنے کو مگر تیار ہی

دوسرا لیکن تم اپنے ہاتھ سے
مجکو جرم عشق کا اقرار ہی

پڑتے ہین دل پر ترے بہکے قدم
یہ انوکھی شوخیٔ رفتار ہی

ہم غریبونکی بھی اچھی بنھ گئی
عشق کی سرکار کیا سرکار ہی

آئینہ کا حال کچھ کھلتا نہین
کون کس کا طالبِ دیدار ہی

غزل ۲۳۶	کیون خفا بیٹھا ہی تو اُس سے فروغ کیون تو اپنی جان سے بیزار ہے	اشعار (۱۴)

غزل

ضعف نے خونِ جگر ایسا گھٹا رکھا ہی
ناخنِ یار کو محتاجِ حنا رکھا ہی

عرضِ احوال بھی شکوہ ہی یہ ہی حسن کا قول
عشق نے نام تغافل کا حیا رکھا ہی

لاش عاشق کی ہی دیدار کا وعدہ یہ نہین
کہ جسے تونے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی

ہائے کچھ گردِ کدورت کا سبب تو کہئے
خاک مین آپنے کیون مجکو ملا رکھا ہی

جگر و دل کو لگائے ہوئے ہین سینہ سے
اپنے رُوٹھے ہوئے یارونکو منا رکھا ہی

بزم مین غیرونکا مجمع بھی مرے کام آیا
کہ ترے تیرِ نظر سے تو بچا رکھا ہی

وصل مین چونک کے آنکھونکا یہ ملنا کیسا
تمنے سوتے ہوئے فتنونکو جگا رکھا ہی

اسقدر آپسے گستاخ ہین کیون غیر حضور
کیا یہ گیسو ہین جنھین سر پہ چڑھا رکھا ہی

پھر وہ کیا تھا ہوئے غش طور پہ موسیٰ جس سے
پھر کسے تمنے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی

تیرے گیسو بھی ہین دُنیا سے نرالے ظالم
کہ بگڑ کر بھی اک انداز نیا رکھا ہی

کہین اُبھرا ہوا جوبن بھی سنبھلنے دیگا
کیون دوپٹہ کو مصیبت مین پھنسا رکھا ہی

نہین پامالِ محبت کی لحد پر تعویذ
نقشِ پا کو ترے سینہ سے لگا رکھا ہی

اے فروغ آپکی شہرت ہو نہ کیون دُنیا مین
طرز ہی آپنے کچھ سب سے جدا رکھا ہی

غزل ۲۴۷ — غزل — اشعار (۱۴۳)

وصل کی رات نکلتی نہین حسرت دلکی
اپنے ظاہر جو مین کرتا ہون محبت دلکی
اگر وہ غم مین کوئی دیکھے گا نہ صورت دلکی
راز افشا کئے دیتے ہین یہ اشک خونین
نہین نکلا کہ شب ہجر مرا دم اسے موت
دل پہ چھایا ہوا عاشق کے تصور تیرا
اُس نے نازک کو بھلا تاب کہان سننے کی
آپ سنئے تو سناؤن نہین کچھ احوال فراق
درد اُلفت اُٹھکے کھلتا ہی تو مین ڈرتا ہون
آپکا نام بھی لون حشر کے دن تو ملزم
عشق گیسو مین اُبھاتی ہی وہ دزدیدہ نظر
درد سے ہاتھ مین رکھے ہوئے ہون سینہ پہ

لٹ رہی ہے اسی پر دہ مین قناعت دلکی
ہنس کے فرماتے ہین کچھ آئی شکایت دلکی
کچھ تو ہو جائیگی اسے عشق حفاظت دلکی
میری آنکھون سے ٹپکتی ہی محبت دلکی
عمر بھر مین یہی نکلی ہی اک حسرت دلکی
تیری تصویر پہ چھائی ہوئی حسرت دلکی
ہائے پھر کس سے کہے کوئی مصیبت دلکی
آپ کہئے تو کرون کہہ مین شکایت دلکی
کہین پامال نہو جائے محبت دلکی
کچھ خدا سے مجھے کرنا ہی شکایت دلکی
یہ وہ شب مین لٹی جاتی ہی دولت دلکی
وہ سمجھتے ہین یہ کرتا ہی حفاظت دلکی

غزل ۲۴۸

لے گیا لوٹ کے سب تاب و توان کوئی فروغ
کچھ خبر بھی نہین اللہ ری غفلت دل کی

اشعار (۱۲۶)

غزل

یاد اگر شعلہ رخونکی دل پر غم مین رہی
ہائے رونے سے بھی دل میرا شگفتہ نہوا
بال بکھرائے ہوئے گھیرے ہین میت کو حسین
ناتوانی سے نکل بھی نہ سکے وصل کی رات
عیش اُسکو ہی خوشی اُسکو ہی لطف اُسکو ہی

کوئی جنت مین رہے بھی تو جہنم مین رہے
کھل گئے صبح کو وہ پھول جو شبنم مین رہے
جان دینے پہ بھی ہم اک نئے عالم مین رہے
ہائے گھٹ گھٹ کی سب ارمان دل پر غم مین رہے
جو ترے رنج ترے درد ترے غم مین رہے

کچھ نہ کچھ حسن سے پیدا ہو پریشانی عشق
حال ابتر جو مرا خاطر برہم مین رہے

وہ شب غم کی اداسی وہ ہجوم حسرت
آپ کیا جانیے ہم کونسے عالم مین رہے

غیر دیکھین نہ ادائین تری بیتابی کی
ظلمت ایسی تو ہماری شب ماتم مین رہے

مار ڈالا ترے وعدے نے کہ مرنے ندیا
اس دلاسے مین ہمیشہ ہم دم دم مین رہے

ہجر مین غم سے کچھ ایسی ہوئی الفت دلکو
فرقت یار سے ہم عیش مین جو غم مین رہے

غم بیجا ہے دل شکنی ہوگی تری رحمت کی
ہمسے مجرم اگر اللہ جہنم مین رہے

غزل ۲۳۹ | سال بہر غم ہو رہے خوش جو محرم مین فروغ
سال بہر خوش رہے غمگین جو محرم مین رہے | اشعار (۲۳)

غزل

غیرون کی طرح ہمسے اشارے نہین ہوتے
دشمن کی طرح دوست بھی پیارے نہین ہوتے

وہ سامنے کس وقت ہمارے نہین ہوتے
کب چشم تصور سے اشارے نہین ہوتے

اپنے جگر و دل کسے پیارے نہین ہوتے
پھر بھی تو یہ کمبخت ہمارے نہین ہوتے

دل لیکے وہ تیور ہی تمہارے نہین ہوتے
وہ ناز وہ غمزے وہ اشارے نہین ہوتے

تربت مین مری کیون ہی اندھیرا مرے غم مین
گیسو تو پریشان تمہارے نہین ہوتے

ہے سنکے بھی کیا جان نہین چاہنے والے
ہم جانسے تڑپکر تمہین پیارے نہین ہوتے

کیا کیجیے تقدیر ہی ٹیڑھی ہی ہماری
سیدھے کبھی تیور بھی تمہارے نہین ہوتے

چلیئے مری تربت پہ بھی آنکھونکو جھکائے
اب نیچی نگاہون سے اشارے نہین ہوتے

ہم وہ ہین جو دشمن ہوا اسے دوست بنالین
اک تم نہین جو تیرے ہو ہمارے نہین ہوتے

ہمسے ہو عزیز ایک نگاہ غلط انداز
ہمسے جگر و دل کہین پیارے نہین ہوتے

کرتا ہے ہمین تیغ سے ذبح وہ کم سن
پوری کبھی ارمان ہمارے نہین ہوتے

تم جنکی نگاہون مین ہا کرتے ہو ہر وقت
وہ طالب دیدار تمہارے نہین ہوتے

ملتے نہین اب تیری طرح ہمسے تری تیر
پیوست کبھی دلمین ہمارے نہین ہوتے

کاش ایک نظر دیکھ تو آنکھون کو پھر اگر
اب ذبح بھی کرنے کے اشارے نہین ہوتے

دشمن ہین مریجان مریجان کے دشمن
تم لاکھ کہو دوست ہمارے نہین ہوتے

کہتے ہین وہ گردنمین مری ڈال کے باہین
پیارا ہو دل ہم تمہین پیارے نہین ہوتے

اسکا بھی نہین پاس کہ دل ہمنے دیا ہے
احسان فراموش ہمارے نہین ہوتے

داغ جگر و دل کے بھی جلوے ہین نرالے
مہ تم یہ چمکتے ہوئے تارے نہین ہوتے

کیون ظلم ترے یون بھی اُٹھائے ہین کسی نے
میلے کبھی تیور بھی ہمارے نہین ہوتے

یان ضعف سے بد سکتی نہین غم سے آنکھین
وہ کہتے ہین جو نفی اشارے نہین ہوتے

جاگ اُٹھتا ہے ہوتے ہی سحر ایک زمانہ
بیدار نصیب آہ ہمارے نہین ہوتے

کیون اسکی نیچی نظر دل کو ٹھو کے نہین دیتی
کیون درد کو ٹھنڈی کے سہارے نہین ہوتے

غزل نمبر ۲۴	چھپتے ہین فروغ اہل سخن کے جو دلو نہین نشتر سے کم اشعار ہمارے نہین ہوتے	اشعار (۱۲)

غزل

شغل آرایش رہا ہے ستانے کیلیے
رات بھر بگڑے رہے زلفین بنانے کیلیے

ہیجبین ناصح بھی آیا ہے ستانے کیلیے
جس سے نفرت تھی وہی باتین بنانے کیلیے

بات اک رہجاتی ہے مست پڑی رہتی نہین
تم نہین آتے نہ آؤ لاش اُٹھانے کیلیے

کھو رہے ہین وہ مرا کوچہ تو دریا ہو گیا
پھر کہان جائے کوئی آنسو بہانے کیلیے

غیر نے بھی چاند سی صورت کسی کی دیکھ لی
منفعل ہو کیون کہا پردہ اُٹھانے کیلیے

کیون کرون اسے داور حشر اپنے قاتل کا گلا
کوئی حیلہ چاہیے تھا موت آنے کیلیے

سمجھے ہین شاید کہ ہے یہ بھی تقاضائے وصال
بگڑے بیٹھے ہین مرا لاشہ اُٹھانے کیلیے

دل لگی ہے غیر کے گھر آج اگر جاؤ نہ تم
لا چکا ہے زہر بھی بدبخت کھانے کیلیے

ہین حبابِ بحر بھی ناواقفِ تنگئے دھر
کچھہ تو وسعت چاہئے تھی سر اٹھانیکے لیئے

گرد غم ہی ڈھیر دلمین ایسے جو ن جایئن کہان
اپنے ہی گھر مین بہت ہی خاک اڑانیکے لیئے

اُنکے کوچہ مین جدھر دیکھو یہہ آتی ہی صدا
ہم بھی بیٹھے ہین تمھارے ناز اٹھانیکے لیئے

غیر کا ماتم سہی میری لحد پر کیا ضرور
اور کوئی جا نتھی کیا خاک اڑانیکے لیئے

ہجر مونکی شرم رکھ لی تونے اے دامانِ حشر
ورنہ اُنکے پاس کیا تھا منہ چھپانیکے لیئے

وصل کی شب میرے دلکی سب نکالین حسرتین
آپ بھی آئے تو میرا گھر لٹانیکے لیئے

غیر کا تو ذکر تھا پردہ پر آفت آ گئی
وہ کسے سمجھے کہا کس کو اٹھانیکے لیئے

غزل ۲۴۱ — اشعار (۱۲)

فرد
جان دی تھی اسے امید پر بس اے فروغ
شاید آجایئن وہ میری لاش اٹھانیکیلیئے

غزل

ہمارا دل بھی ہی کعبہ ذرا نظر مین رہے
ہتو تم اب بھی یہ سمجھو خدا کے گھر مین رہے

کہا جو مرتا ہون کہتے ہو تم ترے دشمن
رقیب بیٹھے ہین یہ بھی ذرا نظر مین رہے

تمھین یہہ ضد کہ رہے اسکے دلمین رنج فراق
مجھے یہہ وہم کوئی کیون تمھاری گھر مین رہے

اُبھار اُبھار کے سینہ کو شوق سے چلیئے
یہ ساتھ ہی کوئی بیتاب یہہ نظر مین رہے

بسا ہی دلمین رقیب اُنکے وہ مرے دلمین
یہہ اُنکے دلمین رہا اور وہ میرے گھر مین رہے

یقین ہی بعدِ فنا بھی ہو نور آنکھو نمین
کسی کی چاند سی صورت اگر نظر مین رہے

بلا سے دفن کرین کوئے غیر مین احباب
لحد تو خیر مری تیری رہگذر مین رہے

گلو نسے بلبلو نکا اختلاط تو دیکھو
چمن کی سیر مین یہہ رنگ بھی نظر مین رہے

بتو نکو تو جو برا کہہ رہا ہی اے واعظ
ارے یہی تو وہ ہین جو خدا کے گھر مین رہے

حضور غیر مین اور مجھہ مین کچھہ تو دوری ہو
رہو تمہین دلمین وہ کمبخت اگر نظر مین رہے

کسی کا قول کہ ہم دشمنی سے دیکھتے ہین
مجھے یہہ رشک عدو اور تری نظر مین رہے

غزل ۲۴۲ — **فروغ** اور نہ اُسکو گلے سے اپنے لگائیے / ارے وہ تیغ جو قاتل تری کمر مین رہے — اشعار (۱۴)

غزل

دلپر اپنے نہ جگر پہ ہے بہروسا کوئی
اس زمانہ مین نہین ہائے کسیکا کوئی

دل کوئی چیز نہین بات نہ دینے کی یہہ ہے
ہم بھی ایسے ہین کرے ہمسے تقاضا کوئی

اس لیئے روٹھتے ہین کہ کے گلے کا چھندا
نکرے تا کبھی اظہارِ تمنا کوئی

غیر در پردہ اشارونکے منہ سے یون لوٹین
کاشش پر رشک کرے ہمسے بھی پردا کوئی

جو گیا پینگے وہان خط وہ عدو بن بیٹھا
اب ماتے مین کرے کس پہ بہروسا کوئی

مین تو اس بات پہ مرتا ہون کہ رو کر وہ کہین
نرہا ہائے مرا چاہنے والا کوئی

دم نکلتا ہی مرا آپ کو سوجھی ہی ہنسی
جائیے بیٹھیے یہہ بھی ہی تماشا کوئی

عمر بہر ناز اُٹھائے تو اُٹھائے سینے
کیا پڑی تھی جو مری لاش اُٹھاتا کوئی

ہو تغافل کا برا لو وہ بگڑتے ہی نہین
کیا کرے اُنسے کسی بات کا شکوا کوئی

لاش پر میری جو آتے نہین کچھہ تو ہے سبب
شاید اسکو بھی سمجھتے ہین وہ حیلا کوئی

دیکھتا کون یہہ انداز جو مرتا نہ رقیب
بال کھولے ہوئے کیون گھر سے نکلتا کوئی

وعدہ کر لو اجی جھوٹا ہی سہی دل رکھہ لو
یہہ بھی سن لو نہین کرنیکا یہہ پورا کوئی

دلکو تھامے ہوئے منہ پھیر کے جانا کیسا
اور دیکھے کسی بیکس کا تڑپنا کوئی

غزل ۲۴۳ — **فروغ** عاشقانہ یہہ غزل خوب کہی تمنے / ہان مگر لطف تو جب تھا اسے گاتا کوئی — اشعار (۲۹)

غزل

مشتاق تھے جو دشمن مرے مرنیکی خبر کے
اندھیر کیا آپکی زلفون نے بکھر کے

دیتے ہین یہہ دھوکے کسی مشتاق نظر کے
چھپ سکتے نہین آنکھہ کبھی روزنِ در کے

کیا خوب جواب انکو دیا مینے بھی مر کے
کھلنے کو دیے شکوہ تھے لب زخم جگر کے
کیا نقش وفا بھی ہی حباب لب دریا
گردن پہ ذرا رک کے چل اے خنجر قاتل
سینے پہ تسلی کو بھی رکھے نہ کوئی ہاتھ
وہ چاند سامنہ دیکھ لیا صبح شب وصل
گھر حسرت و ارمان کیلیے خوب بنائے
اچھے پر پرواز کیے حسن سے نے پیدا
تعریف کیا کرتے ہین یون حسن کی اپنے
بیقدر بھی ہو کر نہ مرے دلکی گھٹی قدر
یون جامہ نکو خالی غم ساقی ہین کیا ہی
اُس شوخ سے نے شرما کے دوپٹہ کو سنبھالا
احباب چلین لیکے سنبھالے ہوئے لاشہ
اوٹھا ہی میرے دلسے کہان جانیکو ظالم
ڈر ڈر کے جو منہ فق ہوا جاتا ہی کسیکا
ہین چھاونی چھائے ہوئے ارمان محبت
کیون داور محشر سے قیامت مین جھکے آنکھ
اب دیکھیے کیا جی مین سمجھتا ہی وہ بدظن
جھپکتی ہی وہ شوخ آنکھ وہین پر دم فتا
بیوقت اثر جذب محبت ہوا اُن پر
ہے اور مصیبت ہی کہ ہم ایڑیان رگڑین

جو دلکو دکھاتے تھے وہ بات نہ کر کے
چھلکی سے دو باتے نہ اگر تیر نظر کے
بن بنکے بگڑ جاتا ہی مٹتا ہی ابھر کے
کچھ دیر تو زانو مرے سینہ سی نہ سر کے
دبکر کہین دیدین نہ لہو زخم جگر کے
منہ فق ہی نہین ہوش ٹھکانے ہین سحر کے
چھالون سے تپ غم کے مرے لب ہین ابھر کے
اڑنے لگین زلفین ترے شانونپہ بکھر کے
مداح رہا کرتے ہین وہ میری نظر کے
نظرون پہ چڑھا تیری مرے جی سے اتر کے
پی پی گئے ہین آنسو انکو آنکھونمین بھر کے
دریا پہ کیا قہر حبابون نے ابھر کے
دکھتا ہی دل آئے ہین ابھی زخم جگر کے
اے درد بتادے کہ ارادے ہین کدھر کے
ہین شام ہی سے وصلین سامان سحر کے
خیمے ہین سے چھائے ہین مرے قلب و جگر کے
کیون دل مرا توڑے کوئی انصاف نہ کر کے
اک قہر کیا بعد فنا دل نے ٹھہر کے
کشتے ہین جہان دفن محبت کی نظر کے
کہین غیر سے باتین مری تربت پہ ٹھہر کے
ہنس ہنس کے کہے کوئی ارادے ہین کدھر کے

ہنستی ہی نہین چاہنے والونکی نگاہین
رہتا ہی ترا حسن بھی پردہ مین نظر کے

دنیا سے نرالی تری زلفون کی ادا ہی
بنتی ہی بگڑ کے تو بگڑتی ہی سنور کے

اپنون ہی سے دنیا مین پہنچتی ہی اذیت
چبھتے ہین وہی دلمین جو ٹکڑے ہین جگر کے

یہ پیار کی نظرین بھی ہین قسمت مین انھین کی
کس چاہ سے آئینہ کو دیکھا ہی سنور کے

دشمن بھی ہو مہمان تو یون کرتے ہین خاطر
کانٹو نکو لیا پاؤنکے چھالون نے ابھر کے

غزل ۲۴۴	چٹکی سے جو ملتا ہی فروغ آہ کلیجہ پھر کون ہی یہ دلمین نہان دردِ جگر کے	اشعار (۱۶)

غزل

دلمین خیال بنکے تم اے مہربان رہے
رہکر ہمارے گھر مین ہمین سے نہان رہے

وہ بدگمان ہین اس لیئے دلمین نہان رہے
تا اُن پہ میرا راز محبت عیان رہے

جب پوچھتا ہون اُنسے کہ شب کو کہان رہے
لگتی ہی جبھی آنکھ کہین مہمان رہے

دل نے جگہ اسی لیئے سینہ مین پائی ہی
گھر ہی کسی کا سب کی نظر سے نہان رہے

اللہ ری شوخیان کہ تصور کے پردہ مین
آنکھو نمین بھی رہکر تو نظر سے نہان رہے

مجکو سزا مین آپ دین اور ہم دعائین دین
ہاتھ آپکے رہین نہ ہماری زبان رہے

لکھی ہی اُنکے دلکی کدورت فزا انہین
اتنا حجاب بھی نہ اگر درمیان رہے

شوخی و شرم پر تری عاشق ہی دل مرا
ظاہر ہو کوئی داغ تو کوئی نہان رہے

آنکھین جھکی ہوئی ہین پسینہ جبین پہ ہی
آتے کہان سے ہین کوئی پوچھے کہان رہے

ظاہر ہوا نہ فرق فراق و وصال مین
دلمین ہے نگاہ سے لیکن نہان رہے

دلمین جو ہی ہجوم غم و حسرت و الم
جھنجلا کے کہتے ہین کوئی آخر کہان رہے

کرتے ہین جان توڑ کے نالے جو ہجر مین
ضد ہی یا ہمین ہین یا آسمان رہے

منزل پہ سب پہنچ گئے مثلِ بوے رنگ
ہم صورتِ غبار پسِ کاروان رہے

دی دی روانی اپنی اسے میری عمر نے ہمراہ اُنکی یاد کے دلمین ہی غصہ غصہ	قاتل نہ کس طرح ترا خنجر روان رہے کمبخت یہ بھی ساتھ رہا وہ جہان رہے

غزل ۲۴۵	کیون آہ ہو بلند نہ ابرو کے عشق مین کیونکر تیر مین **فروغ** نہ زورِ کمان رہے	اشعار (۱۳)

غزل

نبکر نگاہ آنکھ مین تم میری جان رہے
ارمان ہو کے قلب حزین مین نہان رہے

سوزش بھی درد بھی مرے دلمین نہان رہے
آخر تمہاری شرم کا کچھ تو نشان رہے

فصل خزان مین شعلۂ گل بجھ کے رہگیا
پھر کیون نہ بیچراغ مرا آشیان رہے

سودا ہی سر مین دلمین ہین ارمان جگر مین داغ
اُٹھتا ہی عشق درد یہ آخر کہان رہے

ہو لطف بھی تو اتنا ہی جتنا کہ اُٹھ سکے
نازک ہی دل خیال ذرا میری جان رہے

محشر کا بند و بست بھی کرنا ضرور ہے
کل کیا کرو گے آج جو ایسے نہان رہے

کیا خوب بات بھی رہی احسان بھی ہوا
لگ آنکھ مین نہان کبھی دلمین نہان رہے

احباب میری لاش کو آہستہ لے چلین
کچھ ناتوانیو نکا بھی باقی نشان رہے

تاثیر کی یہ کی مرے غم نے پس فنا
گو وہ ہنسا کئے مگر آنسو روان رہے

قربان میری آنکھین ہین صدقے ہو میرا دل
دو چار پہر دو دن ہی مین ہم جان رہے

کچھ سلسلہ رہا تو امیدین بھی ہین سبھی
اچھا وہ مہربان نہین نامہربان رہے

غزل ۲۴۶	یون ہی ظہور فیض امام زمان **فروغ** بدلی سے نور مہر کا جیسے عیان رہے	اشعار (۱۷)

غزل

جو میرے دلمین تو ہی روز انتظار آئے
تو میری جان مین جان آئی خیال یار آئے

یہہ بدگمانیان ابتک ہین مرنیوالے سے
نقاب چہرہ پہ ڈالے سر مزار آئے

قفس مین کھینچکے لائے گلونکو جذبۂ دل
فزا تو ہی کہین صیاد اگر بہار آئے

یہہ پیاری پیاری ادائین یہہ بھولی بولی شکل
تمہین کہو کہ نکیونکر کسی کو پیار آئے

یہہ فرق ہے دل مضطر مین اور بجلی مین
اُسے قرار نہ آئے اسے قرار آئے

مری طرح سے ترے جھوٹے وعدونکا نام
فزا تو ہی نہ عدو کو بھی اعتبار آئے

کچھہ اور تھا نہ گھڑی بھر کے آنیسے مطلب
غرض یہہ تھی کہ نہ برسون اسے قرار آئے

یہہ جھوٹے وعدے اور اُسپر ضدین خدا کی شان
خفا بھی ہون جو کسیکو نہ اعتبار آئے

ہوئی نہ خاک بھی تسکین اُسکے کوچہ مین
کہ بیقرار گئے اور بیقرار آئے

مثال غنچۂ پیکان ہمارا دل بھی ہے
غرض ہی کیا ہے خزان آئے یا بہار آئے

نظر حضور کی بیچین دل مرا بیتاب
اُسے قرار نہو اور اسے قرار آئے

وہ میرے سر کی قسم کھاتے ہین دم وعدہ
کوئی کہے مجھے پہر خاک اعتبار آئے

خدا کیواسطے اے بیکسی بتا دینا
جو ڈھونڈھتا ہوا کوئی مرا مزار آئے

ہنسی کا بھی دم اقرار کوئی موقع ہے
خدا کیواسطے پہر کس کو اعتبار آئے

جو تجہہ سے عشق کرے اُس سے عشق ہو مجکو
جو تجکو پیار کرے اُس پہ مجکو پیار آئے

غزل ۲۴۷	گیا ہی ساتھ جو اُسکے تو کاش یہہ ہو فروغ نہ آئے ہوش بھی جب تک نہ وہ نگار آئے	اشعار (۱۴)

غزل

شراب پیکے شب وصل گر وہ یار آئے
تو ساتھ نیند کو لیتا ہوا خمار آئے

کہان تلک یہہ تغافل یہہ ناز اے جنت
ارے قریب جہنم گناہگار آئے

سے چلے ہین میرے جنازیکے ساتھ ٹھنکر
کہ پہر مرے کوئی مجہپر کسیکو پیار آئے

ستم ہے آنکھ چرانے لگین سبھی مجہہ سے
غضب ہے ہوش نہ آئے مجھے جو یار آئے

تمہارا آنکھو نمین ہر اور بکھری ہین زلفین
یہ کسکے بگڑے مقدر کو تم سنوار آئے

کچھ ایسے شوخیان ہون مضطر ہمین ابدل
کوئی گلے سے لگا لے کسیکو پیار آئے

تم اور لاش اٹھاؤ کسیکی خوب کہی
مجھے نہین ہے تو دشمن کو اعتبار آئے

حضور حضرت موسی تو ہوگئے بیہوش
جو حکم ہو تو کوئی اور امیدوار آئے

وہ بدگمان ہین تو پھر التجائے موت عبث
جو مر بھی جاؤن تو انکو نہ اعتبار آئے

خدا ہی دے کوئی مٹی عدو کی میت کو
کہین تو کام کسی دل کا بھی غبار آئے

ہین نازکی کے اشارے کسی سے محفلمین
کلیجہ تھام تو جب کوئی بیقرار آئے

خدا کے خوف سے سب اہل حشر لرزان ہین
وہ کھڑے رہے ہین کہ تو میرے بیقرار آئے

ادا ہی جو وہ نرالی ہی اک زمانے سے
مجھی پہ تیغ اٹھاؤ مجھی کو پیار آئے

غزل ۲۴۸	وہ باہین ڈال کے بوسے مرے گلیمین فروغ کہ مجکو پیار کرے تو نہ مجکو پیار آئے	اشعار (۱۶)

غزل

ترچھی نگاہ ہوسے تری ظاہر ہے صاف ہی
ہمپر جفا نہین کرنے سے بھی انحراف ہی

جب جلتے ہین دلمین کسیکی لیا ہی غیر
سینے سے پھر کسیکو لگانا خلاف ہی

ظالم وفا نہین تو جفا سے نہ در گذر
کافر یہ بھی ستم کے تغافل خلاف ہی

مٹی وہ دیکے بعد فنا میری لاش کو
کہتے ہین منہ سے اب مرا دل انسے صاف ہی

یون آئینگے بھی وہ تو خفا ہوتے آئینگے
اے جذب دل یہ پاس ادب کے خلاف ہی

کیا داغ عشق مٹ گئے اتنا تو پوچھ لو
تمسے رقیب کہتا ہی دل میرا صاف ہی

ظالم خدا کو مان ستم سے نہ ہاتھ اٹھا
یہ بات اعتبار وفا کے خلاف ہی

تیر نگاہ آتے ہین دل میں چھپنے نہ پائے
اے ضعف یہ بھی پاس ادب کے خلاف ہی

آتی نہین نظر مجھے اے غیر انکی شکل
دل تیرا خاک صورت آئینہ صاف ہی

جب مین یہ کہہ چکا کہ مری زندگی ہو تم
دیتا ہی اپنے دلمین جگہ سب کو وقت دید
سننا پڑیگا پھر تمھین جو کچھ کہین گے یہ
جب بدگمانیان ہین سبکی بڑھی ہوئی
جاتا ہی مر کے غیر ترے گھر سے سوئے قبر
وہ بھی ہی دوست دوست کا جو اپنے دوست ہو

مرتا ہون تمپہ پھر تو یہ کہنا خلاف ہی
گرد ملال سے دل آئینہ صاف ہی
دیوانہ عاشقون کو بنانا خلاف ہی
پھر التجائے موت بھی کرنا خلاف ہی
ظاہر ہی صاف تجھسے اسے انحراف ہی
دشمن رقیب کو بھی سمجھنا خلاف ہی

غزل ۲۴۵ — مرجاؤنگا تو لاش مری کیا اُٹھا ئینگے / یہ ذکر بھی فروغ جب اُنکے خلاف ہی — اشعار (۱۶)

غزل

سمجھے نہ کوئی عشق سے کچھ انحراف ہی
طعنے یہ ہین کہ میری جفا مین نہ اُٹھ سکین
وہ تو ہین میرے دلمین ہین پھرتا ہو اُنکی گرد
جاؤن کہان مین چھوڑ کے اُنکو شب وصال
رخ سوئے کعبہ غیر کی میت کا ہی بتو
جب اپنی جان جانتے ہین وہ رقیب کو
صبح شب وصال بھی آنکھین نہ کھلنے پائین
مٹی بھی ملنے کی نہین امید بعد مرگ
دیکھین کہین وہ مجمع محشر خدا کرے
اے ضعف رحم دلمین خیال اُنکا آگیا
پرکار کی طرح نہ پھرون کیونکر لگے گرد
جب آپ جانتے ہین اُسے اپنی زندگی

پھر دعا بھی ہاتھ اُٹھانا خلاف ہی
مرنا بھی میرا ہائے کسی کے خلاف ہی
اچھا یہ اعتکاف ہی اچھا طواف ہی
اے بیخودی یہ پاس ادب کے خلاف ہی
کھتے نہ تھے کہ بت سے اسے انحراف ہی
پھر اُنکو اپنی جان سمجھنا خلاف ہی
یہ بات اُنکہین گے تمھارے خلاف ہی
قسمت یہ میری غیر سے دل اُنکا صاف ہی
نیچی نگاہ ہین اُٹھتے ہی میدان صاف ہی
اُٹھنے دے درد کو کہ ادب کے خلاف ہی
کعبہ ہی مرا ہی میرا طواف ہی
پھر بدعا عدو کو بھی دینا خلاف ہی

تیرا تو دل وہ ہے جو مکدر ہے مجھسے یار
پھر کونسا وہ دل ہے جو غیروں سے صاف ہے

زاہد کہیں حلال ہے شے اور کہیں حرام
اس تیرے مسئلہ میں عجب اختلاف ہے

آئینہ سے خفا نہیں ہوتے ہو وقت زیب
سینہ سے میرے تمکو نگاہ اختلاف ہے

غزل نمبر ۲۵

کچھ اسے فروغ وصل کا اندیشہ ہے خیال
دیوانوں کا پھر خاک اڑانا خلاف ہے

اشعار (۳۳)

غزل

اسکے ید قدرت مین مرض بھی ہے شفا بھی
دیتا ہے وہی درد بھی کرتا ہے دوا بھی

عاشق پہ چلے وصل کی شب تیر ادا بھی
پہنچی ہے پیچھے اٹھی نگہ ہوش ربا بھی

تاثیر نہی کرتی ہے فرقت مین دعا بھی
ہو جاتی ہے شکوہ بھی شکایت بھی گلا بھی

ہے درد محبت کی کھٹک روح کا کھینچنا
کرنے لگی ناز آپکے عاشق سے قضا بھی

پوشیدہ ہے اے پردہ نشین بے اثر مین
یون نکلی ہے دلسے ترے ملنے کی دعا بھی

وہ تیغ اٹھائین کہ دوپٹہ کو سنبھالین
ہے شوق جفا بھی مگر آتی ہے حیا بھی

مین زار پھر اس کوچہ مین پہنچون بھی تو کیونکر
ڈر کر نہین چلتی کبھی اس رخ کی ہوا بھی

کترا کے فلک ڈر کے مہ و مہر ہین چلتے
دبکر ترے کوچہ سے نکلتی ہے ہوا بھی

سینہ سے دم صبح انھین بھینچے لگایا
رخصت ہوئی تاثیر سے مل ملکے دعا بھی

بیچین بھی ہون چین بھی ہے اسکے نہین سے
آزار محبت کا مرض بھی ہے دوا بھی

ظالم تری ان نیچی نگاہون مین ہے سب کچھ
شوخی بھی تغافل بھی متانت بھی حیا بھی

مانا کہ حضور آپ مسیحائے زمان ہین
آتی ہے مگر درد محبت کی دوا بھی

پہنچا وہ جگر تک مرے تا عرش وہ پہنچے
نکلی تھی ترے تیر کے ہمراہ دعا بھی

جھنجھلا کے وہ بت ناز وفا پر مرے بولا
ناراض انھین باتون سے ہوتا ہے خدا بھی

آمادہ تو ہو جاؤ مجھے دینے کو تعذیر
پھر کوئی نہ کوئی نکل آئے گی خطا بھی

اُٹھی مری گردن پہ چھری پھیر رہے ہیں
کم سن جو ابھی ہین نہین آتی ہے جفا بھی

شوخی نے تری شرم نزاکت کی تو رکھ لی
ہاتھون سے ٹھہرنے نہ دیا رنگِ حنا بھی

پایا جو اسے وصل کی حسرت سے ہم آغوش
محجوب ہوئی لیکے مری جان قضا بھی

ڈر کشمکشِ ناز سے ہوتا ہے یہ مجھکو
گھبرا کے نکل جائے نہ آنکھوں سے حیا بھی

تر خون ہین نکلا ہے ترا تیر بھی دل سے
ڈوبی ہوئی تاثیر مین نکلی ہے دعا بھی

رہ سکتی ہے کسطرح اُن آنکھون مین مروت
جن آنکھون سے شوخی بھی ٹپکتی ہے حیا بھی

پنہان ہے ہر اک ظلم مین بھی اُنکی نزاکت
یون توڑتے ہین دل نہین آتی ہے صدا بھی

غزل ۲۵۱	کوچے سے فروغ آپکے دم بھر نہین ٹلتا ہر وقت یہین رہتا ہے یہ مردِ خدا بھی	اشعار (۲۱)

غزل

لطف یہ بھی نہین میرے دلِ مضطر کیلیے
چین آئینہ تو کر لیتا ہے دم بھر کیلیے

حاجتِ قبر ہی کیا ہے تنِ لاغر کے لیے
سب یہ فکرین ہین عبث تیرے قلندر کیلیے

کبھی کھینچنا کبھی ملنا ہر ادا قاتل ہے
تمنے چن چن کے سب انداز ہین خنجر کیلیے

کام آئے دلِ پُر داغ ہمارا شاید
ہوتی ہے پھولونکی حاجت کسی بستر کیلیے

قسمین جھوٹی کوئی کھاتا نہ پھرا سے وعدہ وصل
یہ شرف تیری بدولت ہے مرے سر کیلیے

جب یہ کہتا ہون کسی بات پر انصاف کرو
ہنسکے کہتے ہین اچھے رہنے دو محشر کیلیے

اُس سے بہتر ہے ترا آئینہ نقشِ قدم
بوسے زاہد نے عبث کعبہ مین پتھر کیلیے

اشک سوزان جو گرے ہین شبِ غم آنکھون سے
وہی انگارے بنے ہین مرے بستر کیلیے

پھر چلے خاک اسیرونکے گلے پر قاتل
واہ صیاد ہے جو بھرے خنجر کیلیے

ایسی باتو نکا اس ابرو مین ہو قبح کیا
پھر انصاف اُٹھا رکھو نہ محشر کیلیے

ظلم ہین کیون گردشِ قسمت کا نہ کچھ ملال
کہ بھٹکتا تو ہے مسلہ رکھو سر کیلیے

ہاتھ رکھو نہ ہمارے دلِ بیتاب پہ تم
فائدہ کیا ہی جو ٹھہرا بھی گھڑی بھر کیلئے

شوخیاں دیتی ہیں بیتابیوں کو بھی دھوکا
یہ ادا رہنے دو میرے دلِ مضطر کیلئے

روکنے والا ہی پھر کون چلے جائیگا
نزع میں ہو نہیں ٹھہر جائیے دم بھر کیلئے

فاتحہ قبر پہ غیروں کی پڑھو رکھکے نہ ہاتھ
احتیاج اسکی ہی میرے دلِ مضطر کیلئے

تیرے دھوکے میں کیا موسیٰ نے اے نقش بہ پتھر
روح بیچین ہی اب زانوے دلبر کیلئے

خوب تارِ نظرِ دیدۂ بسمل کام آئے
جو ہر اچھے یہ بنے ہیں ترے خنجر کیلئے

سربلندوں کو ہی کب زینتِ دنیا سے غرض
حاجتِ سرمہ نہیں دیدۂ اختر کیلئے

بگڑے بیٹھے ہیں بل ابرو پہ ہی ترچھی ہی نظر
آفتیں سب ہیں یہ میرے دلِ مضطر کیلئے

گر بہ شین تو نے کن آنکھوں کی اڑائیں بچرخ
کہ ٹھہرتا نہیں کمبخت گھڑی بھر کیلئے

غزل ۲۵۲	لکھ اُٹھا دیکھ کے تاریکیٔ مرقد کو فروغ جان دیتے تھے سب اللہ اسی گھر کیلئے	اشعار (۱۷)

غزل

اہلِ جنون مرتے ہیں یہ دامنِ محشر کیلئے
پاؤں پھیلائے ہیں دیوانوں نے چادر کیلئے

زانوے یار پہ رہتا تھا کبھی جو اسے موت
ٹھوکریں راہرووں کی اب اُسی سر کیلئے

خوب پہلو ہی یہ سینے سے لگا لینے کا
کاش آئینہ ہی بنتا میں گھڑی بھر کیلئے

ایکبار اور مجھے ترچھی نظر سے دیکھو
ہی کلیجہ مرا بیچین اُسی نشتر کیلئے

آفتیں سارے زمانے کی ہوئی ہیں پیدا
میری قسمت کیلئے میرے مقدر کیلئے

بدگمان غیر قیامت کا ہی تجھ سے ظالم
نہیں ٹلتا جو ترے پاس سے دم بھر کیلئے

دلِ اغیار کہاں اور ہیں کمبخت کہاں
جستجو اتنی نہ کرنی تھی ترے گھر کیلئے

شیخ کو دیکھ کہ پڑھ دیں دعا کے ساقی
دیر سے ہاتھ کو پھیلائے ہی ساغر کیلئے

رحم کر اے تپشِ مہرِ قیامت ہم پر
ارے سے جلنے کو نہیں آئے ہیں دم بھر کیلئے

مجھ سے بدبخت کا خون آپکے خنجر پہ جما
خوب کاجل یہ بنا دیدۂ جوہر کیلئے

فاتحہ کو بھی تربت پہ بھی رکھتے نہیں ہاتھ
کہ نہو پہلوئے تسکین دلِ مضطر کیلئے

ہوئی دنیا میں مگر خلق کی رکاوٹ ظالم
یا ترے دل کے لئے یا ترے خنجر کیلئے

ہے تلوّن پہ ترے خوب بھروسا مجھکو
لطف اگر غیر پہ ہوگا بھی تو دم بھر کیلئے

آپکا قول سے پھرنا بھی ہے وجہ تسکین
کہ یہ گردش تو نہیں میرے مقدر کیلئے

کاش تیغِ ادب آموز ستمگر کام آئے
فخر ہے قدموں پہ گرنا تو مرے سر کیلئے

مجھکو ڈر ہے کہیں خود تمکو نہ صدمہ پہنچے
تیر نظریں ہیں تو پھر یاں دلِ مضطر کیلئے

غزل ۲۵۳

یا علی جلد بس اب کیجئے امداد فروغ
واسطے حضرتِ شبیرؑ کے شبرؑ کے لئے

اشعار (۱۲)

غزل

جب یہاں آبلوں میں دل کے تپک ہوتی ہے
اثرِ غم سے وہاں ہین دھمک ہوتی ہے

قیس کی ایک نظر پڑ گئی تھی محمل پر
غضب ان پردہ نشینوں کی جھلک ہوتی ہے

نکلا جاتا ہے دم اُف اُف ترا اے بیتابی
درد میں دل کے تڑپنے سے چمک ہوتی ہے

اُس نگاہِ غلط انداز کو مدت گذری
آجتک جسکے کلیجہ میں کھٹک ہوتی ہے

چاہنے والوں کے سایہ سے بھی رہتے ہیں الگ
کس قیامت کی حسینوں میں جھجک ہوتی ہے

نالے کرتی ہے سنکنے سے ہوا کے بلبل
موسمِ گل میں ہے اور سنک ہوتی ہے

تیرے آنچل کا فلک نے بھی اُڑایا انداز
آسمان پر بھی نمودار دھنک ہوتی ہے

یہ محبت کا اثر ہو کہ نزاکت کا سبب
یاں تڑپتا ہوں وہاں ان میں ہمک ہوتی ہے

سب سے کہتی ہے اشاروں میں یہ بیتابیِ دل
قہر کی تیرِ محبت میں کھٹک ہوتی ہے

یاد آجاتی ہے آوازِ شکستِ دل کی
کب گوارا مجھے کلیوں کی چٹک ہوتی ہے

کام اک تیرِ نظر نے کیا ان دو مونہوں کا
کہ خلش دل میں کلیجہ میں کھٹک ہوتی ہے

غزل ۲۵۴	دل شگفتہ ہو تو پھر لطفِ سخن بھی ہو فروغ جسطرح پھول کے کھلنے سے مہک ہوتی ہے	اشعار (۱۸)

غزل

اے فلک اور بھی ارمان ہین نکلنے والے
رحم کر وصل مین او رنگ بدلنے والے

محفلِ عیش سے کب غیر تھے ٹلنے والے
تم سلامت رہو تیوری کے بدلنے والے

دیکھ دیا ہاتھ جو تمنے جگر و دل ٹھہرے
یون سنبھالو تو سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

ہوا میلا ابھی اُجلا سا جو پہنا تھا کفن
خاک مین مل گئے پوشاک بدلنے والے

ہائے بے موت اس انداز ادا نے مارا
یون چھری پھیرین نہ منہ پھیر کے چلنے والے

شمع کی گرمیِ بازار ہی پروانو نسے
حسنِ معشوق بڑھا دیتے ہین جلنے والے

نزع کیوقت وہ آنیکو ہین اے موت ٹھہر
دم کے ہمراہ کچھ ارمان ہین نکلنے والے

آپ کیا ہاتھ ہی رکھین گے تو دل ٹھہریگا
بے سنبھالے بھی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

خوب بیتابیِ دل ہجر مین کام آتی ہی
کروٹین یون بھی بدلتے ہین بدلنے والے

کب ہمارے چمنِ دل مین بہار آئے گی
ابر کیطرح سے او جھوم کے چلنے والے

کوئی بیتاب بھی ہی دفن ذرا دھیان رہے
سنبھلو گورِ غریبان پہ ٹہلنے والے

شکوۂ غیر پہ وہ ہنس کے یہ بولے مجھ سے
بے جلائے بھی جلا کرتے ہین جلنے والے

پھر خدنگِ نگہِ ناز لگے تڑپانے
آ گئے چٹکیو نسے دل مرا ملنے والے

جان دے ایک زمانہ بھی تو کیا ہوتا ہی
حشر تک وہ نہین پردے سے نکلنے والے

ہو کے بیتاب لگا لے نہ کوئی سینہ سے
اسطرح تنکے کہین جلتے ہین جلنے والے

کاش اسطرح سے پہنچین بھی درِ دولت تک
کروٹین آپکی فرقت مین بدلنے والے

آتشِ عشق کی تاثیر بھی اُلٹی دیکھی
سرد ہو جاتے ہین اس آگ مین جلنے والے

میرے مرنے کی خبر سن کے کہا ظالم نے
مجھ پہ یہ آپکے فقرے نہین چلنے والے

مرقدِ غیر سے کچھ دور نہین قبر مری
دو قدم اور بھی بڑھ آئین ٹہلنے والے

خیر بہتر یہی نفرت ہی اگر مجھ سے تو ہو
پھیر دین دل مرا منہ پھیر کے چلنے والے

پھر وہی درد وہی ظالم وہی بیتابی ہی
تجھپہ قربان کلیجہ مرا ملنے والے

دل بیتاب کی بھی میرے خبر لیتا جا
او دوپٹہ کو سنبھالے ہوئے چلنے والے

اس تغیر کو نزاکت بھی گوارا تو کرے
رنگ بدلین تو بہت رنگ بدلنے والے

غزل ۲۵۵	وصف اک برقِ تجلی کا جو لکھتا ہون فروغ نور کے سانچے مین اشعار ہین ڈھلنے والے	اشعار (۲۴)

غزل

اے دوست تری یاد مرے دل مین نہین ہی
اچھی ہی یہ لیلی بھی کہ محمل مین نہین ہی

جینے کی اب سے موت ہوس دل مین نہین ہے
کیا کیجیے خنجر کفِ قاتل مین نہین ہی

اک قطرۂ خون اور زمانہ کی امیدین
سب کچھ ہی مگر کچھ بھی مرے دل مین نہین ہی

روکے نگہِ شوق کو مجنون کی جو لیلی
جان اتنی ترے پردۂ محمل مین نہین ہی

اے غیرِ تمنائے وفا تجھکو مبارک
سب کچھ ہی یہ عادت مرے قاتل مین نہین ہی

کیون تمنے مرے سامنے دشمن کا لیا نام
آتا ہی زبان پر کہین جو دل مین نہین ہی

یہ کون مرا شانہ ہلاتا ہی لحد مین
آرام مگر پہلی ہی منزل مین نہین ہی

خنجر نے پھر انداز اڑایا ہی یہ کس کا
مرنے کی تو عادت رخِ قاتل مین نہین ہی

لیلی کی ردا قیس کا ڈھلنکے تنِ عریان
ہمت کچھ اگر پردۂ محمل مین نہین ہی

کھینچکر وہی چلنا ہی تو چل کر وہی رکنا
خنجر مین ہی کیا جو مرے قاتل مین نہین ہی

حد آپکی فرقت مین ہوئی کثرتِ غم کی
افسوس خوشی کی بھی جگہ دل مین نہین ہی

تیری نظر شوق کے ٹک رہنے کو ای شوق
روزن بھی کوئی پردۂ محمل مین نہین ہی

رکھے گی نزاکت ہمین محروم ستم بھی
تو طاقتِ بیداد ہی قاتل مین نہین ہی

پاتی ہی سزا شمع پتنگون کو جلا کر
استاد کب اب اونسی محفل مین نہین ہی

کسوقت بہار آئی ہی صیاد چمن مین
جب طاقت پرواز عنادل مین نہین ہی

مرنے کی بھی خود اپنے مین کرتا ہون تمنا
اب کونسی حسرت ہی جو اس دل مین نہین ہی

کون آرزوے مرگ رقیبون کی نکالے
اتنی بھی تو ہمت سرِ قاتل مین نہین ہی

اے عشق نہ وامق ہی نہ فرہاد نہ مجنون
اگلی سی وہ رونق تری محفل مین نہین ہی

دم توڑنا مشکل ہی کچھہ آسان نہین ظالم
اتنی بھی تو قوت ترے بسمل مین نہین ہی

گردونکی خبر لینگی مرے خونکی چھینٹین
گنجائش اگر دامنِ قاتل مین نہین ہی

دے کون دعا ہچکین موجین تو بلائین
افسوس یہہ قوت لبِ ساحل مین نہین ہی

تھی روح کے جلوے سے فقط جسم کی رونق
کچھہ بھی نہین اک شمع جو محفل مین نہین ہی

وعدہ ترا کچھہ اور ارادہ ترا کچھہ اور
جو تیری زبان پر ہی ترے دل مین نہین ہی

لیلا کی یہہ بدلی ہوئی چتون کا ہی پرتو
اے قیس شکن پردۂ محمل مین نہین ہی

کاٹیگا مصیبت مری پھر کون الٰہی
اتنا بھی تو دم خنجر قاتل مین نہین ہی

غزل ۲۵۶	دنیا ہو فروغ اور یہہ درد غم الفت کیا کچھ مرے ارمان بھرے دل مین نہین ہی	اشعار (۱۶)

غزل

نہ روکے دل مرا کیون حالت جگر کیلیے
کسیکا تیر بھی آتا نہین خبر کے لیے

غضب کیا مرے دود جگر نے ہجر کی شب
نقاب ہوگیا ظالم رخ سحر کے لیے

اسی سے انکو مرا چارہ مین بکتا ہون
کبھی جو گھر مرے آئین تو رات بھر کے لیے

چڑھے ہوئے ہین نگاہون پہ یہہ حسینون کی
یہہ فخر کم ہی ہمارے دل و جگر کے لیے

ملی جو آنکھہ تو اک شکل وصل کی نکلی
مری نگاہ نے بوسے تری نظر کے لیے

جو مشکلین تھین محبت کی سب ہوئین آسان
سمجھہ چکے یہہ مصیبت ہی رات بھر کے لیے

سمجھے تو ذبح کئے ڈالتی ہی اسکی پلک / نہین ہی تیغ کی حاجت تری کمر کے لیئے

عجب اثر ہین زخود رفتگیٔ الفت کے / کہ پھر رہا ہون مین خود اپنی ہی خبر کے لیئے

نہ پائے گا مجھے بھی شب وصال کیساتھ / ذرا سمجھ کے دعا کیجئے سحر کے لیئے

ہوا بھی کوچہ سے اُنکے گذر نہین سکتی / یہ بندوبست مری آہ بے اثر کے لیئے

رکھا جو ہاتھ پئے امتحان بیتابی / وہی سکون کا سبب ہو گیا جگر کے لیئے

دلِ عدو کی کدورت نگہ مین کیون رکھیئے / غُبار خوب نہین دامنِ نظر کے لیئے

نہین نہ صبح کو وعدہ کسی سے ہوا رشک / شبِ وصال وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

ہی تجھ سے بڑھ کے تمنا تری عزیز مجھے / کہ ساتھ دینے کو راضی ہین عمر بھر کے لیئے

نہ کسطرح سے بڑھین بدگمانیان میری / ہوئی ضرورت رہبر بھی نامہ بر کے لیئے

غزل ۲۵۵

شبِ وصال ہمارے وہ مہمان ہین فروغ / کہ ہم زمانہ مین مہمان ہین رات بھر کے لیئے

اشعار (۱۴)

غزل

کیا ہی عہد عبادت جو عمر بھر کے لیئے / تو کاش موت کو بھیجو مری خبر کے لیئے

عبث ہی میرے دلِ بیقرار پر الزام / قرار اب نہین ہی تری نظر کے لیئے

شبِ وصال ہی میری شبِ فراق عدو / مجھے ہی رشک وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

مزا ستم کا جبھی ہی کہ لطف بھی کچھ اُٹھے / ہمین سے عہد ہو کاش اسکا عمر بھر کے لیئے

نہین نکلتی ہین منہ سے جو اضطراب مین صاف / دعا ہین خود مری بیتاب ہین اثر کے لیئے

بری کثافت دُنیا سے ہی لطافت حسن / نہین نقاب کی حاجت تری نظر کے لیئے

شبِ وصال چھپائیگی منہ کسیکی حیا / تڑپ رہا ہی کوئی دامن سحر کے لیئے

ہی بعد میری شبِ غم کے روز وصلِ عدو / دعا بھی کر نہین سکتا ہین اب سحر کے لیئے

تمہارا لطف ستم کے مزے دکھاتا ہی / غضب مین ڈال گئے آکے رات بھر کے لیئے

وہ سب تو چھین لیا اُنکی شوخ آنکھوں نے
عبث دعا ہو مرے منہ سے بار اثر کے لیے

مین کیا کرون نہ کرون التجائے موت اگر
کہ روٹھنا ہی حسینوں نے عمر بھر کے لیے

چھپا کے منہ کو دم ذبح وہ آئے ہین
یہ اہتمام ہین حسرت بھری نظر کے لیے

کسی کے رشک کا پہلو نیا نکالا ہے
شب فراق مین نہ جیتا ہون سحر کے لیے

فروغ اپنی طبیعت سے خود ہے رشک مجھے
کہ چاہیے تھی یہ شوخی کسی نظر کے لیے

غزل ۲۵۸ — اشعار (۱۴)

غزل

دلکو سینہ مین مرے اے یار رہنے دیجیے
میرے پہلو مین مرا غمخوار رہنے دیجیے

قبر مین تو چین سے اے یار رہنے دیجیے
آپ اپنی شوخئ رفتار رہنے دیجیے

مجھ مین اُنمین فرق کچھ اے یار رہنے دیجیے
غیر ہی پر آپ اپنا پیار رہنے دیجیے

اک ذرا پھر یہ غصہ کی ادائین دیکھ لون
آپ دم بھر حلق پر تلوار رہنے دیجیے

آپ بھی تو دشمنِ جان ہین سنا ہے سنتا ہون مین
پھر مجھے بھی جان سے بیزار رہنے دیجیے

ہے مزا تسکین مین دیکھون کہ بیتابی مین تھا
اک ذرا سینہ پہ ہاتھ اے یار رہنے دیجیے

آپ مجھ سے پوچھتے ہین ماجرائے دل مرا
ذکر ان باتون کا ہی بیکار رہنے دیجیے

کام اپنا آپ کر لے گی ہماری چشم شوق
آپ اپنا وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

کیا مرے دل پر بنی کیونکر شب فرقت کٹی
کچھ نہ مجھ سے پوچھیے اے یار رہنے دیجیے

خیر مین بھی چاہتا ہون اک جہان کو رشک ہو
حشر ہی پر وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

لاش تو کیا آپ سے نازک سے اُٹھیگی نہ لحد
بیٹھیے بھی بیٹھیے اے یار رہنے دیجیے

شوق سے پہلو مین میرے وصل کی شب سوئیے
میرے بخت خفتہ کو بیدار رہنے دیجیے

خود مرا تیر نگاہ شوق کر لے گا جگہ
آپ اپنا روزن دیوار رہنے دیجیے

اقتضائے پاس شرم یار ہی کہیے فروغ

غزل ۲۵۹	دل ہی دلمین حسرت دیدار رہنے دیجئے	اشعار (۱۵)

غزل

ملتا ہی مزا جو خلش تیر نظر سے
پوچھے کوئی لطف اسکا مرے قلب و جگر سے

منہ آئینہ سے ہنسکے چھپاتے ہین وہ مہ زیب
اللہ رے حجاب آتی ہی شرم اپنی نظر سے

ڈرتا ہون کہین ہو نہ کچھ امید عدو کو
نیچے کئے آنکھونکو نہ جاؤ مرے گھر سے

ڈرتا ہون نہین جاتے ہین وہ گذری شب وصلت
یہ صبح نہین کم ہی قیامت کی سحر سے

ممکن ہی نہ ہین وہ مری آنکھونکی بلا ہین
دیکھین اگر آئینہ کو وہ سیر کی نظر سے

اک تم ہی نہین ہو کہ جو باہر نہین آتے
اک آئینہ بھی ہی جو نکلتا نہین گھر سے

اے رشک کہین غیر کے وعدہ کیا نہ دن ہو
کچھ آج بھرا آتا ہی دل میرا سحر سے

ملتا ہی عجب لطف دم دید نگہ کو
اب رشک مجھے آئینگا اپنی نظر سے

کیون آنا ہو گئے سوراخ مرے قلب و جگر مین
کیون لڑگئین آنکھین مری اُس وزن دِن ور سے

کیا غیر کی چوری ہی پھر رشک آتا ہی مجھکو
دیکھو نہ مجھے بزم مین دزدیدہ نظر سے

بل برو و شیر بھی ہی نگاہین بھی بیری ہین
اسطرح تو جاتے نہین دشمن کی بھی گھر سے

کام آتے ہین کیا گریے محشر مین گنہ بھی
سب ملتے ہین آنکھونکو مرے دامن تر سے

غم اسکا ہی آنکھونکی طرح دل نہ بھرا ہو
وہ کاش مجھے دیکھتے غصہ کی نظر سے

کیون رشک اُنھین پر تو کہین جان نہ دی ہو
آج آتی ہی ماتم کی صدا غیر کے گھر سے

غزل ۲۶۰	کیا فرق رہا غیر مین اور مجھمین فروغ اب وہ دیکھتے ہین مجھکو بھی اُلفت کی نظر سے	اشعار (۱۳۶)

غزل

امید ہو کیا اور ترے تیر نظر سے
اک دن بھی تو گذرا مرے دل سے نہ جگر سے

آتی ہی مروت تری حسرت سے شب وصل
کس طرح نکالے کوئی مہمان کو گھر سے

اک دست تمنا مرے ماتم مین جو مصروف
اک ہاتھ جو لپٹی رہے ہر وقت کمر سے

کچھ شرم کا پردہ بھی ہے کچھ غیر کا ڈر بھی
جاتے ہین جو وہ منہ کو چھپائے مرے گھر سے

ہر نقش کف پا مین بھرا ہے جو لہو بھی
گذرا ہے وہ بیدرد ضرور آج ادھر سے

پوچھے کوئی اب اُنسے درازئ شب وصل
ہین میری طرح آج وہ مایوس سحر سے

جو چین مرے دلمین ہے دُنیا مین نہوگا
پچتائے گا آپ نکل کر مرے گھر سے

شرما کے جھکاؤ نہ مجھے دیکھ کے آنکھین
مین جانتا ہون مجکو گراتے ہو نظر سے

کیا ہو جو مری طرح دشمن مرے تڑپین
کیا ہو اگر اک رات نجاؤ مرے گھر سے

دلکو بھی مرے صبح شب وصل بجھا دے
اے غم مجھے محجوب نکر شمع سحر سے

انمین تو نہین خاک بھی خوئے دل عاشق
نلے تو ذرا بھی نہین مانوس اثر سے

بیتاب اُٹھین کرکے کیا مجکو بھی بیچین
باز آیا مین اے نالۂ دل تیرے اثر سے

سنئے مری اک بات یہ کل منہ کو چھپائے
نکلے تھے فروغ آپ ہی میخانے کے در سے

غزل

ہوئے ہین حسین بدگمان کیسے کیسے
لئے ہین مرے امتحان کیسے کیسے

قوی ہین ترے ناتوان کیسے کیسے
اُٹھاتے ہین ناز اے جوان کیسے کیسے

خدا کا کیا شکر فرقت مین کیا کیا
اُٹھائے ہین ظلم بُتان کیسے کیسے

کہان تک اُٹھین نالہ بیتابئ دل
ستم کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

اُڑائی ہے دیوانون نے خاک کیا کیا
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

دم نزع پھیرا جو آنکھون کو مین نے
وہ مجھ سے ہوئے بدگمان کیسے کیسے

نہ دل پہ بھروسا نہ قاصد پہ مجھکو
عدو بن گئے رازدان کیسے کیسے

نہ جاؤ مرے گھر سے آنکھین جھکائے
یوہین غیر ہین بدگمان کیسے کیسے

وہ رہ رہ کے منہ کو چھپانا کسی کا ۔ جگر مین ہین داغ نہان کیسے کیسے

کہا شرم نے تھم آنکھین جھکا کر ۔ حجاب آگئے درمیان کیسے کیسے

دم نزع بولے مری ہچکیون پر ۔ نکالے ہین طرز فغان کیسے کیسے

غضب کر گئی برش تیغ ہم پر ۔ مزے لیتے ہین نیمجان کیسے کیسے

عجب منزل شوق ملک عدم ہی ۔ سے چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

بگڑ کر وہ غیرونسے ملتے ہین مجھ سے ۔ عدو ہین مرے مہربان کیسے کیسے

نہ پہنچے مگر میرے دوران سر کو ۔ پھرے راتدن آسمان کیسے کیسے

ہین بستر سے اٹھا نہ آنکھین حیا سے ۔ یہ بیمار ہین ناتوان کیسے کیسے

بدلوا تا ہی کوئی کروٹ خود آکر ۔ مزے لیتے ہین ناتوان کیسے کیسے

مرے قلب کے سارے ارمان ہوئے ہین ۔ نصیب دل دشمنان کیسے کیسے

پہنچتی ہی ایشک کانون تک انکے ۔ غضب ڈھا رہی ہی فغان کیسے کیسے

نہ جب جا سکے سوئے ملک عدم بھی ۔ ہوئے مضطرب ناتوان کیسے کیسے

غزل ۲۶۲ ۔ **فروغ** آپکا ڈھنگ سب سے الگ ہی ۔ جہاں نہین ہین شیوہ زبان کیسے کیسے ۔ اشعار (۲۱)

غزل

انکے آگے جو کبھی مدح وفا ہوتی ہی ۔ پوچھتے ہین کہ یہ کیا چیز ہی کیا ہوتی ہی

سامنے میرے رقیبون پہ جفا ہوتی ہی ۔ واہ کیا خاطر ارباب وفا ہوتی ہی

کاش وہ ہاتھ کلیجہ پہ نہ رکھتے دم بھر ۔ آبلون مین تپک اسے شوق سوا ہوتی ہی

اس سے بڑھکر نہین کچھ درد جگر کا ہی علاج ۔ جب تڑپتا ہون تو تسکین ذرا ہوتی ہی

متصل اشک جو آنکھونسے چلے آتے ہین ۔ کوئی حسرت تو نہین دلسے جدا ہوتی ہی

انکی آمد سے تو چہرہ نکھا ہی عالم کچھ اور ۔ محفل عیش مری بزم عزا ہوتی ہی

اُنکا جوبن نہین آنچل کو سنبھلنے دیتا
تہمت نعمت مری آورسا ہوتی ہی

غم پہ غم پہ رنج پہ رنج آپ دئیے جاتے ہین
مادہ بیمار کی یہ اچھی دوا ہوتی ہی

کوئی مرجائے تو کیا پھول کسیکے ہون تو کیا
بزم ماتم مین شریک اُنکی بلا ہوتی ہی

عذر کرلیتا ہون یون وصل مین توبہ لیکر
آدمی ہی سے مری جان خطا ہوتی ہی

ہائے جی بھر کے نہین لطف ستم بھی ملتا
جور تھم تھم کے تو رک رک کی جفا ہوتی ہی

حالِ دل سچ بھی جو لکھتا ہون تو ہوتے ہو خفا
مین تو سنتا تھا کہ جھوٹے کو سزا ہوتی ہی

التجا سے بھی نکلتا نہین کچھ وصل مین کام
لیجئے یہ بھی شب غم کی دعا ہوتی ہی

ہائے اُن ہاتو نسے تعذیر کی حسرت ہی رہی
ٹال دیتے ہین اگر مجھ سے خطا ہوتی ہی

بند مٹھی مین نہ کیون دزدِ حنا کو رکھین
ہاتھ آجاتا ہی جب جور سزا ہوتی ہی

مین یہان کشمکش غم سے مٹا جاتا ہون
اور وہان زیب بدن چست قبا ہوتی ہی

دل جلے حشر کے دن قابلِ دوزخ ٹھہرے
لیجئے اُلٹے جہنم کو سزا ہوتی ہی

نیند مین ہوش دوپٹہ کا کسے رہتا ہی
بند آنکھین جو ہوئین قید حیا ہوتی ہی

تاب مجھ زار کی مجھ زار کو فرقت مین کہان
اور جو کچھ ہی بھی تو وہ صرف دعا ہوتی ہی

نہین اُٹھتا ہی دھوان شمع لحد سے پس مرگ
میرے ماتم مین سیہ پوش ہوا ہوتی ہی

بات کر لیتے ہین خوش ہوکے جو وہ مجھسے فروغ
صدقے دل ہوتا ہی اور جان فدا ہوتی ہے

غزل

تری فرقت مین کب تن سے مری جان حزین نکلی
مگر اک حسرت دل یہ بھی تھی جو احسین نکلی

نگاہِ ناز کو بھی تیری جب دیکھا نہین نکلی
ترے سخن کیطرح یہ بھی دلنشین نکلی

وہ دیکھا خانۂ دشمن مین جو خالق نہ دکھلائے
مری چشمِ تصور ہجر مین کیون دوربین نکلی

پریشان زلف منہ فق آنکھ نم اُترا ہوا چہرہ
سواری میرے مرقد کیطرف سے تو نہین نکلی

نہ اسکو صبر کی طاقت نہ دم بھر کی نہیں فرصت
ادھر پہلو سے وہ اٹھے ادھر جانِ حزین نکلی

جو آئی وصل کی شب بھی تو سر کھولے ہوئے آئی
توقع جس سے تھی مجھ سے پریشان وہ کہین نکلی

خوشی کیا خاک ہو اک رشک ہی غیروں کے مرنے سے
ہوئی صبح ترے کوچے سے لاش اک اور ہی حسین نکلی

پریشان تھا فقط میں ہی اک تقدیر کے بل سے
بہت پر پیچ ظالم تیری زلفِ عنبرین نکلی

ابھی سے تمکو رحم آنیلگا غیروں کے رونے پر
ابھی تک تو لہو کی بوند بھی کوئی نہین نکلی

نکلکر تیغ نے تجھ سخت جان پر اک غضب ڈھایا
قیامت ہے اٹھیں کی طرح یہ بھی نازنین نکلی

جو صبح وصل دیکھا تھا کسی نے نیچی نظروں سے
مرے دل سے نہ برسوں وہ نگاہِ شرمگین نکلی

تری الفت پر اپنے دل میں کیا کیا ناز تھا مجکو
قیامت ہو گئی بغض عدو کی ہمنشین نکلی

کہا میں نے جو دیکھی ظلمتِ مرقد بس مر دن
یہاں بھی جان کی دشمن وہ زلفِ عنبرین نکلی

نکالو گے مجھے محفل سے اپنی تم بھی اتنے ہو
نہ تم سے آرزو بھی جب کوئی اے نازنین نکلی

غزل ۲۶۳

غمِ دشمن میں گر اسنے حیا سے منہ چھپایا تھا
فروغ اشکوں سے پھر بھیگی ہوئی کیوں آستین نکلی

اشعار (۱۹)

غزل

تری محجوب آنکھوں سے نگاہ شرمگین نکلی
الٹ کر پردہ دیکھا یا لیلائے پردہ نشین نکلی

بہت کچھ گو تمنا وصل کی شب سے حسین نکلی
جو پوچھو شوق دلکو میرے تو کچھ بھی نہین نکلی

یقین جب ہو لیا مرنے کا تب آئے عیادت کو
عجب صورت سے یہ حسرت بھی وقتِ واپسین نکلی

پڑی ہے منہ چھپائے گرد غم اور دامنِ دلمین
تمنا تیری تجھ سے بڑھ کے کچھ پردہ نشین نکلی

نہ سمجھوں آپ سے دلکو میں کیونکر خانۂ دشمن
کہ جب ڈھونڈا عدو کی یاد کو بیٹھے وہین نکلی

کسی کے ہجر میں آتی نہیں ہے موت بھی ظالم
مرے دل کی تمنا کون اے چرخِ برین نکلی

نہیں مجکو بھروسا اکدم بھی زندگانی کا
الا سے یہ بیوفا تجھسے سوا اے نازنین نکلی

ستانا اے فلک اچھا نہیں مجھ سوختہ دل کا
غضب ہوگا جو میرے منہ سے آہ آتشین نکلی

غضب ڈھایا ہی ہجر و بر مین شکوون اور آہون نے
اُدھر دیکھا تو باقی ہم ادھر دیکھا نہین نکلی

پھر دیکھا سو چکر مین وعدہ لینے اُسنے بیٹھا یا
ادھر جان حزین نکلی ادھر حسرت نہین نکلی

تماشا ہی مینے کچھ قلب و جگر مین اجبہ ہوتا ہی
نظر بھی تیری بجلی ہی کہین ڈوبی کہین نکلی

نہین خالی ہی دنیا مین جگہ کوئی محبت سے
جہان ڈھونڈا وہین پایا جہان دیکھا وہین نکلی

کسی کا بس نہین چلتا ہی زورِ دستِ وحشت سے
گریبان گر رفو گر نے سیا تو آستین نکلی

ہم آتے ہین یہ کھلا بھینا اُنکا اک آفت تھا
نہایت کشمکش سے [illegible] مین جان حزین نکلی

ہماری آہِ سوزان ہی شب فرقت کی بجلی ہے
[illegible] پہنچی کبھی زیر زمین نکلی

اشعار (۱۶)	**فروغ** زار زندہ ہی ابھی تک دیکھ آیا ہون اُڑائی تھی جو دشمن نے خبر جھوٹ اے حسین نکلی	غزل ۲۶۴

غزل

وفا کے ذکر کو بھی شکوہ جفا سمجھے
حضور مینے کہا کیا اور آپ کیا سمجھے

ادا جفا کو تغافل کو وہ حیا سمجھے
جو نا سمجھ ہو کسی بات کو وہ کیا سمجھے

دعائین مینے جو دین اور وہ ہوئے برہم
کنایۃً اُسے اظہارِ مدعا سمجھے

جو میری جان ہی اُسکو عزیز رکھتا ہی
عدو کو دوست نہ سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

قسم کا غیر کی بھی اعتبار آ ہی گیا
حضور آپ اُسے بھی مری وفا سمجھے

رہین عدو کو مبارک یہ ناز کی باتین
کہو نہ وصل مین ہر بات پر خدا سمجھے

وہ پوچھتے ہین کہون حالِ ہجر یا نہ کہون
نہ مدعی کہین اظہارِ مدعا سمجھے

وہ ہنس رہے ہین دمِ وعدہ اعتبار ہو کیا
نہ دل لگی کوئی سمجھے تو اور کیا سمجھے

مین اپنی جان سے ہون شوقِ وصل مین بیزار
خدا کرے نہ کوئی میرا مدعا سمجھے

وہی فراق کی صورت رہی وصال مین بھی
یہ تو نے کیا کیا اے بیخودی خدا سمجھے

وہ کیا کرے جو نہ واقف خود اپنے حال سے ہو
وہ کیا کہے جو نہ خود اپنا مدعا سمجھے

دعا کو ہاتھ اُٹھائے جو بیٹھے ہنس کے کہا
کرے خدا سے جو شکوہ مرا خدا سمجھے

بگوشِ گل میں کہا بلبلوں نے چپکے کیا
بھلا حضور بتائیں تو آپ کیا سمجھے

میں باتوں باتوں میں اُنسے حال کہہ بیٹھا
پر اب یہ کہہ نہیں سکتا کہ آپ کیا سمجھے

غرض عدو کی عداوت بھی کام آ ہی گئی
شکایتوں ہی سے وہ میرا مدعا سمجھے

تمہارے حسن پہ گستاخیوں کا ہے الزام
تمہیں کہو جو زخود رفتہ ہو وہ کیا سمجھے

پئے دعا بھی اُٹھاؤنگا میں نہ عشق میں ہاتھ
وہ بدگمان ہیں خدا جانے وہ ہمیں کیا سمجھے

تم اُسکی جان ہو اور وہ ہے جان سے بیزار
عدو نہ غیر کو سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

غزل ۲۶۵	فرد: لاش اُٹھائی نہ میرے پھول اُٹھائے نہ بیوفا اُنھیں سمجھے تو کوئی کیا سمجھے	اشعار (۱۷)

غزل

سرمہ پھیلا ہے عجب انداز سے
ناز کرتا ہے یہ چشم ناز سے

پھر مجھے دیکھو نگاہِ ناز سے
پھر لگاؤ تیر اُسی انداز سے

قہر ہو اُٹھی ہے وہ نیچی نگاہ
سیکھ کر شوخی خرامِ ناز سے

سوتے میں لپٹا وہ چونکے بے طرح
اُٹھے ہیں غصہ میں خوابِ ناز سے

حال غصہ میں نزاکت کا کھُلا
بات کرتے ہیں کڑی آواز سے

حسن ہے جامے سے باہر آپ کا
شرم بھی ہاری وفورِ ناز سے

چھپ کر منہ ہاتھ رکھئے قبر پر
فاتحہ پڑھئے اُسی انداز سے

واں میں رہنے کا سبب کھلتا نہیں
آپ واقف تھے یہیں کے راز سے

فتنۂ خوابیدہ کو چونکا دیا
آنکھیں ملتے اُٹھے خوابِ ناز سے

اے مؤذن چپ بھی رہ صبحِ وصال
دل دہلتا ہے تری آواز سے

ساتھ ظالم کا کوئی دیتا نہیں
بھاگتا ہے تیر تیر انداز سے

آسمان پہ ہی مرے دلکا دماغ
تمنے کیون دیکھا نگاہ ناز سے

جو کوئی بولا مین سمجھا ہین وہی
پھر گئے ہین کان اُسی آواز سے

آنکھ ملتے ہی پہراتے ہین نگاہ
ذبح کرتے ہین عجب انداز سے

گرتی ہی نیچی نظر بھی پاؤن پر
شرم دیتا ہی خرام ناز سے

دل کے ملتے ہی قیامت آگئی
مجھکو مارا اُس نظر نے ساز سے

غزل ۲۲۲ — قہر چشم شوخ نے ڈھایا فروغ / جھک گئین نظرین عجب انداز سے — اشعار (۲۱)

غزل

اُسی نگاہ مین شوخی بھی قہر کی ہو گی
جو کچھ دلون دل بیتاب مین رہی ہوگی

حضور ہونگے نکیرین ہونگے تربت مین
عجیب لطف کی صحبت وہ دو گھڑی ہوگی

عزیز جان سے بڑھکر کسیکی حسرت ہی
یہی نہ ہوگی تو پہر خاک زندگی ہوگی

نگاہ بھی کر نہین سکتا مین اپنی قسمت کا
یہ خوف ہی کہ شکایت حضور کی ہوگی

کسی نظر کے کلیجے پہ وار روکے ہین
کسی نے چوٹ نہ یون عشق کی سہی ہوگی

بتاؤن خاک مرے دلکی آرزو کیا ہے
وہ بات ہی جو نہ تمنے کبھی سُنی ہوگی

تری نظر کی محبت مین بندھ ہوا ہی بندھی
جبھی جو ہچکیان تو دل نے کہا وہی ہوگی

چھپے گا ضبط سے بھی حال شوق دل نہ مرا
دلیل حسرت اظہار خامشی ہوگی

مین کیا بتاؤن کلیجہ مین درد کیون اُٹھا
نگاہ ناز نے پہر تیری چھیڑ کی ہوگی

جو چپ رہونگا تو منہ کو کلیجہ آئے گا
جو کچھ کہونگا شکایت حضور کی ہوگی

مقابلہ دل بیتاب سے نہ کر اے برق
کہ اور کچھ تو نہ ہوگا تری ہنسی ہوگی

کچھ آج سو کے خفا سے سحر کو اُٹھے ہو
کسیکی خواب مین تقدیر لڑ گئی ہوگی

یہ بے سبب نہین شرم آنکھ کو جھکائے ہوے
کسی سے بات اشارو مین کچھ ہوئی ہوگی

کسی کو خواب میں دیکھا ہے غیر کے ہمراہ — دبائے رنج کا پہلو مری خوشی ہوگی

انھیں یقین نہیں آتا ہمارے مرنے کا — وہ جانتے ہیں کوئی طرز بیخودی ہوگی

کسی کا طنز سے کہنا گلے پہ غیروں کے — وہ دوستی بھی کریں گے تو دشمنی ہوگی

کہیں گی تیری ادائیں شبِ وصال کا حال — خمار آنکھوں میں تیوری چڑھی ہوئی ہوگی

دعائے وصل کا بھی ہے مجھے خیال اے شوق — غمِ فراق سے فرصت اگر کبھی ہوگی

اک آرزو فقط اے ضبط دل میں ہے وہ بھی — زباں تک آ نہ سکے ڈر سے کہیں چھپی ہوگی

کہیں سے آئے ہیں خوش خوش پڑی ہے چہرہ پہ گرد — کسی کی حسرتِ دل خاک میں ملی ہوگی

غزل ۲۶۷	نہ پوچھیے کہ تمنا ہے کیوں قیامت کی **فروغ** حشر میں سنتے ہیں منصفی ہوگی	اشعار (۱۵)

غزل

لپٹ جا بڑھ کے اے بوئے وفا دستِ حنائی سے — مرے پھولوں کا بوجھ اٹھتا نہیں نازک کلائی سے

نہ میری عمر ہی کاٹی نہ میرا رنج ہی کاٹا — مجھے کیا فائدہ قاتل کے ہاتھوں کی صفائی سے

در دولت پہ مجھکو ناصیہ سا دیکھکر بولے — مقدر کا لکھا مٹتا نہیں بس جبہ سائی سے

پڑی ٹھنڈک جو تمنے ہاتھ رکھا میرے سینہ پر — ہوئی کافور سوزش قلب کی دستِ حنائی سے

تصور بیکسوں کا ساتھ تو دیتا ہے فرقت میں — اسی کی دوستی اچھی کسی کی آشنائی سے

گلے کاٹے ہزاروں حسن نے دستِ نگاریں کر — صفائی بڑھ گئی ہاتھوں کی ہاتھوں کی صفائی سے

ادھر دیکھو کیسی بیقراری ہم نہ کہتے تھے — پتہ وصل عدو کا مل گیا دردِ جدائی سے

فدا ہو روح میری ہاتھ اٹھانے کی ادا پر — مرے ماتم کی زینت ہے ترے دستِ حنائی سے

مصیبت میں پھنسایا وعدۂ دیدار محشر نے — ابھی سے رنگ پیدا ہو گیا ساری خدائی سے

نہ آئی تیغ جب تجھسے تو لاش اٹھے گی کیا قاتل — نہیں اتنی توقع بھی تری نازک کلائی سے

سوالِ وصل پر مجھکو جوابِ صاف دیتے ہو — دلِ بیتاب کے کرتے ہو ٹکڑے کس صفائی سے

کیا پھر روزِ محشر کی بھی کوئی ہے ضمانت آخر
پھر وہ گئے منہ چھپا کے کر کے سامنا خوشنمائی سے

پڑھنے بیٹھے ہیں وہ دشمن بھی فاتحہ دشمن کی تربت پر
لیتے ہیں جا کے پھر وہ کام اپنے کو بیوفائی سے

وہ دکھا کر آئینہ عکس مقابل کو یہ کہتا ہے
کہ دو اپنا جیسا ظاہر ہو گیا دل کی صفائی سے

غزل ۲۶۸	امیری سے فقیری آستانِ یار کی بہتر **فروغ** اچھی ہے اُس در کی گدائی بادشاہی سے	اشعار (۱۱)

غزل

مجھی سے نہیں اُنکو نفرت کچھ ایسی
رقیبوں کو بھی ہے شکایت کچھ ایسی

بغیر اسکے دل ہی نہیں اب بہلتا
ہوئی رنج سہنے کی عادت کچھ ایسی

نہیں پھر بھی ملتی ہے دل کی طرح سے
تری آنکھ ہی میں مروت کچھ ایسی

اب اِس وعدہ کو بھی ترسے دیکھتے ہیں
نہیں وہ جو ظالم قیامت کچھ ایسی

ہمیشہ حسینوں ہی نے ظلم اُٹھائے
بُری بھی نہیں میری قسمت کچھ ایسی

بس آ ہی گئی اُن کو آخر مروت
شبِ وصل کی ہے منت کچھ ایسی

مجھے لطف فرقت میں بھی ملتا ہے
مزا دیتی ہے تیری چاہت کچھ ایسی

نظر ہجر کی شکل آسکے نہ مجھکو
شبِ غم میں رہی ہو ظلمت کچھ ایسی

جلے جاتے ہیں دیکھکر [illegible]
تپِ عشق میں ہے حرارت کچھ ایسی

شبِ ہجر میں چاند کی لیں بلائیں
یہ دھیان آگیا تھا کسی صورت کچھ ایسی

غزل ۲۶۹	نکلتی نہیں ہیں **فروغ** آرزوئیں ملی ہے مرے دلمیں راحت کچھ ایسی	اشعار (۱۱)

غزل

مرجھا گیا دل روح نکلتے ہی بدن سے
منہ موڑ لیا بادِ بہاری نے چمن سے

یوں نکلی دمِ وعدہ نہیں اُنکے دہن سے
گویا کہ جدا روح ہوئی میرے بدن سے

دل میرا اڑا ہے سحرِ عجب سے ایسا — تربت میں سمجھتا ہوں سپیدی کفن سے
ہے کون مرے دل میں ہے یہ رعب ہے کس کا — آواز بھی دب دب کے نکلتی ہے دہن سے
اس حسن کے دریا میں بھی آتی ہے کبھی لہر — غصہ میں کھلا حال یہ ماتھے کی شکن سے
منہ پھیر لیا رشک سے اُسنے دمِ تلقین — میت مری لپٹی ہوئی نکلی جو کفن سے
ظالم ترے دل میں نہ کہیں غیر چھپا ہو — شرمائی ہوئی نکلی ہے آواز دہن سے
غصہ کی اداؤں سے ہوں مجبورِ شبِ وصل — رکھتے ہیں چھری حلق پہ ماتھے کی شکن سے
تم بیٹھے ہو آرام سے میں در پہ کھڑا ہوں — خود گھر سے نکلتے ہو نہ آواز دہن سے
کچھ شام سے ہیں صبح کے آثار شبِ وصل — کیا تمنے اشارہ نہیں کہا چرخِ کہن سے
چھوٹا جو کماں سے ترا تیر آئے گا دل میں — کانوں میں صدا پہنچے گی نکلی جو دہن سے
جو مرکے شبِ فرقت تربت کو بھی کاٹا — ہیں صبح کے آثار سپیدیِ کفن سے
جینے بھی نہیں دیتے ہو مرنے بھی نہ دوگے — تم اور چھڑاؤ گے مجھے رنج و محن سے
کیا رات کو قسمت کسی گستاخ کی جاگی — چھری ہے چھری رشک نے بستر کی شکن سے
انکار وہ کیا وصل کے وعدے پہ کریں گے — شرما کے نہ آواز بھی نکلے گی دہن سے
کیا غیر کے گھر جانے کی خود راہ نکالوں — لوں وعدہ کس امید پہ اُس عہد شکن سے
کلیاں بھی پر دہنیں ترے بلبل ہیں غنیمت — پھولوں کی محبت میں ملا کچھ تو چمن سے

غزل نمبر ۳	تمکو بھی فروغ آتا ہے ہو لیتے کبھی یاد اے بادِ صبا پوچھ تو یارانِ وطن سے	اشعار (۱۴)

غزل

پریشان دل ہے آنکھ اُنسے لڑی ہے — بلا کس کی ہے کس کے سر پڑی ہے
نگاہِ مست جب انکی لڑی ہے — چھلک کر جام سے مے گر پڑی ہے
نہیں آتی ہے مجکو ہجر میں نیند — وہ کہتے ہیں نظر کس سے لڑی ہے

کسی کی ناتوانی سے غرض کیا ‏— انھین اپنی نزاکت کی پڑی ہی

کسی کی شرم نے مارا ہی مجھکو — لحد پر اس لیئے چادر پڑی ہی

ملاپ اسکو کہے کس طرح کوئی — نظر تو وصل مین شب بھر لڑی ہی

بلا سے گر کسیکی جان جائے — تمھین تو اپنے جانے کی پڑی ہی

شب وصلت کی ظلمت مین بھی ہی حسن — مین سمجھا حور سر کھولے کھڑی ہی

نقابِ عارضِ جانان سی ہی رشک — نظر کی طرح اس رخ پر پڑی ہی

اشارہ کر رہا ہی طوقِ قمری — ہی سرو استادہ یا سولی کھڑی ہی

مجھے بھی ناز ہی اپنی نظر پر — ہمیشہ یہ حسینون سے لڑی ہی

وہ آئین اور میری لاش اٹھانے — بھلا انکی بلا کو کیا پڑی ہی

قیامت کا ہی دن ہر روزِ فرقت — خضر سے زندگی میری بڑی ہی

اثر افتادگی کا دل کی دیکھو — نہین اٹھتی مری میت پڑی ہی

دل مردہ ہی گردِ غم مین مدفون — یہ لاش اپنی ہی مٹی مین گڑی ہی

کئے ہین قید وہ نیچی نگاہین — حیا بھی کس مصیبت مین پڑی ہی

نہ بگڑو مجھ سے آئینہ سے پوچھو — کہ حسرت دید کی کس کو بڑی ہی

ہوئی جب چار آنکھ آیا انھین رحم — نگاہین کیا لڑین قسمت لڑی ہی

تمنا وصل کی ابتک ہی باقی — کفن سے لاش بھی لپٹی پڑی ہی

مدد اے ناتوانی بات رہجائے — کہ دھوم انکی نزاکت کی بڑی ہی

نگاہِ بد سے ہی محفوظ وہ آنکھ — حفاظت کو صفِ مژگان کھڑی ہی

نکلنے کو تھی جو حسرت دمِ نزع — وہ بن کر سانس سینہ مین اڑی ہی

فراغت سے رہین گے تیر انکے — ہمارے دلمین گنجائش بڑی ہی

فروغ اتنا تو کہتے ہین سخندان

اشعار (۱۸)	طبیعت میں تری شوخی بڑی ہے	غزل ۲۳۲

غزل

جنبشِ ابروئے خمدار سے چلی جاتی ہے
نہیں رکتی ہے یہ تلوار چلی جاتی ہے

وصل میں عادتِ انکار چلی جاتی ہے
ضد وہی آپ کی سرکار چلی جاتی ہے

آجتک ذکرِ شبِ وصل پہ ہوتے ہیں خفا
اتنی سی بات پہ تکرار چلی جاتی ہے

دل کہیں بجھتے ہیں جلتے ہیں کہیں پروانے
حسن کی گرمیِ بازار چلی جاتی ہے

پونچھتے جاتے ہیں وہ سرمہ کے دنبالہ کو
میان میں حسن کی تلوار چلی جاتی ہے

قیس سے رونقِ بازارِ محبت تھی کبھی
اب مرے دم سے یہ سرکار چلی جاتی ہے

دل حسینوں کی طرف آپ کھنچا جاتا ہے
جنس خود سوئے خریدار چلی جاتی ہے

وعدہ جب لیتا ہوں کہتے ہیں وہ انشاءاللہ
قید اچھی دمِ اقرار چلی جاتی ہے

سایۂ بخت کی تمنا ہے یہ کوچہ میں ترے
چاندنی خود پسِ دیوار چلی جاتی ہے

ناز کرتی ہی چلی بھی شبِ فرقت کیا کیا
ہر گھڑی آتی ہے ہر بار چلی جاتی ہے

پرِ پرواز کی طاقت کششِ شوق میں ہے
اڑ کے مے خود سوئے میخوار چلی جاتی ہے

پوچھتی کب ہے کسی اور کو رحمت تیری
دوڑ کر سوئے گنہگار چلی جاتی ہے

کھل کھلا کر ہیں ہنسا زخمِ جگر کھلتے ہی
شوخیِ لذتِ آزار چلی جاتی ہے

میری تربت پہ بھی اٹھتا نہیں گھونگٹ منہ سے
خلشِ حسرتِ دیدار چلی جاتی ہے

گردشِ چرخ سے میں پیسکے ہوا ہوں سرمہ
سازشِ چشمِ فسون کار چلی جاتی ہے

باغ میں آپکے آگے بھی جھپکتی نہیں آنکھ
شوخیِ نرگسِ بیمار چلی جاتی ہے

بات سنتا ہوں اگر عشق میں تیری ناصح
ہاتھ سے مفت یہ سرکار چلی جاتی ہے

گالیاں دیکے بھی وہ دلکو لبھاتے ہیں فروغ
کششِ لذتِ گفتار چلی جاتی ہے

غزل ۲۷۲ — غزل — اشعار (۱۶)

زندہ مجھے چھوڑا تھا نہ دردِ جگری نے
عیسیٰ کا کیا کام مری بےخبری نے

پھٹے ہوئے ہیں پھولونکے ہار آپکے ارمان
دکھلائی بہار اپنی یہ داغِ جگری نے

رفتار سے اُس گل کی خجل ہو کے چھپایا
منہ پھولونکے دامن سے نسیمِ سحری نے

کاندھے پہ مرے ہاتھ وہ رکھیں دمِ رفتار
احسان کیا مجھ پہ یہ نازک کمری نے

دلکو تری نظروں نے جو گرتے ہوئے دیکھا
اُٹھ اُٹھ کے سنبھالا اُسے دردِ جگری نے

وہ صبح شبِ وصل وہ دلکا مرے بجھنا
کچھ کچھ جو دیا ساتھ تو شمعِ سحری نے

اک حال یہ فرقت میں زمانیکو جو دیکھا
کروٹ بھی بدلنے دی نہ دردِ جگری نے

احباب تو کیا موت نے بھی مجھکو نہ پوچھا
بیدرد کیا قہر تری بےخبری نے

آخر ہوا کچھ تو قفس تنگ کشادہ
صیاد دیا چین یہ بےبال و پری نے

حالت تو مری خیر ہوئی رحم کے قابل
احسان کیا یہ تری بیدادگری نے

مُنہ کھل گیا سوتے ہیں جو اُس پردہ نشین کا
بکھرا دیا زلفوں کو نسیمِ سحری نے

تم ہو جو نگاہوں میں تو بےنور ہوں کیونکر
روشن کیا آنکھونکو تری جلوہ گری نے

غش آگیا بلبل کو جو نظارۂ گل سے
دامن کو جھلا منہ پہ نسیمِ سحری نے

شوخی پہ اُنھیں ناز جو کرتے ہوئے دیکھا
بیچین کیا مجکو بھی دردِ جگری نے

موسیٰ بھی ہیں بیہوش جلا طور بھی ایدوست
دکھلائے کرشمے یہ تری جلوہ گری نے

ہیں اب وہ نڈر غیر کے نالونسے بھی اے آہ
تاثیر یہ کی خوب تری بےاثری نے

پڑتی ہیں **فروغ** اب کسی دیوار پہ نظریں
کمبخت کیا یہ تری شوریدہ سری نے

غزل ۲۷۳ — اشعار (۱۳)

غزل

تم تو کچھ یون شرم سے جھک کر چلے
جسطرح تلوار یا خنجر چلے

پھر سے ترا گھر سے تو وہ چھپ کر چلے
اور بھی پر رشک کے خنجر چلے

پھر نگاہِ ناز سے تم دیکھ لو
پھر وہی برچھی کلیجے پر چلے

آنکے جاتے ہی ہماری لاش اٹھی
اپنے گھر وہ اور ہم اپنے گھر چلے

گردشین اُس چشم مست ناز کی
بزم ساقی مین سنیے ساغر چلے

شامت آئی پھر دلِ بیتاب کی
پھر وہ اٹھلاتے ہوئے تن کر چلے

لاش پر بھی اب وہ آئین یا نہ آئین
جو ہمین کرنا تھا ہم تو کر چلے

ضعف مین دل کی تڑپ کام آگئی
یون ہی سوئے کوچۂ دلبر چلے

صورتِ بادِ صرصر چل کر رُکے
مثلِ صرصر ناز سے تھم کر چلے

ہر قدم انداز سے باہر پڑا
جب چلے اک حشر برپا کر چلے

گر روانی سیکھے میری عمر سے
پھر نہ رُک رُک کر ترا خنجر چلے

اک قدم چلنا انھین دشوار تھا
ناتوان سوئے عدم کیونکر چلے

غزل ۲۷۴	جب فروغِ تشنہ پہنچا حشر مین جام لیکر ساقیِ کوثر سے چلے	اشعار (۲۱)

غزل

منہ چھپاتے ہو عبث خواب مین بھی آنے سے
نیند کے پردے مین کیا فائدہ شرمانے سے

اور جھک جھک کے نگاہون نے قیامت ڈھائی
کہ دلھن بن گئین آنکھین ترے شرمانے سے

کہین چھینین نہ رخصت کیلئے ہو شبِ وصل
دل دھڑکتا ہے تری زلف کے بل کھانے سے

مندمل زخم محبت ہوئے اسکے تیغِ فراق
دل بھر آیا جو مرا روز کے غم کھانے سے

آنکھ آئینہ مین اسکی بھی جھپکی جاتی ہے
عکس بھی تیرا خجل ہی ترے شرمانے سے

ضعف سے ہو گئی صحت بھی مرض میرے لئے
مدتون ہوش نہ آیا مجھے ہوش آنے سے

راز جو کچھ ترے وعدے مین نہان تھے ظالم
کھل گئے ہنسکے مرے سر کی قسم کھانے سے

ناصحا ہی تری تقریر مین بیشک تاثیر
شوق کچھ اور بڑھا جاتا ہی سمجھانیسے

قتل ہی پر مرے کاش اپنی کمر کو باندھو
رہے محفوظ کسی طرح تو بل کھانیسے

گتھیان رشک نے ڈالین مرے دلمین دم صبح
شب کی اُلجھی ہوئی زلفین تری سلجھانیسے

ٹھلکہ مین تو محبت مرے دشمن کی پڑی
آپکا دل بھی ہلا میرے تڑپ جانیسے

کیا کہون کیا مری تقدیر نے سیکھا ظالم
دفعتہً تیری نگاہون کے پلٹ جانیسے

مین جو بیتاب ہوا وصل مین لپٹے مجھسے
ڈر گئے دل کے دھڑکنے کی صدا آنیسے

بعد اُسکے ابھی ہونا ہی زمانے کا حساب
روز حشر اور بڑھے گا مرے افسانیسے

نکلی زندان سے جب آوازِ سلاسل باہر
کچھ اشارون ہی مین کھتی گئی دیوانیسے

ساقیا پردۂ دامانِ صبا سے ہشیار
بوئے مے چھپ کے نکلجائے نہ میخانیسے

رہگیا روزِ جزا پردہ گنہگارون کا
کہ نہ دن بھر ہوئی فرصت مرے افسانیسے

نہ اُڑائی ہو صبا نے بھی کہین مے ساقی
لڑکھڑاتی ہوئی نکلی ہی جو میخانیسے

پاؤن پھیلائے بہت خاک نے گو اُڑ اُڑ کر
پر کسی طرح نہ نکلی مرے ویرانیسے

ہائے اے رشک اُنھین یاد آگئین بھولی باتین
چڑ گئے غیر کے قصے مرے افسانیسے

غزل ۲۷۵	وصل کی شب وہ منانیسے بگڑتے ہین فروغ گتھیان اور پڑی جاتی ہین سُلجھانے سے	اشعار (۲۱)

غزل

مے زمین پر ہی روان گر کے جو پیمانیسے
رند محروم گیا ہی کوئی مے خانیسے

کچھ تعلق ہی محبت کو بھی ویرانے سے
گرد باد اُٹھ کے گلے ملتے ہین ویرانیسے

وصل کے دن کو بھی کچھ یاد دلایا ظالم
ہائے ڈھل ڈھل کے دوپٹے نے ترے شانیسے

خاک اُڑتی نہین صحرائے جنون کے کچھ راز
کان مین اُٹھ کے زمین کہتی ہی دیوانیسے

لڑکھڑاتے ہوئے یون غیر کے گھر سے نکلے
کوئی سمجھے کہ چلے آتے ہین میخانیسے

اب کوئی بات بھی کرتا نہین اے جان جہان — اک زمانے کو ہے رشک آپکے دیوانے سے
نہ لگی ہو کسی میکش کی نظر اے ساقی — مے چھلک کر جو گری پڑتی ہی پیمانے سے
یاس چھائی ہوئی گھیرے ہوئے ناامیدی — ڈھنگ زندان کے ہین پیدا مرے ویرانے سے
غیر کی بات مین تاثیر قیامت کی سہی — انکو فرصت ہی کہان ہے مرے افسانے سے
تربت غیر ہو انکی گلی مین اے رشک — خاک اڑانے پہ بگڑتے ہین وہ دیوانے سے
ہو جو رندون کی نگاہون مین کشش اے ساقی — ساتھ نظرونکے کھنچے مے ترے پیمانے سے
وجہ جمعیت خاطر کی پریشانی ہے — زلفین بکھری ہوئی ملتی ہین ترے شانے سے
اب جگہ یاد عدو کے لیئے باقی ہی نہین — دل بھر آیا ہے کسی کا مرے افسانے سے
نگہ گرم سے دیکھین گے جو رندا اے ساقی — مے شرر بنکے اڑیگی ترے پیمانے سے
وہ گرہ جانکے سلجھاتے ہین زلفین اپنی — برچھیان دلمین چبھوتے ہین مرے شانے سے
بن گیا دشت جنون میرا غبار خاطر — دوستی کرتے ہین دشمن مرے دیوانے سے
قہر ڈھایا مری بیتابیٔ دل نے ساقی — گر گئی مے بھی چھلک کر ترے پیمانے سے
شمع نے کیا ہی ذکر کیا ہنگام سحر — ہائے اتنا تو کوئی پوچھے دیوانے سے
ایک میرے ہی مقدر مین بدا ہی گھٹنا — یاس بھی بل کے نکلی مرے کاشانے سے
رحم کر تو بھی اٹھا تیغ نہ مجھپر ظالم — دیکھ لیتا ہے دوپٹہ بھی ترے شانے سے

غزل ۲۶۶

بزم مین دیکھ لیا آپنے جب سوئے فروغ
شمع نے بھی کچھ اشارہ کیا پروانے سے

اشعار (۲۰)

غزل

رحم تجھپر کچھ تو اے اندوہ فرقت چاہیے — آرزوئے وصل بھی کرنیکی فرصت چاہیے
دوست جو تیرے ہین کب انسے عداوت چاہیے — چلنے والونسے بھی تیرے محبت چاہیے
زیست مین بھی خلد ہی جائے سکونت چاہیے — سب مدینہ جسکو کہتے ہین وہ جنت چاہیے

چاہنے والونکو سامان محبت چاہیے
عشق مین میری تمہاری ایک حالت چاہیے
اے ہجوم ناامیدی جان دے کیونکر کوئی
وقتِ رخصت انکا دامن تھام کر رکھنا مرا
ظلم سنی ہر دوست دشمن مین نہین اتنی تمیز
تھا حسرت گرد غم وحشت الم سب دلمین ہی
راہ الفت مین قدم رکھنا نہین آسان ہی
دلمین برچھی کوئی بھونکے یا گلے مجکو لگائے
تن بدن سب پھنک گیا اُف گرمیِ خورشید حشر
حسن کی بیدردیان بھی قابل افسوس ہین
قلب مردہ صور کے پھنکنے سے زندہ ہو تو ہو
چاہتا ہی حسن کھل کھیلے حیا کی آڑ مین
بعدِ مدت وہ ملے ہین اے ہجوم شوقِ دید
سو رہا ہی کوئی پہرہ دے رہا ہی رعب حسن
جب تقاضا اٹھ نہین سکتا تو وعدہ ہو وفا
[illegible]ن نہ اٹھون انکے آتے ہی تو اٹھے میری لاش

سینہ مین ولولہ دل مین ہمت چاہیے
[illegible] مجھے حسرت ہی ہمکو بھی [illegible] چاہیے
موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیے
کچھ تو دلمین درد آنکھونمین قوت چاہیے
کس سے الفت چاہیے کس سے عداوت چاہیے
اور کیا دیوانونکو سامان وحشت چاہیے
دل کلیجہ حوصلہ ہمت شجاعت چاہیے
کچھ تو آخر چارۂ دردِ محبت چاہیے
عاصیون پر سایۂ دامانِ رحمت چاہیے
آپ سے نازک کو بھی بار نزاکت چاہیے
شامِ فرقت کے عوض صبح قیامت چاہیے
رخ کو پردہ چاہیے پردے مین شہرت چاہیے
کچھ تو عرض مدعا کرنے کی فرصت چاہیے
شوق کہے [illegible] ہو کے ہین کیا ہمت چاہیے
یہ ہی جتنا حسن ہی اتنی نزاکت چاہیے
مرکے بھی کچھ پاس آدابِ محبت چاہیے

اشعار	وہ مصیبت مین ہین جنکو قرب حاصل ہی فروغ ان بتون سے دور کی صاحب سلامت چاہیے	غزل ۲۷۷

غزل

جو آئے لب پہ مرے تیری گفتگو آئے
گنہگار ہون یا آفتابِ محشر ہو

جو آئے دلمین مرے تیری آرزو آئے
سبھی لرزتے ہوئے انکے روبرو آئے

گُشا ہین حسن کی چھائی رہین لحد پہ مری
حسین کھولے ہوئے زلفِ مشکبو آئے

عجب طرح سے جلاتے ہین وہ مرے دلکو
دھوان اُٹھے نہ پڑے آبلہ نہ بو آئے

کسی کے رعب کی تاکید اہل بزم سے ہی
زبان پر نہ کوئی حرفِ آرزو آئے

ہین شاد شاد گنہگار تیرے روزِ جزا
کہ اس بہانے سے یہ تیرے روبرو آئے

زبان پر آگیا کس کا یہ پیارا پیارا ذکر
تڑپ کے قلب و جگر کیون نہ تا گلو آئے

وہان پہ فاتحہ پڑھنا وہین لحد ہی مری
جہان کی خاک مین ظالم وفا کی بو آئے

ہجوم غم سے کیے وقت آہ کی ورنہ
کلیجہ تھام کے ہاتون سے اپنا تو آئے

وہ دیکھتے ہین جب آئینہ دل دھڑکتا ہی
کوئی خدا نکرے اُنکے روبرو آئے

کسی کو خوب ہی سمجھا کے لائے کیا کہنا
جو دوست بنکے گئے ہو کے وہ عدو آئے

تجھے جو شرم ہی ظالم مری نگاہ مین رہ
یہی وہ پردہ ہی جس مین نظر نہ تو آئے

وہ کیا کہین گے کہونگا مین جب یہ محشر مین
حضور آج کہان سب کے روبرو آئے

فروغ رشک سے میرے جگر مین درد اُٹھے
کسیکے دلمین اگر کوئی آرزو آئے

سہرے وقطعات

قطعہ تاریخ طبع دیوان مصنفی جناب نواب مولوی میر اصغر حسین صاحب فاخر لکھنوی

لو ہوا طبع دیوانِ فاخر
شاعرون مین جو فخر زمن ہی

اُف رواسیئے بحرِ طبیعت
ایک دریا ہی جو موجزن ہی

جان ڈالی ہی جانِ سخن مین
اور پہنایا نیا پیرہن ہی

بے خطر ہی جو فصلِ خزاں سے | باغ عالم ہین یہ وہ چمن ہی
حسن نقطون کا نقطِ حسین پر | پھنسے پھولون کا گھنا دلہن ہی

ہر زبان زد فروغ اب یہ مصرع
بامزہ عاشقانہ سخن ہے
سنہ ھ

قطعہ تاریخ بتقریب کتخدائی مولوی سید حسن صاحب سلمہ خلف عالیجناب معلی القاب جناب مولوی میر افضل حسین حنفی صاحب پولیٹکل حیدرآباد دکن

فروغ آرزو کا شجر بار ور ہی | صبا مژدۂ روح افزا یہ لائی
جو ہین میر افضل حسین ملک خو | انھون نے ہی بیٹے کی شادی رچائی
یہ سنکر ہوئی فکر تاریخ مجھکو | اُسی وقت ہاتف کی آواز آئی

تم اسطرح نوشاہ کو تھنیت دو
کہو۔ اے حسن سعد ہو کتخدائی
سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ بتقریب ہدیہ ختم قرآن دختر مشفقی مولوی میر اصغر علی صاحب اول تعلقدار حیدرآباد دکن

جو ہین مولوی میر اصغر علی | خدا نے انھین دی ہی دخت سعید
وہ سرگرم ہین اُس کی تعلیم مین | کہ ہی نور چشم مراد و امید
کیا اُسنے قرآن کو پڑھ کر تمام | نہ کیون مجھکو ہو انبساطِ مزید
بہ فضلِ الٰہی کی تھی فکر | نکل آئی تاریخ بھی یہ وحید

کہا مین نے فرطِ خوشی مین فروغ
ہمایون ہو ختم قرآن مجید
سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال پُرملال افصح الفصحا تاج الشعرا جناب اُستادی بادشاہ علی صاحب مرحوم و مغفور المتخلص بہ بقاؔ خلف جناب صباؔ مبرور و خویش جناب مرزا دبیرؔ مغفور

شبے بخانۂ من در دکن مشاعرہ بود
عجیب سانحۂ جانگداز رسید بگوشش
کہ بست رخت سفر میر پادشاہ علی
بقاؔ تخلص و ابن صباؔ پاک نہاد
خوش اعتقاد کہ مصروف بود تا دم مرگ
چہ زاہدے کہ بعمر خودش نہ کرد قضا
گذشت فخر نظامی ز لکھنؤ افسوس
بخلد رفت چہ مردے خلیق و نیک خصال

شنیدم این خبر موجب غم و آلام
ربود از دل من راحت و زجان آرام
روان بہ خلد شد آن سید بلند مقام
بلند رتبۂ و خویش دبیر نیک انجام
بہ مدح گوئے آل رسول خیر انام
عبادت احد ذو الجلال و الاکرام
دیار شعر و سخن را ہنوز بود نظام
گذاشت وصف خودش بر زبان خاص و عام

بگو فروغؔ سن فوت حضرت اُستاد
بقا فنا شد و باقیست نام وے ز کلام
۱۳۲۲ھ

قطعات تاریخ فوت فصیح الملک بلبل ہندوستان نواب مرزا خان المتخلص بہ داغؔ

افسوس افصح الفصحا داغ دہلوی
عبید الضحیٰ کو دھر سے تشریف لیگئے

آئی ندائے غیب دم فکر سال فوت
داغ اے فروغؔ۔ دلکو بڑا داغ دیگئے
۱۳۲۲ھ

(ایضاً برائے سنگ لحد)

میں نے جب پوچھا یہ ہی کس کا مزار　　ہین شگفتہ داغ دفن باغ ہے

اے فرزند اسد م دہان گور سے
آئی یہ آواز — فرد آنغ ہے
۱۳۲۲ھ

قطعات عید

عیش و عشرت ترا مبارک باد　　جاہ و حشمت ترا مبارک باد
عید فطر آمد اے بلند اقبال　　این مسرت ترا مبارک باد

ایضاً

عید آمد گذشت ماہ صیام　　اے خوشا وقت این خجستہ ہنگام
دوستان شاد دشمنان پامال　　یاور اقبال و جاہ باد مدام

رقعہ شادی میمنت آبادی مولوی سید مبارک حسن صاحب برادر خورد
شفیق مکرم حبیب معظم جناب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل
ہائیکورٹ حیدرآباد دکن متخلص فاضل

جوشش عشرت ہین آج وقت رقم　　نکلا جاتا ہی انگلیون سے قلم
مست گردن جھکا کے چلتا ہی　　لڑکھڑا لڑکھڑا کے چلتا ہی
یہ نشیلی ادائین بھاتی ہین　　سطرین خامے سے لپٹی جاتی ہین
پھول جھڑتے ہین منہ سے وقت رقم　　حرف رکھتا ہی شاخ گل پہ قلم
گل باغ مراد جامہ ہی　　صحن گلزار عیش نامہ ہی

ہی محبت کا یہ خوشی مین جوش — کھولے ہی دائرہ ہر اک آغوش
اپنے جامے مین کب سماتے ہین — صفر پر حرف پھیلے جاتے ہین
گل الفاظ کا ہی حسن عیان — سطر سے ہین صاف سہرے کی لڑیان
جیب الف ہی تو دائرے ہین دل — ہی صریر قلم کہ باجے کا غل
یہ نہی کس خوشی کی نوبت ہی — کیون یہ سامان عیش و عشرت ہی
کلک رکھتا ہی منہ مین دو دھری بان — سینے حال طرب کریگا بیان
ہان مبارک حسن کی ہی شادی — فضل حق سے ہی خانہ آبادی
لخت دل نور چشم لخت جگر — چھوٹا بھائی ہی وہ بجائے پسر
پڑھنے کے جو ہین تعلقدار — اُسنے واقف ہین سب صغار و کبار
صورت مہر نام ہی روشن — سید و مولوی امیر حسن
وہ جو گوشہ محل کا کنٹا ہی — وہین دولتکدہ بھی انکا ہی
سحر بست و ہفتم شعبان — روز یکشنبہ آپ آئین وہان
صحبت عقد کی بھی ہو تزئین — نوش فرمائین ماحضر بھی وہین
آپکو بزم مین جو پاؤن ہین — اپنے سر آنکھون پر بٹھاؤنگا مین

سہرا بتقریب کتخدائی مہر فلک اقبال مولوی سید حسن صاحب اطال اللہ عمرہ خلف عالی مناقب والا مراتب عالیجناب آنریبل مولوی افضل حسین صاحب چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

شوق نے روئے حسن پر وہی ڈالا سہرا — حسن نے نور کے سانچے مین جو ڈھالا سہرا
کس کے آغوش تمنا مین رہا ہی برسون — کیون نہ ترے سر پہ چڑھے نازونکا پالا سہرا
ہوی جنبش جو شمیم نفس نوشہ سے — نکہہ شوق نے بڑھ بڑھ کے سنبھالا سہرا

سایۂ فضل خدا بارش ابر رحمت | سر پہ ہے چتر نیا منہ پہ نرالا سہرا

آپکے فیض کا گر دست نگر ہے کنگنا | حسن عارض کا ہے منہ دیکھنے والا سہرا

جب ہوا سے کچھ ادھر ہو گئین لڑیان کچھ ادھر | چاند سے منہ پہ بنا چاند کا ہالا سہرا

گوندھ لاتا نظر مین گل ارمان مالن | آج باندھیگا کوئی نازونکا پالا سہرا

مرحبا اے اثر سمت چشم میگون | ہر کوئی مست کہ ہے جھومنے والا سہرا

شمانہ حسرت و ارمان کا چراغ امید | شادی و عیش کے گھر کا ہے اجالا سہرا

تھین جو اس تاک مین ارمان بھری نظرین بھی | شوق نے بڑھکے وہین سہرے پہ ڈالا سہرا

بلبل ناز کی کیا بحث پاس ادب تھا ملحوظ | دوش پر نکہت کاکل نے سنبھالا سہرا

ہاتھ پھیلائے ہین لینے کو بلائین لڑیان | ہو مبارک تجھے یہ چاہنے والا سہرا

آج باندھیگا وہ نور نظر چشم مراد | میری مالن گل نرگس مین بسالا سہرا

مہر تابان کی کرن اس کی ضیا بننے لگی | نازش حسن نے اتنا تو اچھالا سہرا

نور عارض سے ہم آغوش ضیا ہو اسکی | حسن کو اپنے کرے آج دوبالا سہرا

منہ پہ بل کھاتی ہین افراط خوشی سے لڑیان | ناز کرتا ہے ترا گیسوؤن والا سہرا

حسن عارض کا بنی پردہ سنہری چلمین | منہ پہ دولہ نے جو مقیش کا ڈالا سہرا

ہین سنے مانا کہ فروغ اور سخنور بھی ہین
پھ سمجھ لین کہ نہین منہ کا نوالا سہرا

ایضاً

بتقریب شادی شفیق مکرم جناب نواب میر داور علیخان صاحب بہادر جوائنٹ مجسٹریٹ و ناظم عدالت محبوب نگر ضلع حیدرآباد دکن

قدر ہیرا اور ہو گیا اس سے سوا سہرے کی | ہے ہر آنکھون پہ دلہن دولہ کے جا سہرے کی

دین دعا میں کبھی دولہ کو یہ اپنی کبھی لین | ہر لڑی بن گئی اک وصف دعا سہرے کی
مدتوں سے یہی ارمان یہی حسرت تھی | کیوں نہ مشتاق ہو پھر خلق خدا سہرے کی
نہیں رکھتی زمین پر جو قدم اترا کر | آج اترا ہی ہو خوشبو نہ صبا سہرے کی
گندھنے میں صرف جو مالن کے ہوئے تار نفس | بندھ گئی گلشن عالم میں ہوا سہرے کی
بزم میں ہوتی ہے پر نور جھلکے گلوں کی بارش | خوب تھم تھم کے برستی ہے گھٹا سہرے کی
شرم و غیرت کا تو کلیوں ہی کے سہرا تھا | پھول کھلتے ہی ہوئی شوخ ادا سہرے کی
سر چڑھا کر اسے نوشہ نے سرافراز کیا | قسمتوں سے ہوئی تقدیر رسا سہرے کی
اسکی خوشبو سے معطر ہے مشام عالم | بڑھ گئی حاتم طائی سے سخا سہرے کی
چھوٹ مقیش کے تاروں کی جھپک برق کی تھی | بجلیاں دلپہ گراتی ہے ادا سہرے کی
پڑھی نوشاہ نے دامن پہ دلھن کے جو نماز | ہوئی ایک ایک لڑی قبلہ نما سہرے کی

قطعات تاریخ

نہ ملا وقت نہ فرصت ہی ملی ہمکو فروغ
ایسی حالت میں بھلا فکر ہو کیا سہرے کی

طبع دیوان

از نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی ابو محمد صاحب متخلص آزر ساکن بلدہ حیدرآباد شاگرد [illegible]

اے صل علی طبع فروغ آج ہے عالی | کیوں عرش سے اونچی نہ ہو اب بارگہ نظم
الفاظ ہیں پر نور تو مضمون بھی ہیں روشن | بیجا نہیں کہتے جو انہیں مہر و مہ نظم
دیوان طبع جو ہوا ہے تو کوئی تاریخ | بیساختہ آزر کہو ہے بیشۂ نظم ۱۳۲۵

قطعۂ تاریخ از کلام بلاغت نظام جناب مولوی سید محمد نوح صاحب متخلص نوح خلف خان بہادر جناب مولوی شیخ محمد عبد المجید صاحب ساکن قصبہ مارہرہ شاگرد حضرت داغ دہلوی

یا خدا اور ہو فروغ فروغ | سعد ہے وقت میں یہ جانیے ہند
طبع دیوان کا سال لکھ دے نوح | کلیات فروغ نسخۂ [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۹	کیا	کیون	۴۶	۱۱	لئد	للّٰد
۱۸	۸	جونگھبان ترا میرانگھبان ہوتا	جونگھبان تھا ترا میرا نگھبان ہوتا	"	۱۶	لئد	للّٰد
				۴۷	۱۰	ہیہ	نما
"	۱۷	مجھے	تجھے	۵۰	۵	خودبین	جوشن
۲۸	۷	مہمان	میہمان	۵۲	۳	لئد	للّٰد
۳۹	۱۵	کس	اس	"	۵	ہوکی	ہوگی
"	۱۸	آیا	آتا	"	۷	محفل اُٹھکے مجھکو گلے سے لگائین آپ	محفل سے اٹھکے ادھر مجھکو گلے سے لگائین آپ
۴۰	۷	اپنا	اتنا				
				۵۶	۱۷	جنھون کل	جنھون نے کل
"	۸	تومین	یوھین	۵۷	۵	گرنیکے	گرنیکے
"	۱۲	اور	زور	۵۸	۸	کاٹون	کانٹون
۴۱	۲	پیچیان	پہچان	۵۹	۶	لئد	للّٰد
"	۱۹	ہی	بھی	"	۱۰	جالی	جاتا
۴۴	۳۰	حوصلہ دل	حوصلۂ دل	۶۰	۱۳	حاجت	راحت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦١	١	کرکے	لئے	٧٠	٦	مین بہی لون	ہین بھی یون
٦٢	١٧	ہی	بہی	″	٩	چمک	جھلک
٦٣	١٤	دال	ڈہال	٧٣	٨	رکھ کے	رکھو سے
٦٤	٢	ٹامال	ٹال	٧٤	١	پڑہنے	پڑسے
″	٤	یون ہی	تو بہی	″	٧	یہہ	تہ
″	٦	ذرا اندوا کے اضطراب	بدلہ تو دن ذرہ بہ	٧٥	٦	لئی بہرتی	بہی ٹہرتی
		دل	اے اضطراب دل	″	١٥	بچایا	بچاتا
″	١١	اوٹہا ہمین نشہ	اوٹہا چڑہا ہین نشہ	٨٢	٧	ہملو	ہمکو
٦٥	١١	وصل	قتل	″	١٢	اک	ایک
″	١٩	بہی	ہی	٨٣	٢	کہا	پڑہا
″	٢٠	حسرت وبیج ہی	حسرت بیج ہی یا	″	١٣	جھکے جاتے ہین	جھکی جاتی ہی
		یا بیکسی و تنہائی ہی	بیکسی و تنہائی	٨٤	٣	گرگئی	گر گئی
٦٩	٩	حری	تری	٨٦	١٢	امید	نگاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٩٦	٢	دیکھو	دیکھون	١٠٠	١٣	مری	تری
″	١٣	کب تک	تا کے	١٠١	٣	ہی	بھی
″	١٦	کہائی	کھائے	″	١٤	روز روشن	رخِ روشن
٩٤	ہندسہ	٩٢٠	٩٢	١٠٢	١٣	جانتا	چاہتا
″	٤	قابل	قائل	١٠٣	١٧	اور	اوٹھکے
٩٥	١٦	تری ستم ہوی	گنبد مین اُلٹے کے بنا	″	٢٠	پہیری	پھیرلی
		سبب افتخار دل	ہے خرار دل	١٠٥	١٣	راہ کو	راہ مین
٩٦	٧	دلپر	دل پُر	١٠٦	٩	ہیہات	بیتاب
٩٧	١٤	ہنین	ہمین	″	١٩	اٹھایا	اٹھاتا
″	١٩	″	″	١٠٧	١٢	ثمامے	ٹھامے
٩٨	١٥	جھکے مین	جھکی ہے	١٠٨	٦	نہ	یہ
٩٩	″	اپنی	اپنے سے	″	١٢	شب فراق	شب وصال
١٠٠	١٠	سپاہ	پھیرے	١٠٩	٨	بہی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۲	کی ہی	کی ہجر	۱۲۴	۲۰	کھنچی	پہنچی
۱۱۱	۱۰	توہم	توہین	۱۲۵	۲۰	ہے	ہی
״	۱۱	حال	چال	۱۲۷	۹	آنکھ کے بدلے	دیکھ کے بدلی
۱۱۳	۱۳	لوٹا	آنا	״	۱۷	ہین	ہون
۱۱۴	۷	ہوے	ہوئی	۱۲۸	۱	بیٹھے ہین	بیٹھی ہی
״	۱۰	لیتے	لپٹی	״	۱۲	کون مرے	کون دھرے
۱۱۵	۱	مہدی	مہندی	۱۲۹	۱۱	صدا اپنی تجھے	تجھے اپنی صدا
״	۷	قسمت	قیمت	۱۳۰	۲	روا	مرا
۱۱۶	۲	راہزن	رہزن	۱۳۱	۷	چھپ کے	جیب کے
۱۱۹	۱۰	نہو	نہین	״	۱۱	نام لیکر	لیکے نام
۱۲۲	۸	بہارے	تہارے	۱۳۲	۱۹	ہے	بہی
۱۲۳	۱۷	طاقت	طاعت	۱۳۳	۱۲	ہے	بہی
۱۲۴	״	قرص خاور	قبرین چادر	״	۱۳	انکا	ایکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۳	زہر	زیر	۱۴۸	۱۱	عریان ہیکر دفن	عریان ہی میری دفن
۱۳۵	۱۹	کس کس	کس کس کو	۱۴۹	۱۳	ڈرہی ہائین	ڈررہی ہائین
۱۳۸	۵	نکلتی سے	نکلتے ہی	۱۵۱	۵	کہ ڈرتے	کہ مرتے
〃	۱۷	خنجر و ابرو	خنجر ابرو	۱۵۳	۱	اور	آج
۱۴۰	۱	شرم آتی	شرم آئی	۱۵۴	۴	ہہر	تھی
〃	۱۵	رہنے تب	رہتے تھے بت	〃	۸	خوبرویون کے	خوبرویونکے
۱۴۱	۲	نہ	یہہ	۱۵۶	۴	نہ	یہہ
〃	۹	پرورده	پیروردہ	۱۵۹	۱	اوس کو	اونکو
۱۴۲	۷	لائی	لائے	〃	۷	کومیری	ہماری
〃	۸	وصل	صبح	۱۶۱	۲	نکلنے	نکلنے
〃	۱۵	آئینہ چشم	آئینہ خود چشم	۱۶۲	۹	یہہ	یا
۱۴۳	۱۷	عدو سے	عدو ہے	۱۶۴	۹	کا	سکا
۱۴۸	۸	نازک بھی ہوا ڈھتا ہے بھی غیرونکا سو فراج	نازک بھی ہوا ڈھتا ہے بھی ہو غیرونکا مزاج	۱۶۵	۱	بیگناہوںت	بیگناہوں کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۳	ڈنکو	ڈلکو	۱۸۸	۷	تنکے	اور تنکے
۱۷۰	۱۱	لئد	للّٰد	۱۹۲	۹	ہے	سے
۱۷۲	۶	نعجے	تیجے	۱۹۳	۸	آب و دانا	آب و دانہ
۱۷۳	۱۱	میندہی	مہندی	″	۱۴	کہون	گردن
۱۷۴	۱۷	دبا	ڈبا	۱۹۴	۳	اوڑانی	اوڑنی
۱۷۶	۶	بنکے	تنکے	″	۹	اُنکا	اپنا
″	۲۰	ہی ڈیوا نکلنے	بھی جو گرکے سنبھلے	۱۹۵	۱۵	کوہی	گرا
۱۷۷	۵	عرض	غرض	۱۹۷	۱۲	اُدھر	اِدھر
″	۷	و ہجر	وہ ہجر	″	۱۸	سنگ و در	سنگِ در
″	۲۰	دے کف دریا	تو اوسی ہم کف دریا	۱۹۹	۱۳	وہ زلفین	زلفین
۱۸۰	۱۰	یہہ قیس	یہ اے قیس	۲۰۱	۱	چاہتا ہون آپسے جیسے وہی مائل دل ہے	چاہتا ہون میں جیسے اسے وہی مائل ہے
۱۸۱	۱۹	لئد	للّٰد				
۱۸۳	۵	عووت	عادت	۲۰۲	۱۵	سینہ اوبھار کے	سینہ پہ مار کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٠٥	١١	سبکو	شب کو	٢١۵	٢	ضرا تو ہے	ضرا تو ہے ہین
٢٠٦	١٦	نبایا	بنا			کہین ہین	
٢٠٧	۵	نکلی ہی اک	اک نکلی سے	٢١٨	٢	ختلاف	اختلاف
؍؍	١٨	پرغمین	پُر غم مین	؍؍	١٨	عرش وہ	عرش یہ
٢٠٩	١٧	ہو	ہون	٢١٩	٢	ہاتھون نے	ہاتھون پہ
٢١٠	٨	جان دی آئے	جان دی مین ابھی تنے	٢٢١	٧	تیبر نظرین ہین تو	تیز نظرین
؍؍	١۴	اونکے دلمین	اونکے گھرین				تو ہین
٢١١	١۴	یہ پورا	تقاضا	٢٢۵	٢٠	ڈال گے آکے	ڈال گئی آکے
٢١٢	١٦	ے	کہ	٢٢٦	١۴	کرے لی گی	کرے لگیگے
٢١٣	١٣	مجھکو	ہمکو	٢٣٠	١٣	مجھ زار کی	تاب فریاد کی
؍؍	٢٠	نسل ہے تو صدا	نسل صدا ہے	؍؍	١٨	تیری سخن کیطرح	سخن کیطرح تیری
٢١۴	١	یہی ہے	وہی ہے			یہ بھی	یہ بھی میرے
؍؍	۴	کیو نیتر	کیون تیسر	٢٣٣	٢	کان مین	باغ مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۲	بحسرت	وہ حسرت	۲۵۱	ہیڈنگ	۵۱	۲۵۱
۲۴۸	۶	اے	این	۲۵۲	ہیڈنگ	۵۲	۲۵۲
۲۴۹	ہیڈنگ	۴۹	۲۴۹	۲۵۲	۱۳	مصرعے	نقطے
۲۵۰	ہیڈنگ	۵۰	۲۵۰	〃	〃	مصرے	مصرع

مطبع گلشن فیض لکھنؤ

قطعہ تاریخ من تصنیف شفیق مکرم حبیب معظم ماہر اکمل شاعر بے بدل
الم دوران فاضل زمان عالی جناب معلی القاب مولوی
ید محمد غلام جبّار صاحب المتخلص بہ فاضل وکیل ہائیکورٹ
حیدرآباد دکن

جسکی نہ ملے نظیر کوئی
دیوان ہی وہ میرے مہربان کا

مضمون نئے ہین چست بندش
ہی طرز بیان بھی کیا ہی بان کا

جس شعر کو جس غزل کو دیکھو
اک مرثیہ ہے غم نہان کا

رشک مہ و مہر دائرے ہین
سطرون پہ گمان ہی کہکشان کا

برچھی کی انی اگر ہین معنے
ہر لفظ مین ہی اثر سنان کا

ہر طرح کا ہی نظارہ اس مین
گلشن کا کہین کہین خزان کا

کیسے دلچسپ ہین مضامین
کیا لطف ہی معنی و بیان کا

کیا بات ہی اہل لکھنؤ کی
مشتاق جہان ہی اس زبان کا

دیوان چھپ کر ہوا اکمل
صد شکر خدائے دو جہان کا

فاضل نے لکھا ہی سال تکمیل
کیا مادہ عیسوی ہی بان کا

مطبوع ہوا ہی ہوتے ہی طبع
دیوان فروغ نکتہ دان کا
سنہ ۱۹۰۸ء

اعلان

جملہ صاحبان کی خدمت

مین التماس ہی کہ اس کتاب کے

کل حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوی

صاحب قصد طبع نفرماوین ورنہ بالعوض نفع

کے نقصان ہوگا بلکہ جسقدر جلدین مطلوب ہون کمترین سے

طلب فرماوین فوراً تعمیل ہوگی قیمت عصہ

یکمشت سو جلد کے خریدار کو قیمت ۱۲ر

پچیس جلد تک کے خریدار کو

قیمت فی جلد ۱۴ر

المشتہر

سید محمد ہادی زوار رضوی لکھنؤ گولا گنج